بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

وہ کمالِ حسن حضور ﷺ ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

خصائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فیضان:- پیر طریقت رہبر شریعت سلطان العارفین حضرت
قبلہ صوفی حق واسع رحمۃ اللہ علیہ قادری چشتی قلندری جہانگیری

Marfat.com

Marfat.com

خصائل مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم

22265
DATA ENTERED

Marfat.com

۲۹۲ ۶۹۹۳۱
۲۴۵ ۲
124885
۲۵

جملہ حقوق بحقِ آستانہ عالیہ محفوظ ہیں

نام کتاب: خصائلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فیضان: پیر طریقت رہبر شریعت سلطان العارفین صوفی باصفا

حضور صوفی حق واسع علیہ رحمتہ (قادری، چشتی، قلندری، جہانگیری)

مُحرک وزیرِ نظر:

سجادہ نشین صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق دامت برکاتہم العالیہ

(قادری، چشتی، قلندری، جہانگیری)

تحقیق وترتیب: ماوراء (طالبِ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

کمپوزنگ: شناء (سگِ آستانہ)

اشاعت: ربیع الاول ۱۴۳۶ھ ـــــ جنوری 2015

تعداد: 1000

ناشر:

صفحات: 316

ہدیہ: 250/-

کتابِ ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو آستانہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں

Email ID: hafizimtiazhaq@yahoo.com ; www.facebook.com/Haq.Wase

Marfat.com

حسنِ انتساب

بارگاہِ سلطان انبیاء زیب مقام دنیٰ فتدلّٰی
محبوبِ ربّ للعالمین احمدِ مجتبیٰ آقا و مولا

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کی نذر

پیر طریقت رہبر شیریعت سلطان العارفین صوفی باصفا حضور قبلہ پیر

حضرت صوفی حق واسع علیہ رحمتہ

(قادری، چشتی، قلندری، جہانگیری)

کے وسیلے سے پیش کرتی ہوں

گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

بندہ مسکین وناچیز
طالب رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY

Marfat.com

ہمارا نبی ﷺ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی | سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی | دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ
بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا | نور اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ
بجھ گئیں جسکے آگے سبھی مشعلیں | شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ
جسکے تلووں کا دھوون ہے، آب حیات | ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ
خلق سے اولیاء اولیا سے رسل | اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی | اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی ﷺ
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے | دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے | ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی ﷺ
سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے | ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ
سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے | اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

Marfat.com

پیر طریقت رہبر شریعت سلطان العارفین صوفی با صفا

حضرت صوفی حق واسع

قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی، جہانگیری، شکوری، اویسی، خضری، ابوالعلائی

Marfat.com

تعارف

حضرت صوفی حق واسع علیہ الرحمۃ بن عبدالواسع بن علی احمد۔ آپؒ کا شجرہ نسب عظیم روحانی بزرگ حضرت بابا بالے شاہ سرکارؒ سے جاملتا ہے۔ جن کا مزار مبارک ساتووال (نارووال) میں ہے۔

آپؒ کی پیدائش ۱۵ نومبر ۱۹۵۰ میں ساتووال گاؤں ضلع نارووال میں ہوئی۔ آپؒ نے اپنی دنیاوی تعلیم لاہور شہر میں مکمل فرمائی۔ آپؒ کو روحانی سلاسل قادریہ، چشتیہ، قلندریہ، ابولعلالیہ، جہانگیریہ، شکوریہ سے فیضِ روحانی عطا ہوا۔ آپؒ نے اپنے آستانہ پاک میں رشد و ہدایت کا سلسلہ قائم فرمایا۔ مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ آپؒ کی بارگاہ میں اپنی اصلاح ورہنمائی کی غرض سے حاضر ہوئے۔

دینی حوالے سے باباجی سرکارؒ کا مطالعہ بے حد وسیع تھا۔ آپؒ اپنی مجلس میں نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی علوم پر بھی گفتگو فرمایا کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ روحانیت کے متلاشی لوگوں کا ایک ہجوم آستانہ پاک میں موجود رہتا۔ جو کہ اپنے علم کی پیاس بجھاتے اور قلبی سکون حاصل کرتے۔

ایک بہترین مجاہدِ اسلام اور اولیائے کاملین کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے باباجی سرکارؒ نے زندگی بھر شیطانی قوتوں اور دینِ اسلام کے دشمنوں سے جہاد کیا۔ محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فروغ دیا اور عشق کی شمعیں ہمارے دلوں میں روشن فرمائیں۔

Marfat.com

۷ جنوری ۲۰۰۳ء، ۳ ذیقعدہ، بروز منگل بعد از نمازِ عشاء آپؒ کا وصال ہوا۔ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپؒ کے جنازے میں شرکت کی۔ آپؒ کا مزار شریف ایک روحانی بزرگ حضرت ایشانؒ کے مزار اقدس کی پچھلی جانب واقع ہے۔ آپؒ کے وصال کے بعد بھی اسی طرح تمام شروع کیے ہوئے سلاسل جاری و ساری ہیں۔ اسی طرح تعلیمی نشستیں منعقد کی جاتیں ہیں جو کہ صوفی حق واسعؒ کے سجادہ نشین صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق دامت برکاتہم العالیہ چلا رہے ہیں۔

یہ بابا جی سرکارؒ کی نظرِ کرم کا فیضان ہی تو ہے کہ زیرِ نظر کتاب اور اسی طرح اور بھی کتب آج تک آستانہ پاک کی جانب سے لکھی جا چکی ہیں جن میں 'تحفظ ناموس رسالت اور حقیقتِ فتنہ قادیانیت'، 'موجودہ دور میں خواتین کی تربیت' اور 'علم غیب' سر فہرست ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر کتب پر تحقیق اور کام جاری و ساری ہے جو کہ جلد منظرِ عام پر آئیں گی انشاء اللہ! اور بے شمار مخلوقِ خدا اپنی تشنگی کو دور کرنے کے لیے ان کتابوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے، ماشاء اللہ۔ اللہ پاک جی سے دعا ہے کہ اس کام میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ہماری نجات کا سبب بنا دے۔

آمین

Marfat.com

تقریظ

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات ہی سیدہ زہرا پاکؓ کے بابا جان نبیِ مکرم آقا رحمتہ اللعالمین ﷺ کی خاطر تخلیق فرمائی ہے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کی تعظیم، محبت و الفت کو دین میں صرف شان ہی نہیں بلکہ دین کی جان بنایا ہے۔اور اہل ایمان پر یہ امر کسی طور مخفی و پوشیدہ نہیں کہ ان کی تعظیم کرنے والا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے۔اور اسکی تعظیم کا منکر اور ادبِ رسالت مآب ﷺ سے گریزاں بدبخت ہمیشہ کے لیے مردود ہو جاتا ہے۔ اہل حق نے ہر دور میں شاتمینِ رسول، گستاخانِ محبوبِ خدا (ﷺ) کے خلاف جہاد بالسیف کے ساتھ ساتھ جہاد بالقلم بھی جاری رکھا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی بساط و ہمت کے مطابق اس بارگاہِ انور میں اپنی غلامی کا نذرانہ پیش کر کے جذبۂ ایمان کا اظہار کیا۔ کہ ہمیں بھی اپنی خوش کلامی پر نہیں بلکہ سیدہ بی بی آمنہؓ کے لال شفیع المذنبین ﷺ کی غلامی پر ناز ہے۔

یہ کتاب مصنفہ کی مخلصانہ اور محبت وادب سے بھرپور کوشش ہے جو کہ ماشاء اللہ سے مضبوط علمی دلائل سے آراستہ اور ادبِ مصطفی ﷺ سے لبریز ہے اور پوری دنیا کے لیے پیغامِ عشقِ رسول ﷺ ہے۔ جس سے مدتوں لوگ فیضیاب ہوتے رہیں گے، انشاءاللہ

اس کتاب کی جامعیت اور موضوع پر شاندار بحث کو دیکھ کر پڑھنے والے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

Marfat.com

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مصنفہ کی پشت پر والد محترمؒ و پیر و مرشد حضور قبلہ بابا جی صوفی حق واسعؒ قادری، چشتی، قلندری، جہانگیری کا خصوصی دستِ شفقت، نظرِ کرم، تربیت اور صحبتِ کاملہ کا اثر ہے۔

قبلہ والدِ محترم کے قابلِ اعتماد، وفادار اور ہونہار شاگردوں اور مریدین میں مصنفہ کا شمار ہوتا ہے۔

اور آستانہ پاک سے ہونے والے علمی و فکری کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب انہوں نے بڑی محنت سے تحریر فرمائی ہے اور دورانِ تحریر مجھ بندۂ ناچیز سے بھی مشاورت جاری رکھی۔ بندہ کو اس مشاورت پر ہمیشہ فخر رہے گا۔
دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکی یہ سعی جمیلہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رسول اللہ ﷺ بھی اسے اپنی بارگاہِ ناز نین میں قبولیت کا شرف بخشیں۔ اللہ تعالیٰ مصنفہ کو دین متین کی مزید خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

عرضِ مرتب

بے پناہ تعریف و حمد میرے پروردیگار کی کہ جس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے لیے بشیر و نظیر، رحمت اور شافع محشر بنا کے بھیجا۔ میرے آقا کریم سرورِ عالم نورِ مجسم حبیبِ خدا وجہ تخلیقِ کائنات حضرت محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل مبارک کو کما حقہ بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں یہ ہمارا ہی دعوٰی نہیں بلکہ محدثین، مفسرین کا بھی یہی قول ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقل عالم سے ماوراء ہو
سب جہت کے دائرے میں
شش جہت سے تم وراء ہو

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدح و ثنائے حبیبِ خدا میں اعلیٰ وارفع مرتبے کے عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن رات رطب اللسان ہیں کہ مجھ جیسے طفلِ مکتب کی ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ　　تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

Marfat.com

یہ میرے پیر و مرشد قبلہ صوفی حق واسع سے نسبت اور آپ ؒ کا فیضان، نظرِ کرم اور عطا ہے اور میرے استادِ محترم صاحبزادہ حافظ امتیاز الحق کی تربیت ہے کہ:

؎ تیری نسبت نے سنوارہ ہے مجھے
میں گر تیرا نہ ہوتا تو سگِ دنیا ہوتا

پیر و مرشد کی بارگاہ سے اس عاجز کو حکم عطا ہوا اور کمال مہربانی فرماتے ہوئے رہنمائی بھی عطا فرمائی نیز والدین، بہن اور دوست احباب کا تعاون رہا، تب ہی اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک لانا ممکن ہو سکا۔

یہ کتاب آیاتِ قرآنی اور احادیث و اقوالِ آئمہ و علماء امصار سے مزین ہے۔ مولیٰ کریم اس کتاب کو غافلوں کے لیے سببِ ہدایت اور عاشقانِ رسول ﷺ کے لیے سببِ تسکینِ قلوب کرے۔ آمین

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ
(حضرت حسان بن ثابتؓ)

(میں نے اپنے کلام سے محبوب ﷺ کی تعریف نہ کی بلکہ ان کے ذکر پاک سے اپنے کلام کو قابل تعریف بنایا)

طالبِ رضائے مصطفیٰ ﷺ

ماوراء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اک نظر سیّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اک نظر

اپنے بیمار پر

مجھ گناہگار پر

ورنہ میں بے خبر

گردِ راہِ سفر کے سوا

کچھ نہیں

سید المرسلیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

میں کہیں بھی نہیں

Marfat.com

مولای صلّ وسلّم دائماً ابدًا

علی حبیبک خیر الخلق کلّهم

محمّدٌ سیّدُ الکونین والثّقلین

والفریقین من عربٍ ومن عجم

هو الحبیب الّذی ترجٰی شفاعتهٗ

لکلّ هولٍ من الاھوال مقتحم

یا اکرم الخلق مالی من الوذ به

سواک عند حلول الحادث الامم

یاربّ بالمصطفٰی بلّغ مقاصدنا

واغفر لنا ما مضٰی یا واسع الکرم

Marfat.com

حسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	بشریت و نورانیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	17
۲	علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	47
۳	حاضر و ناظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	65
۴	ذکرِ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	85
۵	رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	115
۶	شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	153
۷	مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام محمود	165
۸	ملکیت و تقسیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	183
۹	رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	209
۱۰	مبشریت و نذیریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	243
۱۱	معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	263
۱۲	مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ لاکھوں سلام	299

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

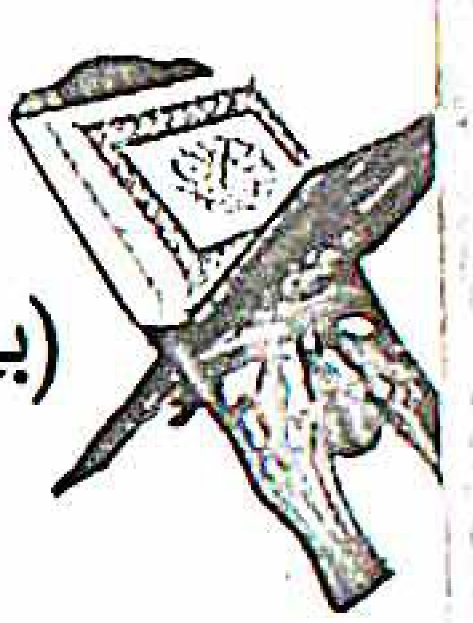

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿﴾

(بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور روشن کتاب)

باب: ۱

بشریت و نورانیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نورِ مبین ﷺ
دین کو نور سے واضح
فرمانے والے

نور اللہ ﷺ
اللہ کے نور سے
پیدا کیے ہوئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ یَا نُوْرِ مُبِیْن

بشر ہو سکتا ہے نور کیسے یہ بات عقل پہ تیرے بھاری
نور ہو کے جبرائیل آئے لباسِ بشر میں کتنی باری
ضد بھی نہیں، ناممکن بھی نہیں، پھر تکلیف تجھ کو کیسی
میں نہیں ہوں مثل کسی کے، جا کھول کے پڑھ بخاری

Marfat.com

بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بشریت کا مفہوم:

اللہ پاک قرآن حکیم میں فرماتا ہے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

(سورۃ الکہف ۱۱۰)

"(اے محبوب ﷺ) آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں ظاہری صورت میں تو تم جیسا ہوں مجھے وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے"

"قل" کا بیان، یعنی بشر کہنا کیسا؟

اس آیت میں غور طلب بات یہ ہے کہ فرمایا گیا 'قل' یعنی اے محبوب ﷺ آپ ﷺ بطور انکساری وتواضع فرمادیجئے۔ یہاں لفظ 'بشر' کہنا آپ ﷺ کی انکساری ہے جیسے کوئی حاکمِ وقت اپنی رعایا سے کہے کہ میں آپ کا خادم ہوں تو یہ اس کی عاجزی ہے، یہ کہنے سے وہ خادم ہر گز نہ ہوگا۔

غور طلب بات یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت نے یہ نہیں فرمایا کہ "قولوانماھوبشرمثلنا" کہ "اے لوگو! تم کہا کرو کہ حضور ﷺ ہم جیسے بشر ہیں" بلکہ 'قل' میں اس جانب اشارہ ہے کہ **"آپ ﷺ فرمادیجئے"**۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں کسی جگہ حضور ﷺ کو بشر یا آدمی کہہ کر نہ پکارا، بلکہ فرمایا: "شَاهِدًا (گواہ) ومُبَشِّرًا (خوشخبری سنانے والا) و نَذِيرًا (ڈر سنانے والا) ودَاعِيًا اِلَى اللهِ بِاِذْنِه (اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا) وَسِرَاجًا مُّنِيرًا (روشن چراغ)" اور فرمایا؛ يَآاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (اے چادر والے)، يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (اے چادر لپیٹ کر سونے والے) وغیرہ۔

القاب کیسے کیسے خدا نے کیے عطا
حضرت رسول پاک ﷺ کو قرآں میں جابجا
یٰس ﷺ کہیں پکارا تو طٰہٰ ﷺ کہیں کہا
حٰم و نون اور کہیں والشمس والضحیٰ

Marfat.com

کیا میرا علم و عقل صفت آپ ﷺ کی کروں — تم سب پڑھو درود میں ذکرِ نبی ﷺ کروں

اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کی شان بڑھائی ہے اور جب رب تعالیٰ نے بشر وغیرہ کہہ کے مخاطب نہ کیا تو ہم غلاموں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ان کو اس طرح سے یاد کریں؟ دوسرا یہ بھی کہ کسی دنیاوی عظمت والے کو معمولی خطاب کر کے پکارنے کا مقصد اس کی عظمت کا انکار ہے۔ اگر اپنی ماں کو 'باپ کی بیوی' یا باپ کو 'او انسان' کہہ کے مخاطب کیا جائے تو یہ گستاخی کے زمرے میں آتا ہے تو حضور ﷺ کو ان القاب سے پکارنے والا گستاخ کیونکر نہ ہوگا؟ اور اسے بے دین کیوں نہ کہا جائے؟

سب سے پہلے نبی کو حقارت سے بشر کہنے والا شیطان تھا۔ حضرت آدم کے بارے میں شیطان نے کہا:

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ (الاعراف: ۱۲)

"ارشاد ہوا: (اے ابلیس) تجھے کس (بات) نے روکا تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا، اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا تھا اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا"

انبیاء کرام علیہ السلام کو بشر کہنا کفار کا شیوا

انبیاء کرام علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا شیطان اور اس کے پیروکار کفار و مشرکین کا عمل ہے۔

یہ کفار و مشرکین کی ہی عادت تھی کہ وہ انبیاء کرامؑ کے منصب و مقام اور ان کے رتبہ و مرتبہ کا انکار کرتے ہوئے ان کو اپنے جیسا بشر کہا کرتے تھے۔ انبیاء کرامؑ کو ظاہری و جسمانی طور پر اپنی طرح دیکھ کر ان کو عام انسانوں کی سطح پر لے آتے۔ کہتے:

- اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (کہا خدا نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا) (القرآن)

نبی پاک ﷺ سے پہلے کفار و منکرین کہتے:

- اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ز ۝ .(کیا بشر ہماری رہنمائی کریں گے) (التغابن: ۱۰)

Marfat.com

حضرت نوحؑ کی قوم کہتی تھی:

• مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۝ (نہیں ہے یہ مگر تمہارے جیسا بشر) (المومنون: ۲۴)

قرآن مجید میں مختلف انداز سے کفار کے اس خیال کی تردید کی گئی ہے۔ سورۃ ابراہیم میں ہے کہ انبیاء علیہ السلام نے کفار کو جواب دیا: "ہم ہیں تو ظاہری صورت میں تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے احسان فرماتا ہے"۔ آیات بالا میں یہ بتایا گیا ہے کہ کفار کی نظر میں انبیاء کرام علیہ السلام کے ایک رخ یعنی ظاہری جسم پر پڑتی ہے۔ انبیاء کرام علیہ السلام سے جواباً کہلوایا گیا کہ ہاں ہم اللہ کے بندے ہیں اور انسان تو ہیں مگر کیسے انسان؟ "ایسے کہ جن پر اللہ کے فضل و کرم کی بارش ہوتی ہے۔ اخلاقی، روحانی، قلبی اور عملی ہر حیثیت سے عام انسانوں سے افضل ہیں"۔ لہٰذا حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہنا یا سمجھنا کفار و مشرکین کے پیروکاروں کا کام ہے۔ جن کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت تو دور بلکہ کفار و مشرکین کی سی بغض پائی جاتی ہے۔

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر:

آقا کریم جان ﷺ کی تعظیم و توقیر کے حوالے سے اللہ پاک نے فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝
(الفتح: آیت ۸-۹)

"بے شک ہم نے آپ ﷺ کو حاضر و ناظر، خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ تو اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور رسول ﷺ کی بے حد تعظیم و تکریم کرو، اور صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرو"

اس آیت مبارکہ میں محبوب خدا ﷺ کی تعظیم و توقیر کا جو حکم ہے وہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب اور لازم ہے۔ اس آیت میں پہلے **ایمان** کا ذکر ہے۔ پھر **رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر** کا حکم ہے اس کے بعد **اللہ کی عبادت** کے لئے فرمایا گیا ہے یعنی اللہ

Marfat.com

اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد نبی ﷺ کی تعظیم و تکریم کرو پھر حکم ہوا عبادت کا، یعنی تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے بغیر رب کی عبادت بھی مقبول نہیں!۔

ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تعظیم ہمیشہ اپنے سے افضل شخص کی ہی کی جاتی ہے اور وہ بھی تب جب اس کا مقام ٹھیک سے معلوم ہو۔ یہاں اللہ پاک نے پہلے اپنے محبوب نبی ﷺ کا مقام بتایا۔ آپ ﷺ کی عظمت و شان بیان کی پھر فرمایا تعظیم کرو میرے محبوب ﷺ کی۔ اب جبکہ اللہ پاک نے خود اپنے محبوب ﷺ کی شان بلند کر دی تو کوئی ایسا کیسے کہہ سکتا ہے کہ 'حضور ﷺ ہم جیسے بشر ہیں' (معاذ اللہ)

ایک اور بات یہاں واضح کر دیں کہ اللہ پاک نے اس آیت مبارکہ میں اپنے محبوب کریم ﷺ کی نہ صرف تعظیم کا کہا بلکہ فرما دیا کہ تعظیم بھی ایسی ہو کہ اس میں بھی حد سے گزر جاؤ (یعنی تعظیم و توقیر)۔ جب بات اپنے محبوب ﷺ کے ادب کی آئی تو اللہ نے بھی مبالغہ آرائی کو پسند فرمایا۔

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر صحابہ کرامؓ کی نظر میں:

صحابہ کرامؓ نے اسی آیت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے عقیدت کی انتہاء کی۔ حضرت ابو حذیفہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہاں سیدنا حضرت بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے وضو کا مستعمل پانی (ایک برتن میں) لیا اور لوگ اس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں تو جن کو اس میں سے کچھ ملتا اسے اپنے چہرے پر لگا لیتا ہے''۔ (بخاری شریف، جلد دوم ص ۸۷۱)

حضرت امام بخاریؒ نے کتاب الشروط میں قصہ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ ﷺ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جا کر لوگوں سے بیان کیا کہ

۱۲۴۸۸۵

Marfat.com

"اے میری قوم! واللہ میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا ہوں۔ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جس قدر صحابہ رضوان اللہ علیہم محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔ واللہ جب وہ ﷺ کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچتی ہے اور وہ اس کو اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب آپ ﷺ اس کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ آپ ﷺ کے حکم کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور جب آپ ﷺ وضو فرماتے ہیں تو ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کے لئے گویا بے تاب کھڑے ہیں۔ اور جب آپ ﷺ کلام فرماتے ہیں تو وہ اپنی آوازوں کو آپ ﷺ کے سامنے پست کر لیتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے بھی نہیں۔ جس مٹی پر آپ ﷺ قدم مبارک رکھتے ہیں اس مٹی کو بھی چہرے سے لگا لیتے ہیں"۔ (الحدیث)

خبردار! حضور ﷺ کو نام سے نہ پکارو

کچھ دیہاتی لوگ سرکار ﷺ کی زیارت و ملاقات کے لئے آئے جبکہ حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے۔ اس گروہ نے حجرہ مبارک سے باہر کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا نام لے کر آواز دی۔ اللہ رب العزت کو یہ بات پسند نہ آئی اور فوراً یہ آیت نازل فرمادی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

"اور جو آپ ﷺ کے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں"

(سورۃ الحجرات:۴)

اس آیت مبارکہ میں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا صرف نام لے کر پکارنا بھی بے ادبی ہے، لہٰذا سرکارِ دو عالم ﷺ کو صفاتی ناموں سے پکارنا چاہیئے جیسے: یارسول اللہ ﷺ، یا نبی اللہ ﷺ یا حبیب اللہ ﷺ۔

"راعنا" نہ کہو!

Marfat.com

منافقین توہین رسالت ﷺ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، چنانچہ صحابہ کرامؓ جب کوئی مسئلہ یا بات اچھی طرح سمجھ نہ پاتے اور اس کو دوبارہ سننے کے لئے سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کرتے: ''**راعنا**'' یارسول اللہ ﷺ''، جس کا لفظی مطلب ہے ''کھول دیں یعنی وضاحت فرمادیں''۔ منافقین بھی اس لفظ کو بار بار استعمال کرتے ہوئے بے ادبی کے نظریے سے اس لفظ کو کھینچ کر '**راعینا**' کہتے، جبکہ عرب کی دیہاتی زبان میں راعینا 'چرواہے' کو کہا جاتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا ﴿﴾ (سورۃ البقرہ؛ آیت ۱۰۴)

''اے ایمان والو! لفظ راعنا نہ کہا کرو (بلکہ اس کی جگہ) انظرنا کہہ لیا کرو (جس کا مطلب ہے ہم پر نظر کرم فرمادیجئے)'

ایسے لفظ جن کے معنی کثیر ہوں، ان کو حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں بولنے اور لکھنے سے اللہ پاک نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اب اسی آیت کی طرف چلتے ہیں جس سے ابتدا کی کہ "قُلْ اِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" میں لفظ 'بَشَرٌ' بھی کثیر معنوں میں استعمال ہونے والا لفظ ہے چنانچہ ایسا لفظ جس کا چاہے ایک مطلب بھی براکیوں نہ ہو، ایسا لفظ حضور ﷺ کے لئے استعمال کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور ایسے گستاخی کے مرتکب لوگوں کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿﴾

"اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کریم ﷺ کی آوازوں سے بلند نہ کیا کرو، اور ان ﷺ سے ایسے بات نہ کرو جیسے دوسروں سے کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو"

(الحجرات؛ آیت:۲)

Marfat.com

آیت کا خطاب کس سے تھا؟

ایک غور طلب بات یہ ہے کہ یہاں خطاب 'کفار' سے ہے۔ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے، لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار! گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری شکار کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے جانور کی سی آواز نکالتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بھی جانور بن گیا ہے۔ اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ جن کو پکار رہے تھے وہ منافق، کفار لوگ تھے اور اس سے مقصود کفار کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے نہ کہ خود کو ان جیسا کہنا! کیونکہ نبی کریم ﷺ تو افضل الانبیاء اور محبوب رب العالمین ہیں۔

کچھ سوالات اور ان کے جوابات:

بعض لوگ اہل سنت و جماعت پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی بشریت کے منکر ہیں۔ حالانکہ کوئی مسلمان حضور ﷺ کی بشریت کا منکر نہیں ہو سکتا، سب مانتے ہیں کہ حضور ﷺ بشر ہیں خدا یا خدا کے شریک نہیں ہو سکتے لیکن وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہیں

؎ تم ﷺ ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو — اللہ کو ہی معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

○ رسول اللہ ﷺ نور ہیں یا بشر؟

یہ سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں یا بشر؟ اب چونکہ نور کہ ضد (یعنی متضاد) بشر نہیں اور نہ ہی بشر کی ضد نور ہے تو نبی کریم ﷺ کے متعلق کیا جانے والا یہ سوال ہی غلط ہے! نور کی ضد بشر نہیں 'ظلمت' ہے اور بشر کی ضد 'نور' نہیں بلکہ 'جن یا فرشتہ' ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس جواب کے بعد کوئی بھی انسان اپنی تمام تر خباثتِ نفسی و باطنی کے باوجود بھی یہ سوال نہیں دہرائے گا۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی، یعنی آپ ﷺ بے مثل اور بے مثال **نوری بشر** ہیں۔

'بشر' بھی ایک مقام خاص ہے نبی پاک ﷺ کا کیونکہ بشر کے معنی ہیں **"خاص رب کے دست قدرت کا بنایا ہوا"** سارے عالم کو بنانے کے لئے رب نے فرمایا "کُن (ہو جا)" اور

Marfat.com

سارا عالم وجود میں آ گیا۔ لیکن جب انسان کی باری آئی تو اللہ نے فرمایا کہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ "میں نے انسان کو خود اپنے دست قدرت سے "احسن تقویم" بنایا"۔

(التین:۴)

اور اللہ نے مومن کے لئے دل کو اپنی تجلی گاہ بنایا۔ ظاہر ہے کوئی اپنے رہنے کے لئے بہترین جگہ کا انتخاب کرتا ہے۔ لیکن چونکہ ہم نے اپنی 'بشریت' کو گناہوں سے گندہ کر لیا اسی لیے یہ لفظ گویا بدنام ہو گیا۔ اور انبیاء کرام کو اس لفظ سے یاد کرنے سے ہمیں روک دیا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

سرکار اعظم ﷺ بشری لبادے میں کیوں تشریف لائے؟

اس کے جواب میں محدث شاہ عبدالحق دہلویؒ اپنی کتاب 'مدارج النبوۃ' میں لکھتے ہیں کہ "سرکار اعظم ﷺ سر مبارک سے قدم مبارک تک نور ہی نور تھے۔ سرکار ﷺ چاند اور سورج کی طرح روشن تھے۔ اگر سرکار ﷺ بشریت کا لبادہ پہنے ہوئے نہ ہوتے تو کسی کے اندر اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ﷺ کو دیکھ سکتا (یعنی آپ ﷺ کے نور کو)"۔ نبی پاک ﷺ "نُوْرٌ مِنْ نُوْرِ اللّٰہ" ہیں، اسی لئے آپ ﷺ کے نور کو دیکھنے کے لئے جو بصیرت کی نگاہ درکار ہے وہ ہم عام انسانوں کے پاس نہیں۔ اور جو اس کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ 'اندھا اگر خود نہیں دیکھ سکتا تو اسے چاہیئے کہ دیکھنے والوں کی تو مان لے'۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے صرف دو معجزات دیکھے (بن باپ کے پیدا ہونا اور مردوں کو زندہ کرنا) اور اس بناء پر "اِبْنُ اللّٰہ: اللہ کا بیٹا" کہہ دیا۔ غرضیکہ بعض بے دین لوگوں نے چند معجزات دیکھ کر انبیاء کی شان میں افراط کی لیکن بانیٔ اسلام حضور ﷺ کے دستِ حق پرست سے ان سے کہیں بڑھ کر معجزات رونما ہوئے مثلاً چاند کا دو ٹکڑوں میں بٹ جانا، اشارے سے ڈوبے ہوئے سورج کا پلٹ آنا، آپ ﷺ کے حکم سے بارش کا برسنا، اشارہ سرکار دو عالم ﷺ سے دور موجود درختوں کا آپس میں جڑ جانا، کنکر کا کلمہ شہادت

Marfat.com

پڑھنا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، اشارۂ سرکار ﷺ سے مردوں کا زندہ ہونا، مختصراً آقا کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے چھ ہزار سے زائد معجزات رونما ہوئے جس کا ذکر سیرت پاک ﷺ کی کتب میں ملتا ہے۔ معجزات کا ظہور ہوا تو خدشہ تھا کہ کوئی حضور ﷺ کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہنے لگے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اپنی بندگی کو ظاہر کیا اور کلمہ پڑھوایا: ''وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''اور قرآن نے یہ اعلان فرمایا: ''قُلْ اِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ''

مِثْلُكُمْ کا بیان:

اس آیت مبارکہ میں ہے ''بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ''۔ 'بَشَرٌ' کو اکثر 'انسان' کے معنوں میں لیا جاتا ہے جبکہ انسان عربی زبان کا لفظ نہیں، بشر کے معنی ہیں: "ڈھانچہ" یعنی ''ظاہری چہرہ'' تو اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ 'میں ظاہری رنگ و روپ میں تم جیسا معلوم ہوتا ہوں کہ اعضائے بدن دیکھنے میں یکساں معلوم ہوتے ہیں'۔ یہ گفتگو فقط مجازی یا ظاہری طور پر ہے ورنہ ہمارے ظاہری اعضاء کو بھی حضور ﷺ کے اعضاء مبارک سے کوئی نسبت نہیں۔ قدرت الٰہی کہ ''لعاب دہن مبارک ﷺ'' خشک کنویں میں پڑے تو پانی پیدا کر دے، حضرت جابرؓ کی ہانڈی میں پڑ کر شوربا اور بوٹیاں بڑھا دے، حضرت صدیقِ اکبرؓ کے پاؤں پر لگے تو سانپ کے زہر کو ختم کر دے، حضرت عبداللہ بن عتیقؓ کے ٹوٹے ہوئے پاؤں کی ہڈی جوڑ دے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگے تو کحل الجواہر (آنکھ ٹھیک کردے) کا کام کردے۔ یہ تو صرف لعاب دہن کی چند برکات بیان کی گئی ہیں علاوہ ازیں سر سے قدم مبارک ﷺ تک ہر عضو کی بے شمار برکات ہیں۔ حضور ﷺ کے پسینۂ مبارک میں مشک و عنبر سے بہتر خوشبو، ہمارے ہر عضو کا سایہ، حضور ﷺ کے کسی عضو کا سایہ تک نہیں....

لہٰذا اس قسم کی آیات جن میں حضور ﷺ کی برابری یا مساوات معلوم ہوتی ہو وہ

Marfat.com

متشابہات ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو چراغ سے تشبیہ دی، فرمایا:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ (النور:۳۵)

"اللہ نور ہے آسمان اورزمین کا۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے"

تو اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ نور الٰہی چراغ جیسا نور ہے، اسی طرح کوئی یہ بھی ہر گز نہیں کہہ سکتا کہ مصطفیٰ ﷺ ہم جیسے بشر ہیں۔

حضور ﷺ نہ شرعاً ہماری مثل ہیں نہ عقلاً

۔ شرعاً اس لیے نہیں کیونکہ ایمان، اعمال، احکام اور معاملات کسی میں بھی ہمیں آقا ﷺ سے مشابہت نہیں۔ حضور ﷺ کا کلمہ "اَشْهَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہ" یعنی "میں اللہ کا رسول ہوں"؛ ہمارا کلمہ " اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"۔ ہم پر پانچ نمازیں فرض؛ حضور ﷺ پر چھ (بمعہ تہجد)۔ ہمارے لیے اسلام کے پانچ ارکان؛ حضور ﷺ کے لئے چار (زکوۃ فرض نہیں: بحوالہ شامی کتاب الزکوۃ)۔ ہم کو چار نکاح حلال؛ حضور ﷺ جتنے چاہیں۔ ہماری میراث تقسیم ہو؛ حضور ﷺ کی نہیں ہوتی (الحدیث)۔ ہم تو قانون الٰہی کے پابند مگر قانون الٰہی جنبشِ لب سرکار مصطفیٰ ﷺ کا منتظر: جسے چاہیں حلال فرمادیں اور جسے چاہیں حرام؛ جیسا کہ حضرت خذیمہؓ کی گواہی کو دو مومنین کی گواہی کے برابر فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت بی بی فاطمہؓ کی موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح سے روکا۔ ایک صاحب کا کفارہ اُنہی کو کھلادیا.... وغیرہ

صوم وصلوۃ کے موقع پر آپ ﷺ خود فرماتے ہیں کہ: **'تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ مجھے تو رب کھلاتا اور پلاتا ہے'** بیٹھ کر نفل پڑھنے کے لئے فرمایا: **"لیکن ہم تم جیسے نہیں'** غرضیکہ شرعاً حضور ﷺ ہم جیسے نہیں۔ اسی طرح **عقلاً** بھی ہم جیسے نہیں! حضور ﷺ کا ایمان دیکھا ہوا ہے (خدا کو دیکھا، جنت و دوزخ کو دیکھا وغیرہ)، اور ہمارا ایمان حضور ﷺ کے

Marfat.com

دیکھے ہوئے پر ہے۔ ہم جو کھاتے ہیں وہ فاضل مادہ بنتا ہے؛ حضور ﷺ جو کھاتے ہیں اس سے نور بنتا ہے۔ جیسے بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہیں مگر ایک سے زہر اور ایک سے شہد بنتا ہے۔ حضور ﷺ ایمان ہیں، ہم مومن۔ حضور ﷺ اپنی والدہؓ کے شکم پاک میں تھے تب قلم الٰہی کے چلنے کی آواز سنا کرتے تھے؛ ہم میں سے کوئی ایسا ہو سکتا ہے؟ حضور ﷺ عارف باللہ پیدا ہوئے؛ ہم پیدا ہو کر علم سیکھ کر بھی اس درجہ کمال کے ذرہ برابر کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ غرضیکہ ہم ذاتِ کریم مصطفیٰ ﷺ سے ذرہ برابر بھی برابری کا تصور نہیں کر سکتے بلکہ ایسا سوچنا اور کہنا بھی بے ادبی اور گناہ ہے! وہ بے مثل اور بے مثال بندے ہیں۔

بے مثل حق کا مظہر ہو، پھر مثل تمہارا کیونکر ہو نہیں کوئی تمہارا ہم رتبہ نہ کوئی تمہارا ہم پایہ

اگر اب بھی کوئی یہ کہے کہ حضور ﷺ ہم جیسے ہیں تو یہ کہنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی کسی کتاب اور قرآن کو یکساں کہے، کیونکہ دونوں ایک ہی قلم، کاغذ، ایک ہی طرح کی جلد، ایک ہی پریس سے چھپی ہیں، ایک الماری میں ایک سے جیسے غلاف میں رکھی ہیں (نعوذ باللہ) مگر کوئی بے وقوف بھی ایسا نہیں کہے گا! جب ان سب ظاہری باتوں سے قرآن اور کوئی عام کتاب برابر نہیں تو ہم صاحب قرآن ﷺ کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں؟ ہم غلام تو حضور ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں، لہٰذا مثل کہنا سراسر بے ادبی اور گستاخی ہے!

یُوحٰی اِلَیَّ کا بیان:

آیت کا اختتام ''مِثْلُکُمْ '' پر نہ ہوا بلکہ آگے ہے ''یُوحٰی اِلَیَّ: یعنی'' مجھے وحی کی جاتی ہے'' اس نے اس شبہ کو رد کیا ہے جو 'مِثْلُکُمْ ' سے پیدا ہو سکتا ہے۔ شاید کوئی کہہ دیتا حضور ﷺ ہر وصف میں ہم جیسے ہیں؛ فرمایا گیا: 'نہیں ہم صاحب وحی اور تم ہمارے امتی' صاحب وحی ﷺ اور امتی ہر گز برابر نہیں ہو سکتے! ''یُوحٰی'' کی صفت نبی ﷺ اور امتی میں ایسا فرق پیدا کرتی ہے جیسے ناطق کی قید میں انسان اور غیر انسان یعنی انسان بھی دیگر حیوانات کی طرح

Marfat.com

حیوان ہے۔ مگر ناطق جس سے وہ 'اشرف المخلوقات' کہلایا۔ حیوان اور انسان میں ایک درجہ کا فرق ہے لیکن بشریت اور شان مصطفیٰ ﷺ میں **۲۷ درجات** کا فرق ہے۔

حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث دہلوی علی پوری فرماتے ہیں کہ جوہر اور انسان میں تو پانچ درجہ کا فرق ہے۔ کہ 'انسان' کے اوپر 'حیوان' اس پر 'جسم نامی' اس پر 'جسم مطلق' اس پر 'جوہر' مگر 'بشر' اور 'حضور ﷺ' میں **۲۷** درجہ فرق ہے، یعنی **'بشریت' سے ''مصطفویت ﷺ'' ۲۷ درجے بلند و بالا ہے**، جس کے بعد صرف ''الوہیت'' کا ہی درجہ ہے۔ یہاں ''عبدیت'' کے سارے درجے ختم ہو چکے ہیں۔ یعنی 'بشر' میں 'مومن' اس پر 'صالح' اس پر 'شہید' اس پر 'متقی'، اس پر 'مجتہد'، اس پر 'اوتاد'، اس پر 'قطب'، اس پر 'قطب الاقطاب'، اس پر 'غوث اعظم' وغیرہ۔ پھر اس پر 'تابعی' پھر اس پر 'صحابی'، پھر اس پر 'انصاری'، پھر اس پر 'مہاجر'، پھر ان پر 'صدیق' پھر ان پر 'نبی'، پھر ان پر 'رسول'، پھر ان پر 'اولوالعزم'، پھر ان پر 'خلیل'، پھر ان پر ''خاتم النبیین ﷺ''، پھر اس وصف پر ''رحمت للعالمین ﷺ''، پھر ان پر ''حبیب ﷺ'' پھر اس پر ''درجۂ مصطفیٰ ﷺ''، یہ اجمالی ذکر ہے۔ تو جب ہم عام 'بشر' 'عالم انوار' اور 'ملائکہ' مثل نہیں حالانکہ 'وہ بھی جوہر ہیں اور ہم بھی جوہر'۔ مگر 'پانچ درجہ فرق' نے فرق عظیم پیدا فرما دیا تو'' عام بشر اور مصطفیٰ ﷺ برابر کس طرح ہوں گے؟ حالانکہ یہ ۲۷ درجہ فرق ہے''۔

''صوفیاء کا نظریہ''

○ حضرت شیخ رکن سمنانی کا فرمان ہے: حضور ﷺ کی تین صورتیں ہیں۔

۱) صورتِ بشری: جس کا بیان ''اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ'' میں ہے۔

۲) صورتِ ملکی: جس کے متعلق فرمایا: **'میں تمہاری مثل نہیں ہوں، میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں، مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے'**۔

Marfat.com

۳) صورت حقی: جس کے متعلق فرمایا: 'میرے لئے خدا کی ایک ہی ساعت ہے، جس میں نبی مرسل علیہ السلام اور ملک مقربؑ کی بھی رسائی نہیں''۔

○ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر ۔۔۔ او سراپا انتظار اُو منتظر

حضور ﷺ کی عبدیت سے رب کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ اور رب کی عظمت سے ہماری عبدیت چمکی۔ وزیر اور سپاہی دونوں شاہی خادم ہیں۔ وزیر (نبی کریم ﷺ) سے بادشاہ (یعنی اللہ پاک) کی شان کا ظہور ہوتا ہے اور شاہی نوکری سے سپاہی (یعنی امت) کی عزت ہوتی ہے۔ مطلب ہم حضور ﷺ کے امتی ہیں تو ہمیں کوئی پوچھتا ہے۔

¤ حضرت علامہ شورائیؒ فرماتے ہیں: ہم اس بات کے قائل ہیں کہ حضور ﷺ بشر ہیں لیکن بشروں جیسے نہیں! اس کو یوں ہی سمجھنا چاہیئے جیسے یاقوت پتھر ہے لیکن پتھروں جیسا نہیں! یعنی کسی ناواقف شخص کے سامنے اگر یاقوت اور دوسرے پتھر رکھ دیے جائیں تو وہ پہچان نہ کر پائے گا، جبکہ کوئی جوہری فوراً اسے پہچان لے گا۔ یعنی صرف ایمان والی آنکھ جس میں آقا کریم ﷺ کا عشق ہو وہی اس نور کی پہچان کر سکتی ہے۔

¤ حضرت امام بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پورا قصیدہ بردہ شریف لکھ لیا لیکن ایک مصرعے پر رُک گیا۔

العِلمِہ فِیہِ اِنَّہُ بَشَر

''سرکار ﷺ میرے علم کی رسائی یہاں تک ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں''

دوسرا مناسب مصرہ نہیں مل رہا تھا کہ حضور ﷺ اس بات کو مکمل کیسے کروں؟ یہی سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی۔ خواب میں آقا کریم ﷺ کا دیدار عطا ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

'بوصیری دوسرا مصرع ہم بتاتے ہیں:

وَاَنَّہٗ خَیرُ خَلقِ اللّٰہِ کُلِّہِمِہ

Marfat.com

"کائنات میں تمام مخلوقات میں سرکار ﷺ آپ ﷺ کے جیسا رب نے کسی کو بنایا ہی نہیں"

¤ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترکی و ہندی در من آں بیند کہ اوست

حضور ﷺ آئینہ پروردگار ہیں اگر یہ آئینہ درمیان میں نہ ہوتا تو بندہ رب سے فیض نہ لے سکتا۔ اس آئینے کے دو رُخ ہیں۔ ایک بندے کی طرف، دوسرا رب کی طرف۔ بندے کی طرف رخ کی صدا 'اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ' اور رب کی طرف رخ کی صدا:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ (النجم: ۴-۳)

"اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"

¤ اعلیٰحضرتؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

آپ ﷺ پردے میں رہے آئینہ جس خاص کا بھیج کر انجانوں سے راہداری واہ واہ

تو کیوں نہ کہیں کہ

محمد ﷺ ہیں نور خدا بن کے آئے حبیب خدا مصطفیٰ ﷺ بن کے آئے
بشر تو ایک پردہ ہے بشریت پہ حقیقت میں رازِ خدا بن کے آئے

Marfat.com

نورانیت مصطفیٰ ﷺ

وہ ﷺ نور ایسے کہ نوریوں میں مثال ان ﷺ کی محال دیکھی
بشر ﷺ بھی ایسے کہ بزم امکاں میں کوئی ان ﷺ سا بشر نہیں ہے

نور کی دو اقسام ہیں۔

❁ پہلی 'نورِ حسّی': جسے آنکھوں سے محسوس کیا جا سکتا ہے، جیسے دھوپ، چاندنی، روشنی وغیرہ جسے ہر آنکھ والا محسوس کر سکتا ہے۔

❁ دوسری 'نور عقلی': جسے ظاہری آنکھ سے محسوس نہیں کیا جا سکتا، البتہ عقل تسلیم کرتی ہے کہ یہ نور ہے، جیسے علم و حکمت، ہدایت و رہنمائی، حقیقت و معرفت کی پہچان، دینِ اسلام، فہم و بصیرت۔ یہ ایسا نور ہے جو صرف دل کی آنکھ سے دیکھا اور روح کی گہرائی سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ جاہل اور عالم، دین اور بے دین میں فرق کرنا بھی نور سکھاتا ہے۔ بظاہر تو دونوں ایک جیسے دکھتے ہوں گے اس لئے جاہل شخص ان دو حقائق میں فرق نہیں کر سکے گا۔ اس فرق کو صرف نور والا پہچان سکتا ہے۔

نور کی صفت ہے کہ وہ خود بھی ظاہر ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی ظاہر کرتا ہے جیسے سورج، چاند خود بھی منوّر ہیں اور دوسروں کو بھی منوّر کرتے ہیں۔ ہمارے نبی مکرم ﷺ تو ''نورٌ مِن نُورِ اللہ'' ہیں یعنی اعلیٰ درجے کے نور۔ جن سے ساری کائنات روشنی لیتی ہے۔ جس کو آپ ﷺ سے نسبت ہوگئی وہ بھی روشن چراغ بن گیا۔

اس کے متعلق مختصراً عرض یہ ہے کہ دنیا میں بڑی بڑی بادشاہت والے گزرے جنہوں نے اپنا نام باقی رکھنے کے لئے بہت سے کوششیں کیں۔ کسی نے کوئی عمارت بنائی جیسے تاج محل، کسی نے کوئی کتاب لکھوائی، اور اسی طرح اپنا نام چلانے کے لئے بہت تدبیریں کیں مگر نام نہ چلا لیکن

Marfat.com

حضور ﷺ کے والدین حضرت بی بی آمنہ ؓ، حضرت عبداللہ ؓ، اسی طرح آپ ﷺ کی پرورش پر مامور دائیہ حضرت بی بی حلیمہ ؓ کا نام تمام دنیا میں قیامت تک کے لئے باقی رہ گیا۔ کیونکہ ان حضرات ؓ کو حضور ﷺ سے نسبت ہوگئی۔ غرض یہ کہ آپ ﷺ کے نور سے نہ صرف آپ ﷺ کے خاندان کی شان بڑھی بلکہ جس جگہ آپ ﷺ نے قدم مبارک رکھے وہ جگہ متبرک اور جہان والوں کے لئے زیارت گاہ بن گئی۔ اگر ملک عرب میں آپ ﷺ کا ظہور نہ ہوتا تو آج کعبہ کو کون جانتا، مدینہ کو کون جانتا، در حقیقت مکہ: مکہ معظمہ اور یثرب: مدینہ طیبہ آپ ﷺ کی نسبت سے ہی بنا۔

چمک تجھ ﷺ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے ﷺ

یہ تو دوستوں کا ذکر تھا، جنہوں نے دشمنی کی وہ بھی مشہور ہو گئے جیسے ابو جہل وغیرہ۔

آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کے نور سے فیض یاب ہو کر نورِ بصیرت حاصل کیا۔ پھر جو آپ ﷺ کے قریب آیا وہ خود بھی روشنی کا مینار بنتا چلا گیا۔ جیسے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ۔

قارئین محترم! یہاں ایک اور غور طلب بات ہے کہ جیسے اندھا راستہ نہیں دکھا سکتا کہ وہ خود اندھا ہے، غافل کسی کا رہبر نہیں بن سکتا۔ اسی طرح ظلمت کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آنے والے کا پہلے خود روشن یعنی نور ہونا ضروری ہے۔

جب قرآن کہتا ہے: ''مِنَ ظُلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ'' یعنی ''نبی اکرم ﷺ کفر و شرک میں پڑے ہوؤں کو گمراہی کے اندھیرے سے نکال کر ان کو نور کی طرف لے گئے'' نور کی طرف لے جانے والے کا خود نور ہونا فرض ہے۔

نبی ﷺ خود نور اور قرآن ملا نور
نہ ہو پھر مل کے کیوں ''نور علی النور''

Marfat.com

قرآن کی کچھ اور آیات سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

۱) یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ۟ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۟
(المائدہ:۱۵)

"اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول ﷺ تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سے (گناہ) معاف فرماتے ہیں بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور روشن کتاب"

واضح اکثریت میں مفسرین امت اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت میں 'نور' سے مراد 'نبی پاک ﷺ' اور 'روشن کتاب' سے مراد 'قرآن مجید' ہے۔

قرآن پاک میں غالباً ۴۴ مرتبہ نور کا لفظ آیا ہے۔ ہر جگہ نور کی مختلف توجیہات و تعبیرات ہیں۔ لیکن ۴ مقام ایسے ہیں جہاں نور سے مراد جناب نبی اکرم ﷺ ہیں۔ مثلاً "قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدہ:۱۵)" "وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب: ۴۶)" "مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ (النور: ۳۵)" "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ (التوبہ:۳۲)"۔ ان تمام آیات میں نور سے مراد "ذات مصطفیٰ ﷺ" ہیں جیسا کہ تفسیر ابن عباسؓ، تفسیر ابن کبیر، تفسیر روح المعانی وغیرہ میں بیان ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح البیان)

نور مصطفیٰ ﷺ اور قرآنی تفسیر:

اس آیت کی تفسیر عاشق رسول ﷺ اور عظیم الشان صحابی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی زبان مبارک سے سنتے ہیں۔ یہ وہ صحابی ہیں جو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں کہ "میرے آقا ﷺ دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے آپ ﷺ کے دین کا علم عطا فرما کر فقیہ اور عالم بنا دے"۔ میرے آقا ﷺ نے حضرت عبد اللہؓ کو اپنے 'اَلَمْ نَشْرَحْ' کے نوری سینے سے لگایا اور فرمایا:

Marfat.com

"اے اللہ! اسے کتاب (قرآن مجید) کا علم عطا فرما" (بخاری شریف؛ جلد اول صفحہ)۔ اتنے بلند درجہ مقام والے صحابی اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قَدۡ جَآءَکُم مِّنَ اللّٰہِ نُور میں نُور سے مراد نبی مکرم ﷺ ہیں۔ (تفسیر ابن عباس؛ صفحہ ۶۷)

عربی لغت کے اعتبار سے:

یَآ اَھلَ الکِتٰبِ قَدۡ جَآءَکُم رَسُولُنَا یُبَیِّنُ لَکُم کَثِیرًا مِّمَّا کُنتُم تُخفُونَ مِنَ الکِتٰبِ وَیَعفُوا عَن کَثِیرٍ قَدۡ جَآءَکُم مِّنَ اللّٰہِ نُورٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِین ﴿﴾ (المائدہ؛۱۵)

"قَدۡ جَآءَکُم مِّنَ اللّٰہِ نُور" کا تعلق آیت کے پہلے حصے "قَدۡ جَآءَکُم رَسُولُنَا" سے ہے۔

"قَدۡ جَآءَکُم مِّنَ اللّٰہِ نُور" میں فعل "جَآءَ" ہے۔ اور اس کا فاعل "نُور" ہے۔ لفظ "نُور" کے تعین میں ابہام تھا یعنی بات واضح نہ تھی۔ چنانچہ اللہ نے اس ابہام کو دور کرنے کے لئے "قَدۡ جَآءَکُم مِّنَ اللّٰہِ نُور" سے پہلے فرمایا "قَدۡ جَآءَکُم رَسُولُنَا"۔ تاکہ جو فاعل پہلے والے جملے میں "جَآءَ" کا ہے وہی فاعل دوسرے فعل کے "جَآءَ" کا ابہام دور کر دے۔ پہلے جملے میں "جَآءَ" کا فاعل "رَسُولُنَا" ہے تو دوسرے جملہ کا فاعل جو کہ "نُور" ہے۔ اس سے مراد بھی "رَسُولُنَا" ہے۔ یعنی نور سے مراد مصطفٰی ﷺ ہیں۔

دوسری بات "نُور وَّکِتٰب مُّبِین" کو بھی غور سے دیکھیں تو نحوی قانون کے مطابق "نُور" اور ہے "کِتٰب مُّبِین" اور ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان "وَ" عاطفہ ہے جو اگلے اور پچھلے جملے کو الگ کر دیتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جملہ کا مقصد اور ہے اگلے جملہ کا مقصد اور ہے۔ "نُور" سے مراد مدینے کے دولہا رب کا پیارا محبوب حبیب اللہ ﷺ ہے اور "کِتٰب مُّبِین" سے مراد قرآن مجید ہے۔

پیر نصیر الدین نصیر شاہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہماری قوم قرآن پاک کو

Marfat.com

عربی لغت کے قوانین کے مطابق سمجھ کے پڑھ لے تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں، فرقہ واریت نہ پھیلے۔ یہ پیغام خاص کر نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ میں عیب جوئی کرنے والوں کے لئے ہے کہ خدارا! تم جس عقل پر فخر کرتے ہو، تمہاری تو وہ عقل ہی ناقص ہے۔ کیونکہ ہم نے تو ابھی عشق کی بات ہی نہیں کی۔ صرف عقل کی آنکھ سے بھی دیکھ لو تو یہ 'بشر بشر' کی رٹ لگانا چھوڑ دو گے اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا انکار نہ کرو گے۔ اے عقل کے اندھو! عقل پر فخر کرنے کی بجائے اپنی عقل کو تابع فرمان مصطفیٰ ﷺ کرو تو دنیا آخرت میں بیڑا پار ہو جائے گا۔

صرف یہی نہیں بلکہ اہلحدیث (غیر مقلدین) کے مشہور عالم امرتسری نے بھی اس آیت میں ''نُور'' سے مراد نبی مکرم ﷺ کو بیان کیا ہے (تفسیر ثنائی)۔ اسی طرح مسلک دیوبند کے معروف مفسر محمد ادریس کاندھلوی نے بھی نور سے مراد نبی مکرم ﷺ کو لیا ہے (معارف القرآن)۔ اپنے تو اپنے بیگانوں نے بھی تسلیم کر لیا کہ محبوب خدا ﷺ نور ہیں۔

اس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں نور کو کتاب کے ساتھ کیوں جمع کیا گیا؟ وجہ یہ ہے کہ کوئی کتاب بھی اندھیرے میں نہیں پڑھی جاتی، اس کے لئے روشنی چاہیے۔ اسی طرح کتاب الٰہی کو سمجھنے کے لئے نور مصطفیٰ ﷺ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ایک اور بات غور طلب ہے کہ اس آیت مبارکہ میں ''نور محمدی ﷺ'' کا ذکر پہلے اور بعد میں قرآن پاک کی روشنی کا، یعنی ''جب تک نبی پاک ﷺ کا خیال نہ آئے گا تب تک کتاب الٰہی کے نور سے منوّر نہ ہو سکے گا''۔ یعنی صرف قرآن پڑھ لینا کافی نہیں ہے! اس طرح تو دوسرے مذاہب کے لوگ یعنی کفار بھی پڑھ لیتے ہیں۔ اس سے اپنے مطلب کی باتیں سیکھتے ہیں لیکن ان کے دل میں جناب محمد ﷺ کے لئے محبت نہیں تو وہ قرآن پڑھ کر بھی مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ نبی اکرم ﷺ کا کلمہ نہ پڑھ لیں۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ **قرآن پاک کو حضور ﷺ نے چمکایا**۔ آپ ﷺ نور ہیں اور قرآن نے آپ ﷺ کی شان ہر جگہ بیان

Marfat.com

کی ہے کیونکہ قرآن 'مبین' ہے یعنی بیان کرنے والا۔

۲) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ (التوبہ:۳۲)

"وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ (یہ بات) قبول نہیں فرماتا مگر (یہ چاہتا ہے) کہ وہ اپنے نور کو کمال تک پہنچادے اگرچہ کفار (اسے) ناپسند کریں۔"

حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ اپنی تفسیر قرآن 'خزائن العرفان' میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں یہاں نور سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں۔ یعنی کفار نورِ محمدی ﷺ کو اپنی غلیظ پھونکوں سے بجھادینا چاہتے ہیں مگر اللہ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ بلکہ اللہ تو کہتا ہے کہ اے محبوب ﷺ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کفار جو بھی کرلیں محبوب ﷺ کا ذکر تا قیامت فرش تا عرش بلند رہے گا۔

۳) سورۃ الصف آیت ۸ میں بھی یہی بیان ہے جیسے سورۃ توبہ میں۔ اس آیت کے شان نزول کو دیکھیں تو واضح ہوگا کہ یہاں بھی نور سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔ غزوہ احد میں نبی مکرم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور مسلمانوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تب یہ آیت نازل ہوئی کہ کفار جو بھی کرلیں وہ اللہ کے نور کو نہیں بجھا سکیں گے۔

۴) وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ (الاحزاب:۴۶)

"(اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا) اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب"

'سراج' کا ترجمہ قرآن کے عین مطابق ہے کہ اس میں 'آفتاب' کو سراج کہا گیا ہے کہ سورۃ النوح میں "وجعل الشمس سراجاً" سے مراد آفتاب (سورج) ہے۔ اور در حقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ ﷺ کے نورِ نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات کو دور کر دیا۔

Marfat.com

خلق کے لئے معرفت اور توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن کیں اور اپنے نور سے ضمائر و بصائر اور قلوب و ارواح کو منوّر کیا۔ حقیقت میں آپ ﷺ کا وجود ایسا آفتاب ہے کہ جس نے ہزارہا آفتاب بنا دیے۔

خلقت اور ولادت کا فرق:

جنھوں اللہ من اللہ نور آکھے انھوں بشر آکھاں کہ میں نور آکھاں
کہندا شاھد ہے پاک قرآن جنھوں کھواں نیڑھے کہ اس نوں دور آکھاں
انا قاسم دا جیڑھا اعلان کردا میں مختار کہ انہوں مجبور آکھاں
جدھے رب اٹھاوندا الے ناز حافظ کیوں نہ اونہوں حبیب غفور آکھاں

قرآن کریم میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر اس طرح سے آیا ہے۔

- قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدہ:۱۵)
(تمہارے پاس **آگیا** اللہ کی طرف سے نور ﷺ)
- هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا (پ:۲۷)
(اللہ وہ ذات ہے جس نے امتیوں میں رسول ﷺ **بھیجا**)
- هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی (پ:۲۷)
(اللہ وہ ذات ہے جس نے رسول ﷺ **بھیجا** ہدایت کے ساتھ)

یعنی لفظ 'جَآءَ'، 'بَعَثَ'، 'اَرْسَلَ' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کہیں پہ بھی خلقت یا تخلیق کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے؛ یعنی یہ نہیں فرمایا 'هُوَالَّذِیْ خَلَقَ' (اللہ وہ ہے جس نے آپ ﷺ کو پیدا کیا) حالانکہ حضور ﷺ مخلوق ہیں۔ آپ ﷺ پیدا ہوئے ہیں، یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے۔ لیکن 'خَلَقَ' یا 'خُلِقَ' کا لفظ اس لئے استعمال نہیں ہوا کیونکہ 'خلقت' اور چیز ہے 'ولادت' اور چیز ہے۔ **خلقت** 'عدم سے وجود' میں لانے یا ظہور میں لانے کا نام ہے۔

Marfat.com

جب کہا جائے گا کہ فلاں شخص آ گیا تو اس کا صاف مطلب ہے کہ وہ یہاں پر آنے سے پہلے جہاں (دوسرے مقام پر) تھا وہاں سے آ گیا۔ حضور ﷺ **۱۲ ربیع الاول** کو دنیا میں تشریف لائے اس سے پہلے آپ بحیثیتِ نور موجود تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو نجات، حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور ﷺ کے صدقے ہی قبول و منظور ہوئی۔ توریت و زبور و انجیل میں آپ ﷺ کی آمد ہی کے تذکرے ہوتے رہے۔ ہر دور میں آپ ﷺ ہی کے قصّے انبیاءؑ کے وردِ لب رہے، آسمانوں میں آپ ﷺ کا نام ''احمد ﷺ'' مشہور ہوا۔ غرضیکہ آپ ﷺ ہی مقصودِ کائنات اور محبوب ممکنات ہیں۔ آپ ﷺ ہی **نورِ اوّل** اور **روحِ اوّل** ہیں۔ آپ ﷺ ہی **قلمِ اوّل** اور **لوحِ اوّل** ہیں۔ اس بات کو اب قرآن سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ بحیثیتِ نور موجود تھے۔

قرآن پاک میں جابجا ارشاد ہوا:

- "اے محبوب ﷺ آپ نے **دیکھا نہ تھا کہ** ہاتھی والوں کے ساتھ کیا ہوا"
(الفیل:۱)
- "کیا آپ ﷺ نے نہیں **دیکھا کہ** ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کیں"
(الانعام:۶)

ان آیات میں (ظاہری) دورِ نبوّت سے پہلے کے واقعات کا تذکرہ ہے اور ذکر بھی ایسے کہ ان کا دیکھنا مراد ہے۔

- "**اور یاد کریں** جب آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے کہا" (البقرۃ:۳۰)
- "اور یاد کریں جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا" (البقرۃ:۶۷)

یعنی نور محمدی ﷺ تب بھی موجود تھا جب اور کچھ بھی نہ تھا۔

نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ "کُن فَیَکُون" کی روشنی میں

إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝ (یٰس:۸۳)

"اس کا امر فقط یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کو چاہتا ہے تو اسے فرماتا ہے کہ ہوجا۔ پس وہ فوراً (ظاہر) ہوجاتی ہے"

Marfat.com

آیت مبارکہ میں لفظ 'کُن' ارادے کو ظاہر کرتا ہے یعنی 'ہوجا' اور فرمایا: '(تو) ہوجا' یعنی کچھ نہ کچھ، کسی نہ کسی، صورت میں موجود تھا تو 'اس' کو کہا کہ ہوجا۔ اب سوال یہ ہے کہ 'وہ' کیا تھا؟ جسے کہا گیا کہ ہوجا۔ اس کا جواب اسی آیت سے ملتا ہے۔ 'شَیْأً' **چاہت** کو ظاہر کرتا ہے یعنی 'جس کو چاہا'۔ اپنی چاہت سے کہا کہ ہوجا، موجود تھی تو اس نے چاہا تھا۔ 'ہوجا' سے مراد ہے (وہ چاہت) موجود تو پہلے سے تھی پر انوار و تجلیات کر پردے میں 'مخفی' تھی۔ تو جب حکم ہوا کہ 'ہوجا' تو مطلب کہ 'پردوں سے باہر' ہوجا یعنی ظاہر ہوجا۔ 'فَیَکُوْنُ' **پس وہ چاہت ظاہر ہوگئی**'۔ 'کُن' میں حرف 'ک' 'کلام الٰہی' کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی 'کہا' کہ ہو جا۔ اور حرف 'ن' 'نورِ محمدی ﷺ' کی طرف اشارہ کرتا ہے، 'وہ' چاہت جو ظاہر ہوئی۔ 'مخفی' تھی تو 'چاہت' تھی، 'ظاہر' جس شکل میں ہوئی وہ 'نور' تھا۔

'نورِ مصطفٰی ﷺ' احادیث کی روشنی میں

ذیل میں نورانیت مصطفٰی ﷺ سے متعلق چند احادیث تحریر ہیں جو اہل سنت اکثر و بیشتر بیان کرتے ہیں:

۱) • حدیثِ جابر:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس کو پیدا فرمایا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے جابرؓ تو کتنا خوش نصیب ہے کہ سوال بھی اسی سے پوچھ رہا ہے جو سب سے پہلے بنا۔ اے جابرؓ! سن، اللہ نے چودہ طبق کی کائنات بنانے سے پہلے تیرے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے بنایا تھا۔ اس وقت کچھ بھی نہ تھا نہ لوح نہ قلم نہ بہشت نہ دوزخ نہ آسمان نہ زمین....'

کچھ بھی نہ تھا اور 'تھا' بھی نہ تھا بس پہلے خدا تھا پھر مصطفٰی ﷺ تھا
وہ نور تھا یہ اس کی تنویر تھا وہ مصور تھا یہ ﷺ اس کی تصویر تھا

Marfat.com

وہ قادر تھا یہ اس کی تقدیر تھا — وہ مدبر تھا یہ ﷺ اس کی تدبیر تھا

وہ خالق تھا یہ مخلوق ﷺ تھا — وہ محب تھا یہ محبوب ﷺ تھا

وہ احد تھا یہ احمد ﷺ تھا — وہ حمید تھا یہ محمد ﷺ تھا

"......پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔ ایک سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش، اور چوتھے سے انبیاء کو پیدا کیا۔ پس عرش، حاملینِ عرش، روحانی قوتیں، جنت، ساتوں آسمان، انبیاء، صالحین میرے نور کا ہی نتیجہ ہیں"

*(اس حدیث کو حدیث جابر کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث حافظ الحدیث امام عبدالرزاق ابو بکرؒ (المتوفی ۲۱۱ھ بغداد) نے اپنی تصنیف میں اپنی سند کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ امام عبدالرزاقؒ اس امت کے وہ جلیل القدر امام اور محدث ہیں جو حضرت امام مالکؒ کے شاگرد، امام بخاری وامام مسلم کے دادا استاد ہیں۔ یہ حدیث دلائل النبوۃ، مواہب اللدینیہ، مدارج النبوۃ اور زرقانی میں بھی ہے۔)

الغرض اسی ذات بابرکت ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے: "لَوْلَاكَ لَمَا أَظْهَرْتُ الرَّبُوبِيَّةَ"

(اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو کبھی ظاہر نہ کرتا)

لہٰذا آپ ﷺ ہی باعثِ تخلیقِ کائنات ہوئے۔ بلکہ آپ ﷺ ہی اصل کائنات ہیں۔

محمد ﷺ کی مرضی ہے مرضی خدا کی — خدا کی رضا ہے رضائے محمد ﷺ

نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یقیناً — ہوا ہے سب کچھ برائے محمد ﷺ

۲) أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ

(بحوالہ تفسیر روح البیان، ج ۲ ص ۱۹۱)

"تمام مخلوقات سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا"

۳) أَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُوْرِيْ (بحوالہ: مدارج النبوت، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ)

"میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے"

خالق نے اپنے نور کا جلوہ دکھا دیا — سب نور کو ملا کے "محمد ﷺ" بنا دیا

۴) كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

(بروایت ابو ہریرہ: ترمذی شریف)

"میں اس وقت بھی نبی ﷺ تھا جب آدمؑ روح اور جسم کے درمیان تھے"

Marfat.com

نبی پاک ﷺ نے نبوت کا اعلان بحکم الٰہی ۴۰ سال کی عمر میں فرمایا۔ نبی ﷺ تو آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے سے تھے اور اپنے رب کے پاس بصورت نور موجود رہے۔

علاوہ ازیں قرآن میں ہے کہ "وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" (میں سب سے پہلا مسلم ہوں) ظاہر ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ اسلام لانے والوں میں "اوّل: پہلے" تب ہی ہو سکتے ہیں جب آپ ﷺ سب سے پہلے موجود ہوں۔

گویا ہمارا عقیدہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ اور سب سے پہلے مرتبہ نبوت بھی حضور اکرم ﷺ کو ہی عطا ہوا۔ روز میثاق تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے حضور ﷺ پر ایمان لانے اور حضور ﷺ کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا۔ اور اسی شرط پہ یہ منصب ان کو دیا گیا۔ حضور ﷺ امام الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام حضور ﷺ کے امتی۔ سب نے اپنے اپنے عہد میں حضور ﷺ کی نیابت میں کام کیا۔ اللہ نے حضور ﷺ کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور ﷺ کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا۔ (بہار شریعت، حصہ اول)

بنا کے نور سے خالق نے 'احمد ﷺ' کو ۔۔۔ یہ کہہ دیا تیرا ﷺ ثانی نہیں جواب نہیں

محدثین، محققین اور اولیاء کرامؒ کے نزدیک نورانیت مصطفیٰ ﷺ

¤ حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں

وچوں آں حضرت ﷺ عین نور باشد ۔۔۔ نور را سایہ نمی باشد

یعنی "آپ ﷺ نور ہیں تو نور کا سایہ نہیں ہوتا"۔

حضور ﷺ سراپا نور ہیں۔ حضور ﷺ میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اسی لئے آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ سائے کے لئے ظلمت ضروری ہے۔

¤ علامہ ابوالحسن بن عبد اللہ البکریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

"اللہ موجود تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ موجود نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے پیدا

Marfat.com

ہونے سے چودہ ہزار برس قبل اپنے حبیب ﷺ کا نور پیدا فرمایا"۔ (الانوار فی مولد النبی محمد ﷺ)

☆ حضرت امام بوصیری قصیدہ بردہ شریف میں اپنے آقا ﷺ کے حضور عقیدت کے پھول یوں پیش کرتے ہیں:

فَاِنَّکَ شَمسُ فَضلٍ ھم کَوَاکِبھا　　　　یُظھِرونَ اَنوَارَھَا النَّاسِ فِي الظُّلَم

یعنی "اللہ کے پیارے رسول ﷺ فضل وکرامت کے سورج ہیں اور جملہ انبیاء آپ ﷺ کے ستارے ہیں جو آپ ﷺ ہی کا نور لوگوں کے لئے اندھیروں میں پھیلا رہے ہیں۔"

☆ حضرت مولانا جلال الدین رومی مثنوی شریف میں نورانیت مصطفیٰ ﷺ کو یوں بیان کرتے ہیں:

عکس نور حق ہمہ نوری　　　　بود عکس دور از حق ہمہ دوری بود

یعنی اللہ تعالیٰ کے نور کا سایہ ﷺ بھی نور ہوتا ہے۔ جو خدا سے دور ہوتا ہے، اس سے اس (اللہ) کا سایہ (نبی پاک ﷺ) بھی دور ہوتا ہے۔

☆ حضرت امام احمد بن محمد عسقلانی نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدمؑ اپنا سر اوپر اٹھا"۔ انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔ عرض کیا: 'اے مولا! یہ نور کیسا ہے؟' فرمایا: 'یہ میرے محبوب ﷺ کا نور ہے جو تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا اسم گرامی آسمانوں پر احمد ﷺ اور زمین پر محمد ﷺ ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو ہم نہ آپؑ کو پیدا کرتے نہ آسمان کو نہ زمین کو"۔

- حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی فرماتے ہیں (ترجمہ) "رسول اللہ ﷺ کے سورج کی طرح ہیں آپ ﷺ کا نور سارے جہان کو گھیرے ہوئے ہے اور آپ ﷺ کے روشن چہرے سے آسمان مزین ہے"۔

Marfat.com

دعا ہے اللہ پاک ہمیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمائے اور بے ادبوں کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں عیب جوئی کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کو کم تر ثابت کرنے کی بجائے قرآن کی نگاہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کا مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

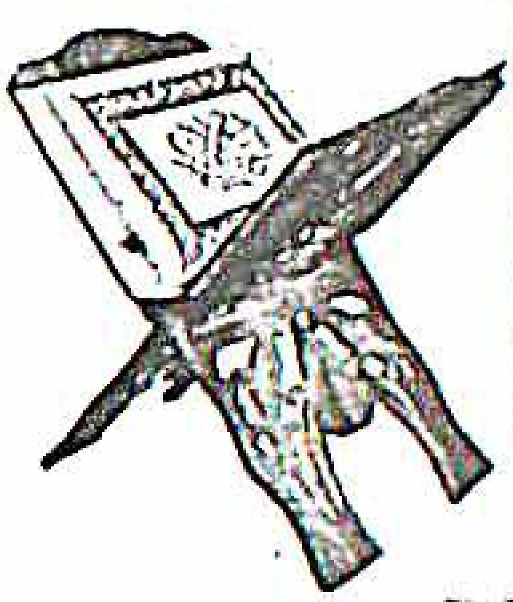

تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ ﴿﴾

(یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں)

باب : ۲

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نبیؐ ﷺ
غیب کی خبریں بتانے والے

اُمیؐ ﷺ
قدرتی طور پر پڑھا لکھا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ

جو ہو چکا ہے جو ہو گا حضور ﷺ جانتے ہیں

تیری عطا سے خدایا حضور ﷺ جانتے ہیں

خدا ہی جانے عبید اُن ﷺ کو ہے پتا کیا کیا

ہمیں پتا ہے بس اتنا حضور ﷺ جانتے ہیں

Marfat.com

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

غیب کی تعریف

غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو انسان نہ تو آنکھ، ناک، کان وغیرہ حواس سے محسوس کر سکے اور نہ بلا دلیل عقل میں آسکے لہٰذا پنجاب میں رہنے والے کے لئے کراچی غیب نہیں کیونکہ یا تو وہ آنکھ سے دیکھ کر آیا ہے یا سن کر کہہ رہا ہے کہ کراچی ایک شہر ہے۔ یہ حواس سے معلوم ہوا۔ اسی طرح کھانوں کی لذتیں اور انکی خوشبو وغیرہ غیب نہیں کیونکہ یہ چیزیں اگرچہ آنکھ سے چھپی ہیں مگر دوسرے حواس سے معلوم ہیں۔ جن، ملائکہ (فرشتے)، جنت اور دوزخ ہمارے لئے اس وقت غیب ہیں کیونکہ نہ تو انکو حواس سے معلوم کر سکتے ہیں اور نہ بِلا دلیل عقل سے۔

غیب کی اقسام:

غیب دو طرح کا ہے ایک وہ جس پر کوئی دلیل قائم ہو سکے یعنی دلائل دے کر معلوم کیا جا سکے۔ دوسرا وہ جس کو دلیل سے بھی معلوم نہ کر سکیں۔ پہلے غیب کی مثال جیسے اللہ کو دلیل سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے غیب کی مثال جیسے قیامت کا علم کہ کب آئے گی، انسان کب مرے گا اور عورت کے پیٹ میں موجود بچہ نیک ہوگا یا برا ان باتوں کو دلائل سے بھی معلوم نہیں کر سکتے۔

تفسیر کبیر اور تفسیر روح البیان میں غیب سے متعلق آیا ہے کہ عام مفسرین کا یہ قول ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس سے چھپا ہوا ہو۔ پھر غیب کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک تو وہ جس پر دلیل ہے۔ دوسرے وہ جس پر کوئی دلیل نہیں۔

اسی طرح جو چیز فی الحال موجود نہ ہونے یا بہت دور ہونے یا اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہ آسکے وہ بھی غیب ہے اور اس کا جاننا علم غیب ہے۔

ایک بات یاد رہے کہ بذریعہ آلات کے چھپی ہوئی چیز کو جان پہچان لینا علم غیب نہیں جیسا کہ

Marfat.com

آجکل موبائل فون یا ٹیلی ویژن سے دور کی آواز سن لیتے ہیں اور تصویر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ جب کسی ظاہری آلہ نے چیز کو ظاہر کر دیا تو وہ علم غیب نہ رہا کیونکہ اس کا تعلق بھی حواس سے ہے اور جو چیز حواس سے معلوم ہو وہ غیب نہیں ہوتی۔

اللہ 'علام الغیوب' ہے

قرآن پاک میں بہت سی آیات میں علم غیب کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ علم اللہ اور صرف اللہ ہی کے لئے ثابت ہے۔ جیسا کہ

۱) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ (الانعام:۵۹)

اور اس کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرہ ۳۳)

فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

۳) فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ (یونس: ۲۰)

تم فرماؤ غیب تو اللہ کیلئے ہے

نوٹ: اِن آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ "غیب" اللہ ہی کے لئے ہے کوئی بھی مخلوق خواہ وہ انسان ہوں یا جنات یا فرشتے از خود نہیں جانتے اور نہ ہی خود سے جان سکتے ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کے خزانوں کی اگر تھوڑا سا اور بھی غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ یہ "علم غیب" ہم کسی کو عطا نہیں فرماتے یا ہم اپنے خزانے کسی کو نہیں دیتے۔

دوستو! اللہ کا سارا علم غیب ذاتی ہے اللہ کو یہ علم یہ کُنجیاں کسی نے بھی عطا نہیں کیں۔ وہ مالک کل ہے کون و مکاں ولامکاں کی ہر شے پر قادر مطلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو کوئی بھی عطا نہیں کر سکتا لیکن اللہ تو عطا کر سکتا ہے۔ اپنا فضل، اپنی رحمت، اپنا علم غرض کہ کائنات کی ہر چیز وہ جس

Marfat.com

کو جیسے چاہے جب چاہے اور جتنا چاہے عطا کر سکتا ہے وہ رب قادر ہے رب العالمین ہے۔

علم غیب آیات کی روشنی میں

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن:۲۷،۲۶)

غیب کا جاننے والا وہی ہے سو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ رسول کو

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (آل عمران:۱۷۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے جسے چاہے اپنے رسولوں میں سے

نوٹ: سبحان اللہ ان مبارک آیات میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا علم اپنے محبوب بندوں کو عطا بھی کرتا اور یہ صرف کہنے کی حد تک نہیں فرمایا بلکہ اللہ رب العزت نے یہ علم غیب اپنے محبوب بندوں کو عطا بھی کیا اور قرآن پاک میں ہی اِس کا ذکر بھی فرمایا۔

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ (البقرۃ:۳۱)

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سِکھائے

پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کیں۔ تفسیر مدارک، تفسیر خازن، تفسیر کبیر و تفسیر ابوالسعود میں اسی آیت کے تحت بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدمؑ کو پچھلی اور آگے آنے والی ہر چیز اور مخلوق کے نام بتادیئے گئے اور ان مخلوقات اور اشیاء کی خصوصیات بھی بتادی گئیں۔ جیسا کہ فلاں جانور کا نام گھوڑا ہے، فلاں کا نام اونٹ ہے اور اسی طرح فلاں فلاں کا نام.... حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھادیئے یہاں تک کہ پیالی اور چلو کے بھی۔ حضرت آدمؑ کو تمام زبانیں مکمل طور پر سکھادی گئیں بلکہ تفسیر روح البیان میں حدیث پاک میں بیان ہے کہ آدمؑ کو سات لاکھ زبانیں سکھادی گیں۔ آپ کو تمام اوزاروں کے نام اور ان کے استعمال تک سکھادیئے گئے۔

Marfat.com

ان تفاسیر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سارے علوم دیئے گئے یہ حضرت آدمؑ کے علوم کا کمال درجہ ہے لیکن اب میرے پیارے مدنی تاجدار آقا ﷺ کے علم مبارک کی شان تو دیکھیں کہ حضرت آدمؑ کا علم میرے آقا و مولا ﷺ کے علم کے سامنے ایسا ہے جیسے سات سمندر ہوں اور انکے سامنے ایک قطرہ۔

شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ باب دہم میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پہلے خلیفہ اور نائب حضرت آدم ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت آدمؑ حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو اصل کی غیر موجودگی میں اس کی جگہ کام کرے۔ حضور ﷺ کی پیدائش پاک سے پہلے سارے انبیاء حضور ﷺ کے نائب تھے۔

نسیم الریاض شرح شیفا قاضی عیاض میں ہے۔

ترجمہ: ”حضور ﷺ پر ساری مخلوقات حضرت آدم تا روز قیامت پیش کی گئیں پس ان سب کو پہچان لیا جیسے کہ آدم کو سب نام سکھائے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سب کو جانتے پہچانتے ہیں۔“

نبی پاک ﷺ کا شاھد و مبشر ہونا

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴿﴾ (البقرہ:۱۴۳)	اور یہ رسول ﷺ تمہارے نگہبان و گواہ ہیں

تفسیر روح البیان میں اس آیت سے متعلق بیان ہے کہ لفظ شہید میں محافظ اور خبردار کرنے والے کے معنی بھی شامل ہیں اور اس معنی کو شامل کر کے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جس کی گواہی دی جارہی ہو اس سے متعلق گواہ کو سب معلوم ہو لہٰذا حضور اکرم ﷺ کی مسلمانوں پر گواہی دینے کے معنی یہ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہر دیندار کے دینی مرتبہ کو پہچانتے ہیں۔ حضور ﷺ مسلمانوں کے ایمان کی حقیقت، انکے اچھے یا برے اعمال کو انکے اخلاص اور نفاق وغیرہ کو

Marfat.com

نورِ حق سے پہچانتے ہیں اور حضور ﷺ کی اُمت بھی قیامت میں ساری امتوں کے یہ حالات جانے گی مگر حضور ﷺ کے نُور مبین سے۔

محترم ساتھیو! کتب تفاسیر میں اس آیت سے متعلق بیان فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن دوسرے تمام انبیاء اکرام کی امتیں بارگاہ الٰہی میں عرض کرینگی کہ ہمارے پاس تیرا کوئی پیغمبر نہ پہنچا۔ تب ان امتوں کے انبیاء علیہ السلام عرض گزار ہوں گے کہ اے ہمارے ربّ قادر ہم ان میں گئے۔ تیرے احکام پہنچائے مگر ان لوگوں نے قبول نہ کئے۔ ربِ تعالیٰ کا انبیاء علیہ السلام کو حکم ہو گا کہ چونکہ تم مدعی ہو اپنا کوئی گواہ لاؤ تب تمام انبیاء کرام علیہ السلام اپنی گواہی کے لئے اُمت مصطفےٰ ﷺ کو پیش فرمائیں گے۔ امت مسلمہ گواہی دے گی کہ خدایا یہ تیرے پیغمبر سچے ہیں انہوں نے تیرے احکام پہنچائے تھے۔

اب دو باتیں قابل تحقیق ہیں۔ اول یہ کہ یہ مسلمان گواہی کے قابل ہیں یا نہیں (فاسق و فاجر اور کافر کی گواہی قبول نہیں ہوتی مسلمان پرہیز گار کی گواہی قبول ہے) دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے سے پہلے انبیاء اکرام علیہ السلام کے زمانہ کو دیکھا نہ تھا پھر گواہی کس طرح دے رہے ہیں۔ مسلمان عرض کریں گے کہ خدایا ہم سے تیرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ پہلے پیغمبروں نے تبلیغ کی تھی اس کو سن کر ہم گواہی دے رہے ہیں۔ تب حضور اکرم ﷺ تشریف لائیں گے اور حضور ﷺ دو باتوں کی گواہی دیں گے ایک یہ کہ یہ لوگ فاسق و فاجر نہیں بلکہ نیک مسلمان لوگ ہیں تاکہ ان کی گواہی قبول ہو اور دوسرے یہ کہ ہاں میں نے ان سے کہا تھا کہ پہلے نبیوں نے اپنی قوموں تک احکامات الٰہی پہنچائے تب ان پیغمبروں کے حق میں فیصلہ دیا جائے گا اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ قیامت تک کے لئے تمام مسلمانوں کے ایمان، اعمال، روزہ، نماز و نیت سے بالکل باخبر اور واقف ہیں اور سب کے محرم راز ہیں۔ اسی لیے روز قیامت آپ ﷺ سب مسلمانوں کے ایماندار ہونے کی گواہی دیں گے۔ اور گواہی

Marfat.com

وہ دیتا ہے جو پہلے سے سب جانتا ہو۔ ایک اور بات کہ مسلمانوں کی گواہی نہ مانی گئی کیوں کہ انہوں نے سب سنا ہوا تھا دیکھا نہیں تھا اور نبی پاک ﷺ کی گواہی تسلیم کی گئی کیونکہ آپ ﷺ کی گواہی مشاہدے پر مشتمل تھی۔

ایک اور بات بھی کہ اللہ کو معلوم ہے کہ سب نبی سچے ہیں مگر گواہی لے کر ہی فیصلہ فرمایا اور ہمیں سکھادیا کہ فیصلہ جب بھی کرو تو گواہی ضرور لے لو۔

اسی موضوع پر قرآن میں اور بھی جگہ ارشاد فرمایا:

- "ہم نے آپ ﷺ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر کے بھیجا ہے۔" (الفتح:۸)
- "اور آپ ﷺ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لائیں گے" (النساء:۴۱)
- "بے شک ہم نے تمہارے پاس رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہی دے گا۔" (المزمل:۱۵)
- "اور جس دن ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ جو انہیں میں سے ہو گا ان کے مقابلے میں قائم کریں گے اور ان لوگوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔" (النحل:۸۹)

انبیاء کرام علیہ السلام کا علم غیب

اور بھی انبیاء کرام علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم غیب عطا فرمایا جیسا کہ ہم نے ابھی آدم علیہ السلام کے علم کا ذکر کیا اسی طرح قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ''علم غیب'' کا یوں ذکر فرمایا:

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۝ (النمل:۱۶)

اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے فرمایا:

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۝ (یوسف:۲۲)

ہم نے اسے حکمت اور علم عطا فرمایا۔

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے فرمارہے ہیں کہ

جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلادیتا ہوں۔ یہ بتلادینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے (سورۃ یوسف 37)

(حکمت کا لفظ جہاں بھی استعمال ہوا ہے علماء فقہا اس کے مطلب نبوت ہی بتاتے ہیں اور علم سے مراد ظاہری علم نہیں بلکہ علم غیب ہے)

ان آیات کے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے ان سب کو علم غیب جیسی نعمت سے نوازا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور ان حضرات قدسیہ نے اس علم کا اظہار بھی فرمایا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے پیروکاروں سے ارشاد فرمارہے ہیں کہ

وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ (آل عمران:۴۹)

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔

(یعنی جس جس نے جو کچھ اپنے گھر میں کھایا اور جو کچھ گھر میں رکھا ہے آپ کی نظر میں تھا)۔

محترم دوستو علمِ آدم علیہ السلام، علمِ موسیٰ علیہ السلام، علمِ یوسف علیہ السلام اور علمِ عیسیٰ علیہ السلام میرے پیارے مدنی تاجدار آقا ﷺ کے علم مبارک کے سامنے ایسا ہے جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے سامنے میرے پیارے حضور ﷺ تو امام الانبیاء ہیں، محبوب رب العالمین ہیں۔ آپ ﷺ کے علم کا اندازہ تو اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے اور تمام انبیاء علیہ السلام کو علم بھی میرے مدنی تاجدار بلکہ تاجدار کائنات حضرت محمد ﷺ کے صدقہ سے عطا ہوا۔

حضور اکرم ﷺ کا علم غیب

جو ہو چکا ہے جو ہوگا حضور ﷺ جانتے ہیں ۔۔۔۔ تیری عطا سے خدایا حضور ﷺ جانتے ہیں

دوستو مندرجہ بالا آیات سے انبیاء کرام علیہ السلام کو علم غیب ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اب ہم وہ

Marfat.com

آیات پیش کریں گے جس میں آقا کریم ﷺ کے علم سے متعلق بات کی گئی ہے۔

اس حقیقت کو دو طرح سے آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔

۱) **"وحی خفی"** یعنی آپ ﷺ کو براہِ راست "علم غیب" عطا کیا

• تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ (ھود:۴۹) یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں

یہاں خطاب نبی پاک ﷺ سے کیا جارہا ہے کہ محبوب ﷺ ہم ہی آپ ﷺ کو علم غیب بذریعہ وحی عطا کرتے ہیں۔ دوستو! یہ دعویٰ کرنے والا خود علام الغیوب اللہ تعالیٰ ہے۔

• ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ (یوسف:۱۰۲) یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں

اس میں بھی خطاب نبی پاک ﷺ سے ہی کیا جارہا ہے اس آیت میں وحی خفی کا ذکر کیا جارہا ہے ایسی وحی جو جبرائیل علیہ السلام کے وسیلہ کے بغیر براہِ راست نبی پاک ﷺ کے دل مبارک پر کی گئی ہو۔

سبحان اللہ! میرے آقا کریم ﷺ کی شان دیکھیں کہ اللہ نے بعض باتیں محبوب سے کرنے کے لئے جبرائیل علیہ السلام کو بھی وسیلہ بنانا مناسب نہ سمجھا اور جبرائیل علیہ السلام کو بھی اپنے محبوب کریم ﷺ کی شان بتلادی۔ اور فرمایا کہ میرا محبوب کسی بھی شے وسیلے یا شخص کا محتاج نہیں ہے۔

ایک اور بات 'نبی' عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں "غیب کی خبریں دینے والا" اب جو ہیں ہی غیب کی خبریں دینے والے، تو کیسے ممکن ہے کہ ان کو غیب کی خبر نہ ہو۔

• وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۚ (تکویر:۲۴) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

سبحان اللہ! اس آیت مبارک میں کیا خوب شان مصطفےٰ ﷺ بیان کی گئی ہے کہ نبی پاک ﷺ کو جو کچھ بھی عطا ہوتا ہے وہ میرے آقا کریم ﷺ اپنی اُمت میں تقسیم فرمادیتے ہیں اور

Marfat.com

کوئی بھی بات اپنی اُمت سے نہیں چھپاتے اور فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ تو بُخل جیسے عیب سے بالکل پاک ہیں یہاں ایک اور بات واضح فرمادی کہ علم غیب وہی سکھائے گا یا بتائے گا جو خود بھی جانتا ہو۔اور میرے آقا ﷺ تو ماشاءاللہ سے سب جانتے ہیں۔

۲) قرآن کریم۔علم غیب کا خزانہ

آپ کو قرآن پاک عطا فرمایا گیا جو ”علم غیب“ کا خزانہ ہے:۔

• وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

اور ہم نے آپ پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کو روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔ (النحل:۸۹)

• مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ۝ (الانعام:۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

• وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (النمل:۷۵)

اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین میں سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

نوٹ: ان تمام آیات اور تفاسیر کی کتب کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن پاک میں دنیا و آخرت کے تمام حالات موجود ہیں۔اب کتاب سے مراد قرآن پاک ہے یا لوح محفوظ۔قرآن پاک بھی حضور ﷺ کے علوم میں سے ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ پر ہی تو نازل فرمایا گیا اور لوح محفوظ بھی حضور کریم ﷺ کے علم میں ہے۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا و آخرت کے تمام علوم و حالات حضور ﷺ کے علم میں ہوئے کیونکہ سارے علوم قرآن اور لوح محفوظ میں ہیں۔قرآن پاک میں علم غیب سے متعلق بہت زیادہ بیان کیا گیا ہے لیکن ہم یہاں اتنے بیان پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دین کو اپنی اپنی انا اور خود غرضی کی دیوار توڑ کر اور نبی پاک ﷺ کی محبت دل میں رکھتے ہوئے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ”آمین“

Marfat.com

علم غیب احادیث کی روشنی میں

۱) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور ﷺ نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پس ہم کو ابتداء پیدائش کی خبر دے دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی، جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (بخاری کتاب براء الخلق اور مشکوٰۃ جلد دوئم براء الخلق ذکر الانبیاء)

نوٹ:۔ سبحان اللہ میرے پیارے آقا کریم ﷺ نے اس حدیث پاک میں دو اقوام کے واقعات کی خبر دی۔ ۱) عالم کی پیدائش یعنی تمام عالمین کی ابتداء کیسے ہوئی۔ ۲) تمام عالمین کی انتہاء کیسے اور کس طرح ہوگی یعنی اول سے آخر تا قیامت ایک ایک بات بتلا دی۔

؎ خبر بھی ہے کہ خبر سب کی ہے انہیں کب سے
کہ جب نہ اب تھا نہ کب تھا حضور ﷺ جانتے ہیں

۲) عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ہم نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت ہمارے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک ہم نے اپنے قلب میں پائی پس تمام آسمانوں و زمین کی چیزوں کو ہم نے جان لیا۔" (ترمذی، مشکوٰۃ باب المساجد)

نوٹ: سبحان اللہ جس نے اللہ کو دیکھ لیا اس ہستی کے آگے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہ رہی۔ اور زمین و آسمان میں موجود تمام راز حضور ﷺ کی ذات پاک نے جان لئے۔

؎ اے علم غیب کے منکر خدا کو دیکھا ہے
تجھے بھی کہنا پڑے گا حضور ﷺ جانتے ہیں

۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا تو فرمایا

"ان دونوں شخصوں کو عذاب دیا جا رہا ہے - اور کسی دشوار بات میں عذاب نہیں ہو رہا ہے ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی

Marfat.com

کیا کرتا تھا۔ پھر ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا پھر ہر قبر پر ایک ایک کو گاڑھ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹکڑے خشک نہ ہونگے ان دونوں شخصوں سے عذاب میں کمی کی جائے گی۔" (بخاری باب اثبات عذاب القبر)

نوٹ: اس مبارک حدیث پاک سے بہت سی باتیں واضح ہو جاتی ہیں لیکن ہم یہاں کچھ باتوں کا ذکر کریں گے۔

- سب سے **پہلے** تو یہ کہ نبی پاک ﷺ کو قبر کے اندر کے حالات کا پتہ چل گیا جو صرف اسی کے لیے ممکن ہے جسکو علم غیب ہو۔

- **دوسرا** یہ کہ آپ ﷺ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان دونوں پر عذاب کئے جانے کی وجہ کیا ہے یعنی کہ آپ ﷺ نہ صرف ظاہری لوگوں کے حالات سے واقف ہیں بلکہ جو مر کر قبر میں جا چکے ہیں آپ ﷺ ان سب کے حالات سے بھی واقف ہیں۔

- **تیسری** بات یہ کہ نبی پاک ﷺ نے ان کی مدد بھی فرمائی اور تا قیامت امت مسلمہ کو بھی بتا دیا کہ جب قبرستان جاؤ تو وہاں پھول یا جو بھی ہری بھری شاخ یا ٹہنی ملے ضرور رکھ دو کیونکہ جب تک وہ شاخ ہری بھری رہے گی اللہ سے اس قبر والے کے لئے استغفار کرتی رہے گی اور اس سے قبر والے کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ اور اس کے عذاب میں کمی واقع ہوتی جائے گی۔ سبحان اللہ میرے پیارے کریم آقا ﷺ کی ہر ہر حدیث پاک میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

۴) حضور ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں پھر فرمایا کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ (یعنی منبر) پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے مگر ہم تم کو اس کی خبر دیں گے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔ عبداللہ ابن حذیفہؓ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے

Marfat.com

؟فرمایا حذیفہ پھر بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو پوچھو۔(بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ اور تفسیر خازن)

خدا نے کتنا نوازا حضور ﷺ جانتے ہیں ـــــ ہے ان کے ہاتھ میں کیا کیا تجھے خبر نہ مجھے

نوٹ: یہاں اس بات کا خیال رہے کہ جہنمی یا جنتی ہونا بھی علم غیب سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح کون کس کا بیٹا ہے یہ ایسی بات ہے کہ جس کا علم سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو نہیں ہوتا اس بات کا بھی بغیر کسی واسطے کے جان لینا علم غیب ہے۔

قربان جاؤں میں اپنے مدنی تاجدار آقا ﷺ کے کہ آپ ﷺ کسی کا جہنمی یا جنتی ہونا اچھی یا بری نیت رکھنا اور کون کس کا بیٹا ہے سب جانتے ہیں اور نہ صرف جانتے ہیں بلکہ بتلا بھی رہے ہیں۔

یہاں کچھ مخالفین یہ بات کرتے ہیں کہ آپ نے دینی مسائل کا فرمایا تھا کہ ان کے متعلق سوال کرو حالانکہ یہ فضول سی بات کر دیتے ہیں اگر ایسی ہی بات ہوتی تو پھر لوگ بھی دینی مسائل ہی پوچھتے پر یہاں کچھ اور ہی پوچھا جا رہا ہے اور پوچھنے والے صرف صحابی رسول ﷺ ہی ہوتے پر یہاں تو منافقین اور مشرکین بھی سوال کر رہے ہیں اور آقا ﷺ ان کے ہر سوال کا جواب بھی عطا فرما رہے ہیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مخالفین کو بھی ہدایت عطا فرمائے آمین!

(۵) ہم پر ہماری امت کے اعمال پیش کئے گئے اچھے بھی اور برے بھی ہم نے ان کے اچھے اعمال میں وہ تکلیف دہ چیز بھی پائی جو راستے سے ہٹا دی جائے

(مشکوۃ باب المساجد، بروایت حضرت ابوذر غفاریؓ)

نوٹ: سبحان اللہ میرے کریم آقا ﷺ اپنی امت کے احوال سے بخوبی واقف ہیں بلکہ امت کی بخشش کے لئے ہر وقت اپنے ربِّ قادر سے دعا فرماتے ہیں۔

کہ جنگ بدر کا نقشہ حضور ﷺ جانتے ہیں ـــــ کہاں مریں گے ابو جہل و عتبہ و شیبہ

(۶) غزوہ بدر سے ایک روز پہلے ہی نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ یہ ہے اور اپنے دست مبارک کو اِدھر اُدھر زمین پر رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا کہ کوئی

Marfat.com

بھی مقتولین میں سے حضور ﷺ کی بتلائی ہوئی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹا۔

(مسلم جلد دوم، کتاب الجہاد، باب غزوہ بدر بروایت حضرت انسؓ)

نوٹ: کل کیا ہوگا اور کون کہاں گر کر مرے گا یہ سب علم غیب سے تعلق رکھتا ہے اور سبحان اللہ میرے کریم آقا ﷺ ایک دن پہلے ہی اپنے صحابہ سے فرما رہے ہیں اگلے دن کا مکمل حال۔

میں چپ کھڑا ہوں مواجہ پہ سر جھکائے ہوئے
سناؤں کیسے فسانہ حضور ﷺ جانتے ہیں

۷) آخر میں ایک اور حدیث پاک پیش کی جا رہی ہے کہ:

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا کہ کیا کوئی ایسا بھی ہے کہ جس کی نیکیاں تاروں کے برابر ہوں تو کریم آقا ﷺ نے فرمایا کہ **ہاں وہ عمر** رضی اللہ عنہ **ہیں۔اور** ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ **عمر** رضی اللہ عنہ **کی ساری نیکیاں ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ **کی ایک نیکی کے برابر ہیں ۔**

(مشکوٰۃ شریف باب المناف ابی بکر و عمر)

نوٹ: سبحان اللہ یہاں اپنے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہ کی شان بتلائی جا رہی ہے اور ستاروں کا ذکر ہے۔ میرے کریم آقا ﷺ کو تمام ظاہر اور پوشیدہ ستاروں کی تعداد کا تفصیلی علم ہے۔ حالانکہ بعض تارے تو ابھی سائنسدانوں کو سائنسی آلات سے بھی معلوم نہیں ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان دونوں چیزوں کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ عمر کی نیکیاں ستاروں کے برابر ہیں۔ دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہ ہی بتا سکتا ہے جسے دونوں چیزوں کا علم بھی ہو اور مقدار بھی ٹھیک طرح سے معلوم ہو۔

علم غیب سے متعلق احادیث کا وسیع ذخیرہ موجود ہے پر ہم اسی پر اکتفاء کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ بوجھ کی توفیق عطا فرمائے اور نبی پاک ﷺ کا سچا غلام بننے کی سعادت عطاء فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

عقلی دلائل

۱) حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے وزیر اعظم بلکہ خلیفہ اعظم ہیں آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ بنایا گیا تو حضور ﷺ اس سلطنت کے خلیفۂ اعظم اور زمین میں نائبِ ربّ العالمین ہیں اور سلطنت کے مقرر کردہ حاکم ہیں۔ دو وصف لازمی ہیں ایک تو علم اور دوسرے اختیارات۔

اس دنیاوی سلطنت کے حُکام جتنا بڑا عہدہ رکھتے ہیں اتنے زیادہ اختیارات رکھتے ہیں۔ جیسا کہ کمشنر کو سارے ضلع کا علم اور اختیار ہوتا ہے، وزیر اعلیٰ کو سارے صوبے کا اور صدر کو پورے ملک کا اختیار ہوتا ہے۔ اِن دو وصفوں کے بغیر وہ حکومت کر ہی نہیں سکتا اور سلطانی قانون رعایا میں جاری رہ ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہ السلام میں جن کا جس قدر بڑا درجہ اُسی قدر اُنکے اختیارات اور علم زیادہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کو اللہ تعالیٰ نے انکے علم سے ہی ثابت فرمایا کہ چونکہ اُنکو اتنا وسیع علم دیا ہے وہ ہی خلافت الٰہیہ کے لئے موزوں ہیں۔ پھر فرشتوں سے سجدہ کرانا انکے اختیاراتِ خصوصیہ کا ثبوت تھا کہ فرشتے بھی اِنکے سامنے جھک گئے۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ سارے عالم کے نبی اور عرش و فرش کے لوگ آپ ﷺ کے اُمتی ہیں لہذا ضروری تھا کہ آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہ السلام سے زیادہ علم اور زیادہ اختیارات دیئے جائیں اِسی لئے معجزات بھی سب سے زیادہ دکھائے گئے۔ معجزات خداداد اختیارات کا اظہار تھا۔

۲) چند سال کامل اُستاد کی صحبت میں رہ کر انسان عالم بن جاتا ہے حضور ﷺ قبل ولادت پاک کروڑوں برس رب تعالیٰ کی بارگاہِ خاص میں حاضر رہے تو حضور ﷺ کیوں نہ کامل عالم ہوں۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا کہ ایک تارہ ستر ہزار سال بعد چمکتا تھا اور میں نے اسے بہتر (۷۲) ہزار مرتبہ چمکتے دیکھا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ **وہ تارا ہم ہی تھے** (سبحان اللہ) حساب لگالو کہ کتنے کروڑہا برس دربار الٰہی میں

Marfat.com

حاضری رہی۔

۳) غیبوں کی غیب رب تعالیٰ کی ذات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی تمنا کی تو فرمادیا گیا۔"لن ترانی""تم ہم کو دیکھ نہ سکو گے"۔جب حضرت محمد ﷺ نے اللہ ہی کو معراج میں اپنی ظاہری مبارک آنکھوں سے دیکھ لیا تو عالم کیا چیز ہے کہ آپ ﷺ سے چھپ سکے!

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا ۔۔۔ جب نہ خدا ہی چھپا آپ ﷺ پہ کروڑوں درود

۴) نبی اکرم ﷺ دنیا کے ہادی ہیں اور شیطان دنیا کو گمراہ کرنے والا ہے۔ گویا نبی محترم المکرم ﷺ طبیب مطلق ہیں اور شیطان ایک وبائی بیماری ہے۔رب تعالیٰ نے شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اتنا وسیع علم دیا کہ کوئی شخص اس کی نگاہ سے غائب نہیں، پھر اُسے یہ بھی خبر ہے کہ کون گمراہ ہو سکتا ہے اور کون نہیں اور جو گمراہ ہو سکتا ہے وہ کس حیلہ سے۔ایسے ہی وہ ہر دین کے مسئلہ سے باخبر ہے اس لئے ہر نیکی سے روکتا ہے اور برائی کراتا ہے۔

جب گمراہ کرنے والے کو اتنا علم دیا گیا تو ضروری ہے کہ دنیا کے طبیب مطلق ﷺ ہدایت دینے کے لئے اس سے کہیں زیادہ علم والے ہوں کہ آپ ﷺ ہر شخص کو اس کی بیماری کو، اس کی استعداد کو اور اس کے علاج کو جانیں ورنہ ہدایت مکمل نہ ہو گی اور اللہ پر اعتراض پڑے گا کہ اس نے گمراہ کرنے والے کو قوی کیا اور ہادی کو کمزور رکھا۔لہذا گمراہی تو کامل رہی اور ہدایت ناقص۔

دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں اپنے پیارے نبی پاک کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور اپنے پیارے نبی کی شان بیان کرنے کی بھی توفیق عطا ہو۔آمین

قارئین محترم! صرف اتنا کہیں گے کہ

خدا کو دیکھا نہیں اور ایک مان لیا ۔۔۔ کہ جانتے تھے صحابہ حضور ﷺ جانتے ہیں
منافقوں کا عقیدہ، وہ غیب دان نہیں ۔۔۔ صحابیوں کا عقیدہ حضور ﷺ جانتے ہیں
خدا ہی جانے عبیدؔ ان کو ہے پتا کیا کیا ۔۔۔ ہمیں پتا ہے بس اتنا حضور ﷺ جانتے ہیں

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا

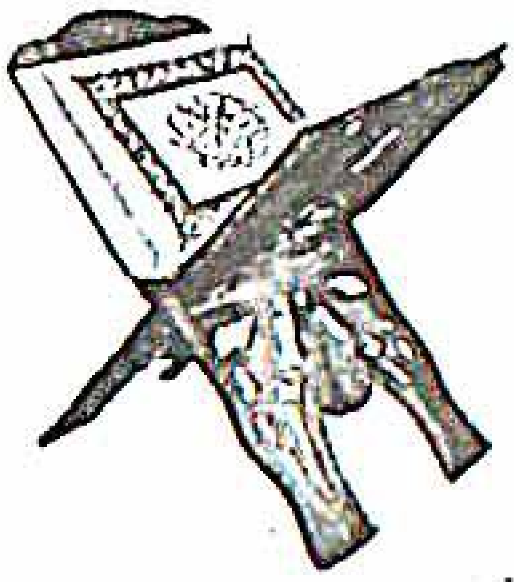

اے غیب کی خبریں بتانے والے، بے شک ہم نے آپ ﷺ
کو بھیجا شاہد (حاضر و ناظر)

باب: ۳

حاضر و ناظر

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

شاهِدٌ ﷺ

گواہی دینے والے

باطِنٌ ﷺ

پوشیدہ رازوں کو

جاننے والے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ یَاشَاهِدُ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

ناظرِ خلق و خالق پہ لاکھوں سلام

ایسی بصر و بصارت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حاضر و ناظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شاہد تے شہید خدا آکھے نبی ﷺ پاک محمد ﷺ سرور نوں
پئے اوتک ہتھیلی تکدے نے کردار زمانے سارے دا

"حاضر و ناظر" نبی کریم ﷺ کے علم (غیب) کا ایک جزء ہے۔ اور حضور ﷺ کے علم پر گفتگو کرنے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کی نظر درکار ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صدق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی غنا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا شانِ علم چاہیے۔

رسالت مآب ﷺ پر ہم جیسے عام لوگ بحث نہیں کر سکتے لیکن قرآن و حدیث کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی شان بیان کر کے اپنی جانب سے حضور ﷺ کی خدمت میں تحفہ پیش کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں اس بات کو سمجھنے کے لئے حاضر و ناظر کا مطلب سمجھنا بہت ضروری ہے جو کہ ذیل میں بیان ہے۔

حاضر و ناظر کے لغوی معنی

لغت کے اعتبار سے حاضر کے معنی ہیں 'موجود ہونا' اور ناظر کے معنی ہیں 'دیکھنے والا' (المصباح المنیر)

حاضر و ناظر کے شرعی معنی

حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ ایک زبردست قوت رکھنے والا ایک مقام پر بیٹھ کر پوری کائنات کو ایسے ملاحظہ فرما رہا ہو جیسے ہتھیلی، دور نزدیک کی آواز برابر سن سکتا ہو، وہ چاہے تو پوری کائنات میں اپنے روح، جسم مثالی یا قبرِ انور میں مدفون جسم کے ساتھ پہنچ جائیں اور چاہیں تو ایک مقام پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ بڑھا کر تصرف فرما سکیں۔

بحکم خدا تم ﷺ ہو موجود ہر جا　　　بظاہر ہے طیبہ ٹھکانہ تمہارا ﷺ

Marfat.com

اللہ کو حاضر ناظر کہنا

مخالفین جو کہ نبی پاک ﷺ کو حاضر ناظر نہیں مانتے اور دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ ہر جگہ حاضر وناظر ہونا صرف اللہ کی صفت ہے

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۝ "بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے"

(الحج:۱۷)

اس لئے نبی پاک ﷺ کو حاضر وناظر کہنا معاذ اللہ کفر وشرک ہے تو جواب یہ ہے کہ اول تو حاضر وناظر ہونا اللہ کی صفت ہرگز نہیں ہے کیونکہ اللہ کو حاضر ماننے کے لئے اللہ کے لئے ایک مقام ثابت کرنا ہوگا (بمطابق شرعی معنی: ایک مقام پر بیٹھ کر پوری کائنات کو دیکھنا) اور اللہ جگہ و مقام سے پاک ہے اور نہ ہی کوئی جگہ اللہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ سورۃ الحج: آیت ۱۷ کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں مراد اللہ کا علم اور اس کی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔

وہی ﷺ لامکاں کے مکین ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے
وہ نبی ﷺ ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

قرآن پاک کی رو سے حضور ﷺ کا حاضر وناظر ہونا

۱) يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝

"اے غیب کی خبریں بتانے والے، بے شک ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا **شاہد (حاضر وناظر)** اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے اور چمکا دینے والا آفتاب"

(الاحزاب:۴۵-۴۶)

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی اپنی تفسیر 'فتح العزیز' میں اس آیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''تمہارا رسول ﷺ تم پر گواہی دے گا''۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنے نور نبوت سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبے کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ پس وہ

Marfat.com

تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں، تمہارے ایمان کے درجوں کو بھی، تمہارے نیک و بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاق نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔ اس عقیدہ کو "**حاضر و ناظر**" کہا جاتا ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ اپنے گنبد خضریٰ میں جلوہ گر ہو کر ساری کائنات کو ہتھیلی کی طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اگر یہ کمال نہ مانا جائے تو گواہی نامکمل ہو گی۔

۲) وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرۃ:۱۴۳)

"اور رسول ﷺ تمہارے نگہبان اور **گواہ** ہیں"۔

۳) فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (النساء:۴۱)

"تو کیسی ہو گی جب ہم ہرامت سے ایک **گواہ** لائیں اور اے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کو ان سب پر **گواہ** و نگہبان بنا کر لائیں"

لفظ "شَهِيدًا" کا مفہوم:

"شَهِيدًا: شاہد" کے ۴ معنی ہیں۔ "گواہ"، 'موجود'، 'حاضر'، 'محبوب'۔ اور حقیقتاً شاہد حاضر کو ہی کہتے ہیں۔ گواہ اور محبوب کو بھی شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ "**گواہ موقعہ** واردات پر موجود ہوتا ہے" اور "**محبوب** عاشق کے دل میں حاضر رہتا ہے"۔

گواہ کے معنی اس لئے ہیں کہ حضور ﷺ قیامت کے دن سب کی گواہی دیں گے جیسا کہ مذکورہ آیت (البقرہ اور النساء) میں بیان ہے: قیامت کے روز جب دیگر انبیاءؑ کی امتیں عرض کریں گی کہ 'ہم تک تیرا پیغام نہ پہنچا'، اور انبیاء کرامؑ عرض کریں گے کہ "باری تعالیٰ! یہ سچ نہیں ہے" اور اپنی گواہی کے لئے امتِ مصطفیٰ ﷺ کو پیش کریں گے۔ ان کی گواہی پر اعتراض ہو گا کہ تم تو اس زمانے میں موجود نہ تھے تم بغیر دیکھے گواہی دے رہے ہو؟ یہ عرض کریں گے کہ "ہم سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا تھا"۔ تب نبی پاک ﷺ کی گواہی لی جائے گی۔ آپ ﷺ دو گواہیاں دیں گے۔ ایک تو یہ کہ انبیاء کرام علیہ السلام نے تبلیغ کی، اور دوسری کہ میری امت والے گواہی کے قابل ہیں۔

Marfat.com

گواہ کی گواہی اس وقت قابل قبول ہوتی ہے جب وہ موقع کا عینی شاہد ہو۔ حضور ﷺ نے گزشتہ انبیاء کی تبلیغ اور آئندہ اپنے امت کے حالات کو خود چشم حق بین سے ملاحظہ فرمایا۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ شہادت کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ ہر مسلمان کے رتبہ و مقام پر مطلع ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ تمام ارواح اور قلوب ونفوس کو دیکھ رہے ہیں۔

عربی قاعدہ:

عربی قاعدہ کے مطابق شاہد 'حال' (یعنی حالت ہے)۔ یعنی "ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا، اس حال میں کہ آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔(الاحزاب:۴۵-۴۶)۔ یعنی بھیجنے سے پہلے آپ ﷺ حاضر و ناظر ہو چکے تھے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ آپ ﷺ دنیا میں ظاہری طور پر تشریف لانے سے پہلے بھی عالم میں حاضر تھے۔ اور پردہ فرمانے کے بعد بھی حاضر ہیں اور ناظر بھی کہ آپ ﷺ ملاحظہ فرماتے تھے اور اب بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

۴) تفسیر روح البیان، ذیل آیت

إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ شَٰهِدٗا وَمُبَشِّرٗا وَنَذِيرٗا ۝ (سورۃ الفتح:۸)

میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ تمام عالم کے پیدا ہونے سے پہلے رب کی واحدانیت اور ربوبیت کا مشاہدہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ کائنات کے وجود میں آنے کو بھی مشاہدہ فرمایا۔ اسی لئے فرمایا گیا:

عَلِمۡتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُون **(جان لیا ہم نے جو کچھ ہو چکا اور جو ہو گا)**

ایک اور آیت سے حضور ﷺ کا **"ناظر"** ہونا ثابت ہے۔

۵) وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَأَنتَ فِيهِمۡ ۝ "اور اللہ کا یہ کام نہیں کہ ان کو عذاب دے، جب تک کہ اے محبوب ﷺ آپ ﷺ **ان میں ہوں**"

نبی کریم ﷺ رحمت العالمین ہیں۔ رحمت کاملہ ﷺ اور عذاب میں اجتماع نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

اسی لئے قیامت تک مسلمانوں پر عذاب نہ آئے گا۔ جیسا کہ پہلی قوموں پر آیا؛ کبھی پتھر برسے تو کبھی زمین میں دھنسا دیا گیا۔ کسی قوم کو پانی میں ڈبو دیا گیا اور کبھی قوموں کی شکلیں تبدیل ہو گئیں۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت تک حاضر ہیں۔

٦) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ۝ (التوبہ:١٢٨)

"بیشک تمہارے پاس **تشریف لائے** تم میں وہ رسول ﷺ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے"

اس آیت میں " جَآءَكُمْ " سے مراد قیامت تک آنے والے مسلمانوں سے خطاب ہے۔ اور مسلمان تو عالم میں ہر جگہ ہیں۔ اور حضور ﷺ **تو حاضر ہیں**۔ " مِنْ اَنْفُسِكُمْ: تمہارے نفوس میں سے ہیں "یعنی ایسے قریب **جیسے جسم میں جان**۔ لہذا حضور ﷺ ہر مسلمان کے فعل کو جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ پھر فرمایا "ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے" کہ حضور ﷺ ہماری تکلیف اور راحت سے باخبر ہیں۔ باخبر ہونے کے لئے حاضر و ناظر ہونا ضروری ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

ہم نے رسول ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے **رحمت بنا کر بھیجا**۔

پھر فرمایا:

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۝

میری رحمت **ہر چیز کو گھیرے** ہوئے ہے۔

یعنی حضور ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت تمام جہانوں کو گھیرے ہوئے ہے کہ اللہ جس کا رب ہے، رسول اکرم ﷺ اس کے لئے رحمت ہیں۔ اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں:

بندہ مٹ جائے نہ آقا ﷺ پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

٨) اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۝ (الاحزاب:٦)

"نبی کریم ﷺ مومنوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں

Marfat.com

مسلمان دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوں سرکار اعظم ﷺ ہر مومن کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ اور یہ حکم قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے ہے گویا میرے آقا ﷺ حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔

۹) "اے محبوب ﷺ آپ نے **دیکھا نہ تھا** کہ ہاتھی والوں کے ساتھ کیا ہوا"
(الفیل:۱)

۱۰) "کیا آپ ﷺ نے نہیں **دیکھا کہ** ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کیں"
(الانعام:۶)

۱۱) "کیا آپ ﷺ نے نہ **دیکھا کہ** رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا" (الفجر:۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ تب بھی موجود تھے جبکہ یہ تمام واقعات آپ ﷺ کی ظاہری ولادت سے قبل پیش آئے۔ بلکہ آپ ﷺ تو تب بھی موجود تھے جب کچھ بھی نہ تھا اور 'تھا' بھی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه''یعنی غیر اللہ کی نفی کی گواہی دی۔ 'نفی' کی گواہی مشکل ہے۔ یہ وہی دے سکتا ہے جس کی نظر 'کل' پر ہو۔ ایسے ہی '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کی دیکھی ہوئی گواہی وہی دے سکتا ہے جو اول سے آخر تک کا عالم ہو، ذرے ذرے کو جانچ لے اور پھر کہے کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں!

نوٹ: گذشتہ صفحات میں حاضر وناظر کا جو مطلب بیان ہے وہ شریعت کے اعتبار سے ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں موجود ہیں اور ساری کائنات میں تصرف فرما رہے ہیں۔ وہ روح کائنات ہیں اور آپ ﷺ ہی کے دم سے یہ کائنات ہے۔ اعلیٰحضرتؒ فرماتے ہیں:

وہ ﷺ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ ﷺ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ ﷺ جہان کی جان ﷺ ہے تو جہان ہے

عشق کی نگاہ سے دیکھیں تو عاشق کے لئے تو اس کا محبوب ہر وقت اس کی قلبی نگاہوں کے سامنے موجود رہتا ہے۔ عاشق محبوب کی دید کے لئے تڑپتا ہے کہ کب محبوب رُخِ انور سے پردہ ہٹائے اور دیدار کی دولت عطا کرے۔ نبی پاک ﷺ موجود ہیں اور "مومنین کی جانوں سے زیادہ

Marfat.com

قریب ہیں (الاحزاب:۶)" اور زیادہ قریب چیز چھپی رہتی ہے۔ اسی زیادتی قرب کی وجہ سے آپ ﷺ آنکھ سے نظر نہیں آتے یا یہ کہیں کہ ہم گناہ گاروں کی آنکھیں اس قابل نہیں کہ اس عظیم ہستی ﷺ کی جان سے زیادہ قریب ہونے کے باوجود بھی دیکھ سکیں۔ مگر کرم کرنا چاہیں تو امام جلال الدین سیوطیؒ کو بہتر (۷۲) مرتبہ دیدار کروا سکتے ہیں۔ امام بوصیریؒ، پیر مہر علی شاہؒ صاحب پر یہ کرم فرما سکتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں عاشقان رسول ﷺ کی صف میں شامل کرے اور آقا کریم ﷺ کا دیدار نصیب فرمائے، آمین۔

اے عشق نبی ﷺ میرے دل میں بھی سما جانا
مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا
قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرے کو تکتی ہیں
اس چہرۂ انور ﷺ کا دیدار کرا جانا

احادیث مبارکہ سے "حاضر و ناظر" کا بیان

قبر میں حضور ﷺ کی تشریف آوری

۱) کہا گیا ہے کہ "میت سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ نبی پاک ﷺ کو دیکھتا ہے۔ اور یہ مومن کے لئے بڑی خوشخبری ہے، اگر ٹھیک رہے۔" (حاشیہ مشکوۃ)

جدوں پچھن گے آکے فرشتے قبر وچ مینوں   سناواں گا دروداں دا ترانہ یا رسول اللہ ﷺ

سوکار اعلیٰ حضرتؒ کی وصیت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ کا وقت وصال قریب آیا تو آپؒ نے فرمایا کہ میری روح جسم سے پرواز کر جائے تو میرے لئے اتنی گہری قبر کھودنا کہ جس میں احمد رضاؒ کھڑا ہو سکے۔ میری محبت رسول ﷺ کو یہ گوارا نہیں کہ آپ ﷺ تشریف لائیں اور میں بیٹھا رہوں، میری قبر کو اتنا گہرا کھودنا کہ جب سرکار ﷺ تشریف لائیں تو میں کھڑا ہو کر ان کا استقبال کر سکوں۔ اور فرماتے ہیں:

Marfat.com

؎ جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے   کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا ﷺ

یعنی ہر مردے کی قبر میں نبی پاک ﷺ تشریف لائیں گے تو جو نبی پاک ﷺ کو آنکھوں سے دیکھ کر بھی نہ پہچان سکے وہ 'خارجی' اور جو اس شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ ﷺ کے دیدار کا دنیا میں مشتاق ہوگا وہ فوراً رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں گر جائے گا اور اس کے لئے یہ عید کا دن ہوگا۔ اسی لئے بزرگان دینؒ کے وصال کے دن کو عرس کہتے ہیں۔ عرس کا مطلب ہے شادی، اور یہ عروس یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ 'دولہا' کے دیدار کا دن ہے۔ اب دنیا میں روزانہ ایک وقت میں کتنے مردے دفن ہوتے ہیں تو اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر نہیں تو ہر جگہ جلوہ گری کیسی؟ ثابت ہوا کہ حجاب ہماری نظروں پر ہے۔

۲) حضرت سلمیٰؓ جو حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافعؓ کی بیوی ہیں، فرماتی ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں، اور فرمایا کہ "**میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ان ﷺ کے سر مبارک اور ریش اقدس پر گرد و غبار ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا یہ حال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: 'میں ابھی حسینؓ کی شہادت گاہ پر حاضر ہوا ہوں**" (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۰)

۳) اسی طرح حضرت انس بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ "**بے شک میرا بیٹا حسینؓ قتل کر دیا جائے گا، اس زمین میں جس کا نام کربلا ہے۔**" (خصائص کبریٰ)

حضور پاک ﷺ کا مدینہ سے کربلا کے میدان جنگ میں جانا اور وہاں کے حالات کو ملاحظہ فرمانا حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کو ثابت کرتی ہے۔

۴) "**جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔ اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو کہا کرو: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ**

Marfat.com

وَبَرَکَاتُہٗ)؛یعنی اے محبوب ﷺ آپ ﷺ پر سلام، رحمت و برکت ہو۔"

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں 'حاضر' ہے

نبی پاک ﷺ کی قوت باصرہ:

آیئے اب حضور ﷺ کے 'حاضر و ناظر' ہونے کی دوسرے شق یعنی 'ناظر' ہونے سے متعلق چند احادیث پیش کرتے ہیں۔

۱) "میرے لئے آسمان اور زمین کو سمیٹ دیا گیا ہے-میں نے اس کے مشرقوں کو بھی دیکھ لیا ہے اور مغربوں کو بھی-"(صحاح ستہ)

۲) "کوئی چیز ایسی نہیں جو ہونے والی ہو اور اس کو میں نے اس کے مقام پر دیکھ نہ لیا ہو، یہاں تک کہ جنت دوزخ کو بھی"(بخاری شریف)

۳) ایک اور حدیث نبوی ﷺ میں آتا ہے "مجھ پر میری امت پیش کی گئی اور سب کے چہرے دکھا دیے گئے، جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو کفر کرے گا اس کے بھی چہرے دکھا دیے گئے ہیں"

۴) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا'اللہ تعالی نے میرے لئے دنیا کے پردے اٹھا دیے ہیں تو میں دنیا کو اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو" (زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۲۰۴)

۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ہم نے نماز میں جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑا، اگر ہم ایک خوشہ توڑ لیتے تو تم اس کو قیامت تک کھاتے"
(بخاری و مسلم)

۶) اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں تمہیں تمہارے وصال کے بعد دیکھتا ہوں اور دیکھتا رہوں گا"(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۰۲)

Marfat.com

۷) حضرت عقبی بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں حوض کوثر کو اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں" (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۷۹)

خیال رہے کہ حوض کوثر جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر ہے، جن کی نظر ساتوں آسمان سے پار جاتی ہے تو زمین پر کونسا گوشہ ان ﷺ کی بارگاہ سے مخفی ہو سکتا ہے۔ بے شک کوئی نہیں!

نہیں خبر ہے کہیں سے پڑھو درود ان پر ۔۔۔ تمام دہر کا نقشہ حضور ﷺ جانتے ہیں

۸) ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "حضور ﷺ اندھیرے میں بھی ایسے دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے" (الخصائص الکبریٰ ج:۱، ص:۶۱)

۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رخ اس طرف ہے۔ اللہ کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ سے مخفی ہے نہ تمہارا خشوع (دل کی کیفیت اور سینے کا راز) بے شک میں ﷺ تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں" (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۰۲)

محدثین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا آگے پیچھے برابر دیکھنا سر کی آنکھوں سے حقیقی دیکھنا ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ کی چشم دور بین اور غیب بین اندھیرے میں بھی دیکھتی ہے۔ ہمارے رکوع سجود اور خشوع کو بھی دیکھتی ہے۔ آگے پیچھے برابر دیکھتی ہے، جنت دوزخ دیکھتی ہے، حوض کوثر دیکھتی، بعد پردہ پوشی کے بھی ہمیں دیکھتی ہے۔ سلبِ علم والے زمانے کو بھی دیکھتی ہے اور آنے والے فتنوں کو بھی دیکھتی ہے۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان ۔۔۔ کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
ناظر خلق و خالق پہ لاکھوں سلام ۔۔۔ ایسی بصر و بصارت پہ لاکھوں سلام

نماز سے نبی پاک ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت

التحیات

التحیات کے الفاظ پر غور کریں تو:

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

¤ عَلَيْكَ میں جو ضمیر استعمال ہوا ہے وہ حاضر کے لئے استعمال ہوتا ہے، گویا ہر نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر مانے۔ یعنی نمازی خود نماز میں نبی پاک ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر سلام عرض کر رہا ہے، سلام اسی کو کیا جاتا ہے جو سامنے موجود ہو۔

¤ احادیث نبوی ﷺ اور روایات صحیحہ میں ہے کہ:

"نمازی عین نماز میں نبی پاک ﷺ کو خطاب کرتا ہے اور حالت تشہد میں حاضر کا لفظ بولتا ہے۔"

¤ حضرت امام غزالیؒ 'احیاء العلوم' میں نماز کی باطنی شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اپنے دل میں نبی پاک ﷺ کی ذات کو حاضر و ناظر جانو اور کہو السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَتہ اللّٰہ وَبَرَکَتہ: یعنی سلام ہو آپ ﷺ پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں"

¤ نمازی نماز میں حضور ﷺ کے متعلق کیا خیال کرتا ہے اس کے متعلق ولی کامل شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ جو کہ روزانہ دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے تھے اور صاحب حضوری تھے، فرماتے ہیں: "بعض عارفین نے کہا ہے کہ التحیات میں یہ خطاب اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے، پس حضور ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو، تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے کامیاب ہو جائے" (اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب التشہد)

درود و سلام

نبی پاک ﷺ پر درود و سلام پڑھے اور بھیجے بغیر ہماری نماز نامکمل ہے۔ درود میں نبی

Marfat.com

پاک ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا کیسے ثابت ہے وہ ذیل احادیث اور اقوال سے ثابت ہے۔

¤حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ”جب تم مسجدوں میں داخل ہو تو حضور ﷺ کو سلام عرض کرو کیونکہ آپ ﷺ مسجدوں میں موجود ہیں“ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

¤سرکار اعظم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے ”میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے“ (بخاری شریف)

یعنی نبی پاک ﷺ پر جب درود پڑھا جاتا ہے تو آپ ﷺ خود اسے سنتے ہیں۔ آپ حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔

¤دلائل الخیرات کے خطبے میں ہے کہ ”حضور انور ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ سے دور رہنے اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کا آپ ﷺ کے نزدیک کیا حال ہے تو آپ سرکار ﷺ نے فرمایا: ”ہم محبت والوں کا درود خود سنتے ہیں اور غیر محبین کا درود ہم پر پیش کیا جاتا ہے“

یعنی ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ نماز کے وقت اور اس کے علاوہ بھی ہمارے اعمال کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں کیا خوبصورت بات بیان ہے کہ ” **ایمان کا مطلب توجہ مصطفیٰ ﷺ ہے** یعنی مومن کوئی نیک عمل کرتا ہے تو حضور ﷺ کی توجہ اور برکت سے کرتا ہے۔“

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب گناہگاروں پر حضور پرنور ﷺ، شافع یوم النشور ﷺ کی توجہ ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھے آمین۔

سید عالم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق اقوال آئمہ کرام

۱) حضرت شاہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

”حضور ﷺ امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان

Marfat.com

حقیقت کے لئے، ان کے لئے جو حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں، فیض دینے والے اور تربیت فرمانے والے ہیں"

(مکاتب در سائل شیخ محقق علی ہامش اخبار الاخبار صفحہ ۱۵۵)

میرے آقا کریم ﷺ مرشد اعظم ہیں۔ جس کسی کو بھی فیض روحانی ملتا ہے، حضور ﷺ کے دربار سے ملتا ہے۔ جس پر حضور ﷺ نگاہ فرمائیں اس کا بیڑا پار ہے۔

۲) حضرت شہاب الدین سہروردیؒ پیاری نصیحت فرماتے ہیں:

"پس چاہیئے کہ بندہ جس طرح حق تعالیٰ کو ہر حال میں ظاہر و باطن پر واقف جانتا ہے، اسی طرح حضور ﷺ کو بھی اپنے ظاہر و باطن پر مطلع اور حاضر جانے"

(مدارج النبوت ج: ۲، ص: ۶۲۳)

۳) خاتم الحفاظ امام سیوطیؒ اور علامہ سید محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں:

"یعنی نبی کریم اس سورج کی روشنی کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانپ لے"

(الحاوی للفتاویٰ؛ ج: ۳، ص: ۴۵۳۔ تفسیر روح البیان؛ پ: ۲۲، ص: ۳۵)

"ایک ہی آن میں ایک جسم کا متعدد مقامات پر ہونا"

۴) امام و عارف ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانیؒ فوائد حدیث معراج کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

"اور فوائد معراج میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک جسم آن واحد میں حاضر ہو گیا کہ جب حضور ﷺ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء سے مختلف آسمانوں پر ہوئی۔ حالانکہ وہ انبیاء زمین میں اپنی قبروں میں ہیں۔ اور اسی وقت وہ آسمان میں بھی موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے مطلقاً فرمایا: میں نے آدم علیہ السلام،

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ یہاں روح کو جسم کے ساتھ مقید فرمایا۔ اس طرح نہیں کہ میں نے آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی روح کو دیکھا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے بعینہٖ ان انبیاء علیہ السلام کو دیکھا، نہ کہ ان کی ارواح یا امثال کو"

لامکاں تک ہے تیری ﷺ رسائی گیت گاتی ہے تیرے ﷺ خدائی
وہ جگہ ہی نہیں دو جہاں میں جس جگہ تیرا ﷺ جلوہ نہیں

عقلی دلائل

محترم ساتھیو! جیسا کہ پچھلے صفحات میں قرآن و حدیث، علماء محققین اور صوفیائے کاملین کے فرمودات سے ثابت کر چکے ہیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ، والیٔ دو جہان، دستگیر بے کساں، سیّد المرسلاں، باعث ایجاد عالم، فخر آدم، و بنی آدم، امام الانبیاء، حبیب کبریاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی ﷺ کے اوصاف جمیلہ کے سمندر کا ایک قطرہ ہے کہ آپ ﷺ حاضر بھی ہیں ناظر بھی ہیں۔ اب اسی کے متعلق عقل والوں کے لئے کچھ عقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔ عاشقوں کے لئے تو ایک آیت بھی کافی تھی۔ اس لئے بزرگ فرماتے ہیں کہ عقل پر فخر نہ کرو بلکہ عقل کو تابع فرمان مصطفی ﷺ کرو تب ہی بیڑہ پار ہوگا۔

بغیر دلیل کے دعویٰ کرنا	عادت اپنی دکھاتے یہ ہیں
حاضر و ناظر حدیث قرآن سے	خدا کو کب بتاتے یہ ہیں
شافعیؒ مالکؒ امام حنبلؒ	نہ حنفیؒ دلیل دکھاتے یہ ہیں
اسماء الحسنیٰ میں ہی دکھائیں	دعویٰ اگر دکھاتے یہ ہیں
گر رب کو شاہد کے معنی سے	حاضر و ناظر پاتے یہ ہیں
شاہد کہہ کر رب نے نبی ﷺ کو پکارا	چڑ کیوں کھاتے یہ ہیں
نماز جنازہ میں شاہد کے	معنی حاضر لاتے یہ ہیں
گر رب ہی حاضر ہے پھر دعا	کس کے لئے فرماتے یہ ہیں
اور حاضرین و ناظرین!	کہتے کیوں کہلاتے یہ ہیں

Marfat.com

محترم ساتھیو! اس عبارت سے بہت سی باتیں واضح ہوگئی ہوں گی کہ حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننا شرک نہیں! کیونکہ یہ خدا کی صفت ہی نہیں (اس بات کو قرآنی دلائل میں واضح کر چکے ہیں)۔اور اگر مان لیا جائے کہ یہ رب کی صفت ہے تو پھر درس گاہوں مجالس میں خطاب کرتے ہوئے لوگوں کو 'حاضرین و ناظرین' کہہ کر کیوں مخاطب کیا جاتا ہے؟ شرک تو پھر یہاں منکرین خود کرتے ہیں۔اسی طرح نماز جنازہ ترجمے کے ساتھ پڑھیئے جس میں میت کو ہی حاضر کہا جاتا ہے جبکہ اس کے لئے دعا بھی کی جارہی ہوتی ہے؛ کیا یہ شرک نہیں؟

اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات جامعِ کمالات ہے۔یعنی جس قدر کمالات دیگر انبیاء اولیاء یا آئندہ آنے والی مخلوقات کو ملے ان سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کو عطا فرمادیے گئے۔بلکہ حضور ﷺ کے وسیلے سے ہی باقی سب کو ملے۔

؎ حسن یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو ﷺ تنہا داری

یعنی جو رفعت کمال کسی مخلوق کو ملی وہ تمام نبی کریم ﷺ کو عطا ہیں۔اب ہم بتاتے ہیں کہ حاضر و ناظر ہونا کس کس مخلوق کو عطا ہے،اب ظاہر ہے جب مخلوق کو عطا ہے تو مخلوق کے آقا ﷺ جو اللہ کی عطا سے عطا کرنے والے ہیں،ان کو کیسے نہ عطا ہوگا؟

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "مکرم دو فرشتے تمہارے کندھوں پر ہم نے نگہبان تمہارے لئے مقرر کئے، جو کچھ تم اعمال کرتے ہو وہ جانتے ہیں" عام فرشتے عام مومنین سے بھی کم مقام رکھتے ہیں۔اور مومنین کا مقام انبیاء سے بہت کم ہے تو پھر خود سوچیں کہ امام الانبیاء حضور ﷺ جن کے صدقے سے انبیاء کی دعائیں قبول ہوئیں ان کے علم اور حاضر و ناظر ہونے کا کیا عالم ہوگا۔
- اسی طرح ملک الموت کی رفتار کا یہ عالم ہے کہ "ملک الموت پر روحیں قبض کرنے میں کوئی دشواری نہیں اگرچہ روحیں زیادہ ہوں اور مختلف جگہ میں ہوں" (تفسیر روح البیان۔ تفسیر سورۃ الانعام:۶۱)
- جب ہم سوتے ہیں تو ہماری روح جسم سے نکل کر عالم میں سیر کرتی ہے جسے عالم سیلانی کہتے

Marfat.com

ہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے۔: ''یُرسِلُ الاُخرٰی (زمر آیت: ۴۲)'' اور جہاں کسی نے جسم کے پاس کھڑے ہو کر کسی کو اٹھایا تو آناً فاناً وہی روح جو دوسرے عالمین میں سیر کر رہی تھی واپس جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ جب ہماری روح آن کی آن میں آسمانوں پر جا کر واپس زمین پر آجاتی ہے تو حضور ﷺ کی روح مبارک کا کیا عالم ہو گا۔

- حضرت یوسفؑ جب آدھے کنویں سے نیچے چلے اور حضرت جبرائیلؑ سدرۃ المنتہیٰ سے چلے۔ حضرت یوسفؑ ابھی کنویں کی تہہ کو نہ پہنچے تھے کہ جبرائیل امینؑ سدرۃ سے وہاں پہنچ گئے۔ (سورۃ یوسف: ۱۵)۔ حضرت ابراہیمؑ نے حلقِ اسمٰعیلؑ پر چھری چلائی ابھی چھری رواں نہ ہوئی تھی کہ جبرائیل امینؑ دنبہ لے کر حاضر ہو گئے۔ جب حضرت جبرائیلؑ کی طاقت کا یہ عالم ہے اور سردار آقا و مولا مصطفیٰ کریم جان ﷺ کی طاقت کا عالم کیا ہو گا کہ وقت معراج حضرت جبرائیلؑ چھٹے آسمان سے آگے نہ جاسکے کہ یارسول اللہ ﷺ میں اس سے آگے گیا تو پر جل جائیں گے۔ یہ حضرت جبرائیلؑ کی قوت کی انتہا اور آقا کریم جان ﷺ کی قوت کی ابتدا تھی۔
- نبی پاک ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی، اس بات کو تفصیلاً بیان کیا جاچکا ہے۔ جب آفتاب جو کہ نور محمدی ﷺ کا ایک ذرہ ہے اور وہ تمام عالم میں حاضر و ناظر ہے، تو کیا وہ رسول اللہ ﷺ جن کے نور مبارک کا یہ آفتاب ایک ذرہ ہے، کے حاضر و ناظر ہونے میں اب بھی کوئی شبہ باقی ہے؟
- آج کے ماڈرن اور ترقی یافتہ دور میں جو کوئی اس بات سے انکار کرے تو اس سے زیادہ جاہل اور کم فہم اور کون ہو سکتا ہے؟ کہ ٹیلیفون جو محض انسانی ایجاد ہے، اس سے آواز ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ سکتی ہے، ٹیلیویژن اسٹیشن پر جب ایک شخص بولتا ہے تو گھر گھر ہر ٹی وی سیٹ پر اس کی آواز اور تصویر پہنچ جاتی ہے، اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعے دور دراز بیٹھے کسی سے بات کر سکتے ہیں اور براہ راست بھی دیکھ سکتے ہیں۔ جب مادیت کا یہ عالم ہے تو روحانیت کا کیا عالم ہو گا! منکیرین شیطان کی قوتوں کے تو قائل ہیں اس کو ہر جگہ موجود مانتے ہیں مگر رہبر دو عالم، ہادیٔ اعظم ﷺ کو محض قبر میں

Marfat.com

مقید سمجھتے ہیں (نعوذ و باللہ)

- آج ڈاکٹر، حکیم کہتے ہیں کہ دوا کی طاقت مرض سے زیادہ ہونی چاہئے تا کہ مریض کا علاج کیا جا سکے۔ جبکہ شیطان بیماری ہے تو نبی کریم ﷺ علاج۔ جب شیطان کی قوت کا یہ عالم ہے کہ: "کہ وہ اور اس کی ذریت تم سب کو ہر وقت دیکھتے ہیں اور شیطان سارے عالم پر نگاہ رکھتا ہے (الاعراف)'' کہ جب کوئی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اسے بہکاتا ہے۔ اب معاذ اللہ حضور ﷺ بے خبر ہوں تو رب تعالیٰ پر اعتراض ہو گا کہ تو نے بیماری قوی پیدا کی اور دوا کمزور۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حضور ﷺ کو ہر چیز کی خبر ہو تا کہ اسے ہدایت دے سکیں۔
- دعا ہے اللہ رب العزت ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے اور آقا کریم ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ بظاہر مدینے میں ہیں اور روحانی طور پر ہر مومن کے سینے میں جلوہ افروز ہیں اور اہل نظر آپ ﷺ کے جمال جہاں آرا کا نظارہ کر رہے ہیں

ے آنکھ والا تیرے ﷺ جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

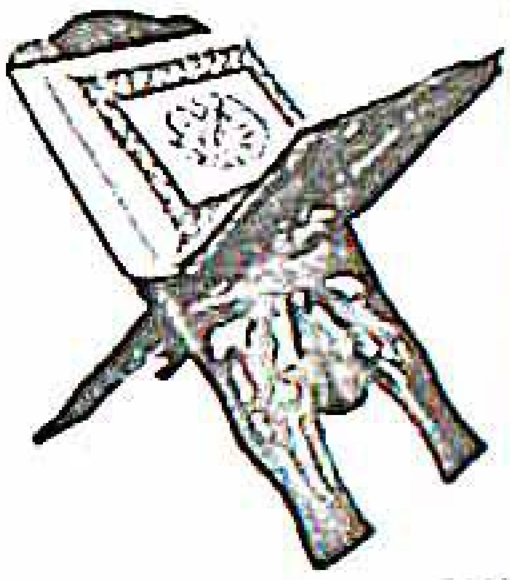

وَالضُّحٰی ۝

(اے محبوب ﷺ آپ کے رُخ زیبا کی قسم!)

باب: ۴

ذکرِ جمالِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

بَدْرِ الدُّجٰی ﷺ
اندھیری رات کے ماہتاب

شَمْسِ الضُّحٰی ﷺ
روشن آفتاب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ

مکھ چند بدر شاشانی اے متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف اَکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کے جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں
سُبْحَانَ اللّٰہ مَا اَجْمَلَکَ مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

Marfat.com

ذکر جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ابتدائی کلمات

اللہ رب العزت کا خاص کرم ہے کہ ہمیں اس نے اپنے پیارے محبوب کریم رحمت العالمین، خاتم النبیین، امام الانبیاء، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا امتی اور غلام بنایا ہے۔ اس بات کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔

محترم دوستو! دنیا میں جتنے بھی انبیاء کرام علیہ السلام یا دیگر مذاہب کے پیشوا یا اور بھی جتنے بڑے لوگ آئے، ہمارے سامنے ان کی ذات سے متعلق بہت سے پہلو پوشیدہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات پاک کے بہت سے پہلو پوشیدہ ہیں۔ جو ہمارے سامنے موجود نہیں۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی ذات مبارکہ سے متعلق ہر پہلو خواہ وہ ظاہری ہو یا روحانی، کو روز روشن کی طرح منور فرمایا ہے۔ اللہ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو اپنی ذات وصفات کا مظہر، حقیقت و معرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا منبع بنا دیا۔ اب اس بے مثل سراپے کی حقیقت خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

"میری حقیقت کو میرے رب کی سوا کوئی نہیں جانتا"

(مطالع المسرات: ۱۲۹)

خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ جانے
مقام مصطفیٰ ﷺ کیا ہے محمد ﷺ کا خدا جانے

نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال کو الفاظ کے پیکر میں ڈھالا نہیں جا سکتا، کیونکہ جمال مصطفیٰ ﷺ جمال الٰہی کا آئینہ ہے۔ اس لیے مجھ جیسی حقیر غلام جس کی زبان میں وہ فصاحت و بلاغت نہیں نہ ہی الفاظ میں وہ شیرینی کہ اس عظیم پیکر حسن و جمال ﷺ کو بیان کر سکے

Marfat.com

اس واسطے کلام الٰہی (قرآن) کا سہارا لیا ہے جس میں اللہ نے متعدد بار اپنے محبوب کی مدح بیان کی ہے، کیونکہ جس خوبصورتی اور عشق سے اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کا حسن و جمال بیان کیا وہ آج تک کوئی نہ کر سکا ہے نہ کر سکے گا۔ اس کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے فرمان کا سہارا لیا گیا ہے کیونکہ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے اس حسن و جمال شاہ خوباں ﷺ کو اپنی چشم بصیرت اور عشق کی نگاہ سے دیکھا اور اس طرح بیان کیا کہ

بقول پیر مہر علی شاہ صاحبؒ

مکھ چند بدر شاشانی اے متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف اَکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کے جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شاناں توں شاناں سب بنیاں
سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَجْمَلَکَ مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری شاہ گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں

یہاں ظاہری حسن و جمال کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اور ہماری آنے والی نسلیں جب بھی سیرت پاک ﷺ کا مطالعہ کریں تو نبی کریم ﷺ کے حسن سے متعلق ہمیں علم ہو اور اس سے اپنی روحوں کو جگمگائیں اور عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر رب تعالیٰ سے دیدار مصطفیٰ ﷺ کی دعا کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حسن مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ہمیں عشق مصطفیٰ ﷺ عطا فرمائے اور محبوب کریم ﷺ کی حسن ازل کے جلوؤں کو عیاں دیکھنے کی سعادت بخشے۔ آمین

دیدار محمد ﷺ کی حسرت تو رہے باقی بجز اس کے ہر ایک حسرت اس دل سے مٹا جانا

بے مثل سراپاء حسن و جمال

پھرے زمانے بھر میں چار جانب نگاہ یکتا تمہیں ﷺ کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے پر ایک تم سا تمہیں ﷺ کو دیکھا

Marfat.com

اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو ایسے حسن و جمال سے سرفراز کیا جو پوری کائنات کے افراد میں کسی کو نہ ملا۔ لوگ آفتاب و ماہتاب کی نورانیت کے چرچے کرتے ہیں جبکہ اللہ نے حضور ﷺ کو ''سراجاً منیرا'' فرما کر اہل ایمان کو ذکر جمال مصطفیٰ ﷺ میں رطب اللسان کر دیا۔

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ ﷺ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں لاکھوں ہی طور بنتے جو اک بھی اٹھتا حجاب تیرا ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرے مبارک کی معصومیت سے کسی بھی پھول کی معصومیت کو کوئی نسبت ہی نہیں کیونکہ پھول چند لمحات کے بعد مرجھا جاتے ہیں۔ جبکہ حضور ﷺ کا تذکرہ و مقام دن بدن ترقی و عروج پر ہے۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی سفیدی و شادابی، چاند اور چنبیلی سے زیادہ پرکشش ہے۔ حضور ﷺ کے حسن و جمال کی مٹھاس شہد سے شیریں تر ہے۔ حضور ﷺ کے حسن و جمال سے محبت، محبین کے لئے شفاء اور ہر مرض کی دوا ہے۔ حضور ﷺ کے بدن مبارک کی خوشبو اہل ایمان کے لئے غذائے روح ہے۔ اور حضور ﷺ کے پسینے مبارک کی خوشبو کے سامنے ہر خوشبو ہیچ تر ہے۔ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کی چمک مرصع سفید چاندی سے زیادہ اور اس مبارک چہرہ کی ڈھلک سونے کی ڈھلک سے زیادہ چمکدار ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے دانت مبارک سے نکلنے والا نور اہل ایمان کے ایمانوں کے لئے جلا ہے۔ الغرض یہ سب مثالیں تو اظہار جمال کا بہانہ ہیں، ورنہ ان سب کو جمال نبی اکرم ﷺ سے کوئی نسبت نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ آپ ﷺ حسن و جمال کے لحاظ سے بے مثل ہیں۔ اور حضور ﷺ کے حسن و جمال کو بے مثل ماننا ہی ایمان کامل کی دلیل ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ بدنی محاسن اور ظاہری خوبصورتی کے لحاظ سے بھی بے مثل اور کامل و اکمل ہیں۔ اور آپ ﷺ کو ہر جسمانی نقص سے مبرّا پیدا کیا گیا۔ اور اس کے بارے میں علماء کے اقوال یہ ہیں کہ: نبی پاک ﷺ کا حسن اعتدال اور موزونیت میں بے مثل اور بے مثال ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی مثل آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں کوئی

Marfat.com

بھی تخلیق نہ ہوا۔ یعنی حضور ﷺ خلقتاً بے مثل ہیں۔

- آپ ﷺ کے مدح خواں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاَحسَنَ مِنکَ لَم تَرقَطُ عَینِی ۔ آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں

وَاَجمَلَ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّسَاءُ ۔ اور آپ ﷺ جیسا جمیل کسی عورت نے جنا ہی نہیں

خُلِقتَ مُبَرَّاءً مِن کُلِّ عَیبٍ ۔ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا

کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ ۔ جیسے آپ ﷺ اپنی مرضی سے پیدا کیے گئے

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

"میں نے نہ پہلے کوئی شخص حضور ﷺ جیسا کامل حسین، خوشنما و دلنواز دیکھا تھا نہ آج تک دیکھا ہے" (ترمذی شریف)

؎ بے مثل ہے کونین میں سرکار ﷺ کا چہرہ ۔ آئینۂ حق ہے شاہِ ابرار ﷺ کا چہرہ

حضور ﷺ کے وہ چند محبان وفا کہ جو سرکار ﷺ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے وہ بھی سرکار عالمین ﷺ کے جمال مبارک کو تک تک کہ سیر نہ ہوتے تھے کہ ان کا دل گواہی دیتا کہ حضور ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی خوبصورت پہلے گزرا اور نہ بعد میں آئے گا۔ جس کسی نے بھی زندگی میں ایک بار حضور ﷺ کا دیدار کیا وہ یہ اقرار کیے بغیر نہ رہ سکا کہ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ سے زیادہ حسین نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا۔ بات تو در اصل یہ ہے کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر حسین خالق کل نے تخلیق ہی نہیں کیا۔

- علامہ صائم چشتی فرماتے ہیں:

؎ تو شاہ خوباں تو جانِ جاناں ہے چہرہ ام الکتاب تیرا

Marfat.com

نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گی مثال تیری جواب تیرا

ایک دن جبریلؑ سے کہنے لگے شاہ امم ﷺ　　تم نے دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم ﷺ
عرض کی جبریلؑ نے اے شاہ دیں اے محترم ﷺ　　آپ ﷺ کا کوئی مماثل ہی نہیں رب کی قسم

موئے مبارک ﷺ

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کے بال نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل پیچ دار اور نہ زیادہ نرمی اور نہ زیادہ سختی بلکہ ہلکی سی سختی اور ہلکی سی نرمی کے ساتھ قدرے خمدار اور گھنگریالے تھے۔ دونوں کانوں کے درمیان یا مونڈے تک لمبے تھے"

- ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ: "درمیان سے نکلی ہوئی مانگ"

نبی کریم ﷺ نے کبھی بال چھوٹے کرا دیے اور کبھی بڑے رہنے دیے۔ بالوں کی صورت مختلف اوقات میں مختلف ہوتی تھی۔ اور یہ ساری صورتیں آپ ﷺ کے حسن و جمال کو ظاہر کرتی ہیں۔ ہر ادا جو آپ ﷺ نے ادا کی وہ حسین تھی۔ قرآن اس کو کتنی خوبصورتی سے بیان کرتا ہے:

محبوب ﷺ کی پیاری پیاری گھنی زلف عنبریں وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کی تصویر اور جب یہ زلفیں شانوں تک آجائیں تو فَسَبِّحۡهُ لَیۡلًا طَوِیۡلًا اور جب یہ چڑھا دیے تو کان کی لو تک آجاتے کہ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِیۡلًا سبحان اللہ۔

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا　　لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام

موئے مبارک کی برکات

- امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے "اور انہی بالوں کی برکت کی وجہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ہر

Marfat.com

معرکہ میں فتح نصیب ہوئی" (حجۃ اللہ ص ۶۶۵)

• حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم ﷺ کے چند بال تھے جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا بیمار ہو جاتا تو وہ حضور ﷺ کے بالوں کو بھگو کر اس کا پانی مریض کو پلاتیں مریض شفاء یاب ہو جاتے" (بخاری کتاب اللباس)

• نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک ۱۴۳۶ سال گزر جانے کے بعد بھی ویسے ہی محفوظ ہیں بلکہ ان کی یہ شان ہے کہ وہ آج بھی بڑھتے ہیں کیونکہ ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں تو ان کے جسم اقدس سے جڑے بال بھی زندہ ہیں

؎ آپ ﷺ زندہ ہیں واللہ آپ ﷺ زندہ ہیں واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

• نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "جس نے میری زیارت کرنی ہو جس نے مجھ دیکھنا ہو وہ میری زلف مبارک کو دیکھ لے" صحابہ کرامؓ ایک ایک بال مبارک پر جان نثار کرتے اسی لئے فرمایا: حضور ﷺ کا ایک بال ہمیں دنیا و مافیہا سے محبوب ہے" (بخاری جلد ۲)

دعا ہے کہ:
؎ ہم سیاہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے ﷺ کے پیارے گیسو

داڑھی مبارک:

• علامہ بیہقیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ
"نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک سیاہ تھی اور اس کے بالوں سے نور اور حسن چمکتا تھا"

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
"آپ ﷺ کی داڑھی مبارک میں چند بال سفید تھے" (مواہب اللدنیہ)

• حضرت رفاعہ بن یشربی التمیمی الورمشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

"میں نے رسول ﷺ کی داڑھی مبارک کو سرخ پایا"

• رسول اللہ ﷺ کے بالوں کا وصف بیان کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے الجعد القطط (سیاہ بالوں میں حمرۃ) کے الفاظ کا ذکر کیا ہے

• حضرت ہند ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"رسول پاک ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی" (سیرۃ حلبیہ)

• صحیفہ صادقہ کی روایت صحیح میں منقول ہے

"رسول پاک ﷺ اپنی داڑھی مبارک عرض اور طول سے تراشتے تھے" (مواہب اللدنیہ)

چہرہ مبارک ﷺ

نبی پاک ﷺ کے چہرہ مبارک کی تعریف قرآن نے جن الفاظ میں کی ہے وہ بیان کرتے ہیں

فرمایا: ''وَالضُّحٰی'' کہ اے محبوب ﷺ آپکے رخ زیبا کی قسم!۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے چہرہ اقدس کو چاشت کے وقت سے تشبیہ دی ہے۔چاشت کے وقت سورج اپنے عروج پر ہوتا ہے اور اس کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ اس پر نظر نہیں ٹھہر سکتی کیونکہ آپ ﷺ مثل "نورہٖ کمشکوٰۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ" (النور:۳۵)(اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے) کی تعبیر ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ سرکار اعظم ﷺ کے زمانہ ظاہری میں کوئی صحابی آپ ﷺ کی طرف آنکھ اٹھا کر یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔کیونکہ آفتاب و ماہتاب کی روشنی حبیب کبریا ﷺ کے جمال جہاں آرا کے سامنے ماند پڑ جاتی تھی۔اس لئے صحابہ کرامؓ جمال مصطفیٰ ﷺ کو کمال آب وتاب اور

Marfat.com

جلال کے عالم میں دیکھنے کی ہمت نہ رکھتے تھے، بلکہ جب سرکار ﷺ کی نگاہ مبارک کسی اور جانب ہوتی تو اس دوران صحابہ کرام ایک نظر چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کرتے اور اپنے ایمان کو تازہ کرتے۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چہرہ مصطفیٰ ﷺ کے حسن کا یہ عالم تھا کہ گویا

"سورج آپ ﷺ کے چہرے میں جاری ہے"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے حضور نبی اکرم ﷺ کے جمال کو بڑی اعلیٰ مثال کے ساتھ بیان کر کے جمال مصطفیٰ ﷺ کا نقشہ بعد میں آنے والوں کے قلوب میں نقش کیا ہے۔

- حضور ﷺ کے چہرۂ انور کے بارے میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وہ ذات ﷺ جن کا چہرہ مہر نیم روز ہے، جن ﷺ کے رخسار ماہ کامل کی طرح تاباں ہیں۔ جن ﷺ کی ذات نور ہدایت ہے جن ﷺ کی ہتھیلی سخاوت میں دریا ہے"

جمال مصطفیٰ ﷺ کا سورج پر غالب آنا

- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ حضور ﷺ جب بھی سورج کے مقابل ٹھہرتے تو آپ ﷺ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب رہتی" (نسیم الریاض؛ ج:۳، ص:۲۸۲)

حسن کل

کائنات میں جتنا بھی حسن کا اظہار ہوا وہ جزو ہے جبکہ سرکار عالم ﷺ سراپا حسن کل ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا حسن مبارک حسن کامل ہے۔ اور اسے مکمل طور پر دیکھنے کی کسی میں تاب و طاقت نہ تھی۔

- حضرت سید رکن الدین بن عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"اللہ کی طرف سے یہ فرمان ہوا کہ حضور ﷺ کے نور کو ستر ہزار پردوں میں چھپائیں تاکہ سورج اور چاند کی روشنی چھپ نہ جائے" (شائل الاتقیاء: ص ۴۴۲)

رخ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ لینا بھی عبادت ہے!

حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھنا بھی اعلیٰ عبادت ہے۔ جیسے قرآن کا دیکھنا عبادت ہے بلکہ قرآن کو دیکھنے کی نسبت، نبی اکرم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھنا زیادہ افضل ہے۔ کہ قرآن کو دیکھ کر مسلمان "صحابی" نہیں بنتا، حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے۔ ان ﷺ کا نام مسلمان بنائے، ان ﷺ کا چہرہ صحابی بنائے اور ان ﷺ کا تصور عارف بناتا ہے۔

فرشتے قبر میں وہ ہی چہرہ دکھا کر پہچان کراتے ہیں، قرآن مجید یا کعبہ نہیں دکھاتے۔ انہی کے چہرہ مبارک کی شناخت پر قبر میں بیڑا پار ہوتا ہے۔ ہر مومن کی قبر مدینہ ہے بلکہ ہر مومن کا سینہ مدینہ ہے۔

چہرۂ مصطفیٰ ﷺ اصل قرآن ہے　　عاشقوں کی تلاوت پہ لاکھوں سلام

رخ مصطفیٰ ﷺ

- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس وقت سرخ جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ ﷺ کے رُخِ انور کی جلوہ گری کو، بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاند سے زیادہ منور ہیں۔" (ترمذی شریف)

- حضرت عبداللہ بن عباسؓ وصف رُخِ زیبا یوں بیان کرتے ہیں

"نبی اکرم ﷺ جب کبھی دھوپ میں قیام پذیر ہوتے تو آپ ﷺ کے رخ انور کی نورانی شعاعیں سورج کی کرنوں پر چھا جاتیں، اور جب کبھی چراغ کے روبرو ہوتے تو چراغ کی روشنی آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی شعاعوں میں گم ہو جاتی"

Marfat.com

چہرہ مبارک کی ساخت:

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لمبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ موٹے بدن کے نہ تھے اور نہ گول چہرے کے، البتہ تھوڑی سے گولائی آپ ﷺ کے چہرہ مبارک میں پائی جاتی تھی"

رنگت مبارک:

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ رنگت کے اعتبار سے نہ بالکل سفید چونے کی طرح نہ بالکل گندم گوں کہ سانولا پن ظاہر ہو۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند سے روشن، پر نور اور قدرے ملاحت لئے ہوئے تھے"

؎ جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

- حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے:

"حبیب خدا ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا، جس پر سرخی جھلکتی تھی جیسے چاند پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو یعنی بظاہر سرخی مائل تھا مگر اس سے انوار نکلتے نظر آتے تھے"

رخسار مبارک

- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ کے رخسار مبارک رواں تھے۔ آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں ابھار نہ تھا۔"

- ابن اثیرؒ فرماتے ہیں کہ "آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں استطالت (لمبائی) نہیں تھی اور ان میں ارتفاع (بلندی) نہ تھا"

- ایک صحابی وصف رخسار مآب ﷺ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

"معلوم ہوتا کہ گویا صفحہ رخسار ﷺ پر سونے کا پانی چھلک رہا ہے" (مواہب لدنیہ)

چہرہ مبارک کا معجزہ:

حافظ ابو نعیمؒ نے عبادہ بن عبد الصمدؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم کچھ لوگ انس بن مالکؓ کے گھر گئے انہوں نے اپنی باندی کو کھانا لانے کا حکم دیا اور کہا دستر خوان بھی لائے۔ جب وہ دستر خوان (رومال) کو لائی تو وہ میلا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ نے کہا اسے تندور میں ڈال دو، اس نے تھوڑی دیر بعد تندور سے نکالا تو وہ دودھ کی مانند سفید نکلا۔ پوچھنے پر حضرت انس بن مالکؓ نے بتایا کہ یہ رومال رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ آپ کھانا کھا کر اس سے منہ پونچھتے تھے۔ ہم بھی بغرض ادائے سنت ﷺ کھانے سے فراغت کے بعد اس سے منہ پونچھتے ہیں اور جب میلا ہو جاتا ہے تو اسے آگ میں ڈال کر صاف کر لیتے ہیں۔

یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کے دست مبارک اور چہرہ انور سے مَس ہوئی چیز پر دنیا کی کیا، آخرت کی آگ بھی اثر نہیں کر سکتی۔

جبین مبارک:

- مداح سید عالم ﷺ حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کشادہ جبین تھے اور آپ ﷺ کی جبین مبارک ملائم تھی۔"

- حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ "اندھیری رات میں آپ ﷺ کی جبین مبارک نظر آتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ۔"

- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "آپ ﷺ کی جبین مبارک سے نور کی کرنیں پھوٹتیں"

Marfat.com

جن کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا　　　　اس جبین سعادت ﷺ پہ لاکھوں سلام

• حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ "آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینہ کے ہر قطرہ سے نور کا فوارہ جاری ہوتا"

ابرو مبارک:

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکے　　　　ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

• حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "رسول ﷺ کے ابرو مبارک خم دار کمان کی طرح، باریک اور گنجان تھے۔ دونوں ابرو مبارک جدا جدا تھے یعنی ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے۔ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت ابھر آتی تھی"

• حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "نبی پاک ﷺ چمکتی جبین اور متصل ابرو والے تھے"

چشمانِ اقدس:

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا　　　　اس نگاہ عنایت ﷺ پہ لاکھوں سلام

• "قاب قوسین کے مصداق آنکھیں بڑی بڑی اور خوش وضع جن میں جلالت کی چمک اور گلابی ڈوروں کی وجہ سے محبت کی جھلک نمایاں تھی۔ پلکیں دراز اور گھنی پپوٹوں پہ جیسے سرمہ لگا ہوا ہو۔" (بروایت حضرت جابر بن سمرہؓ)

• حضرت اشیرؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چشمان مقدس کا وصف یوں نقل کیا ہے: "رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھیں بڑی تھیں، پلکیں دراز اور آنکھوں کی سفیدی میں سرخ دھاریاں تھیں۔" (کتب قدیم میں ہے کہ آنکھ کی سفیدی میں سرخی 'علامت نبوت' میں سے ایک ہے۔)

• حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "آپ ﷺ کی آنکھیں مبارک سیاہ اور

Marfat.com

کشادہ تھیں۔"

بصارت مبارک:

؎ نیچی نظروں کی شرم وحیا پر درود — اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

میرے آقا کریم ﷺ کی آنکھیں جن کے لئے اندھیرا حجاب نہیں!

• حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔"

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے آگے" (مسلم شریف)

؎ سر عرش پہ تیری ﷺ گزر دل فرش پہ تیری ﷺ نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ ﷺ پہ عیاں نہیں

ناک مبارک:

• حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: "نبی پاک ﷺ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی۔ اور درمیان میں خمیدہ تھی اس پر نور نمایاں نظر آتا تھا۔ ابتداءً دیکھنے والے کو گمان ہوتا کہ ناک مبارک زیادہ بلند ہے لیکن غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا کہ یہ بلندی نور کی وجہ سے معلوم ہوتی ہے بلکہ کمال موزونیت اور اعلیٰ درجے کا تناسب پایا جاتا تھا۔"

• حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ کی ناک مبارک کا اوپر والا حصہ باریک تھا"

دہن مبارک

• حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ کشادہ دہن تھے"

• حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "آپ ﷺ کے دہن مبارک اعتدال

Marfat.com

کے ساتھ کشادہ تھے یعنی تنگ دہن نہ تھے"

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

لعاب دہن اور اس کا اعجاز

نبی پاک ﷺ کا لعاب دہن مریضوں کے لئے شفاء اور پریشان حالوں کے لئے آب حیات سے بھی بڑھ کر تھا۔

• حضرت سعدؓ بن سمیل سے روایت ہے "حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ ان کی آنکھیں صحت یاب ہو گئیں جیسے ان میں درد تھا ہی نہیں" (بخاری شریف)

• حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن حضرت انسؓ کے گھر کے کنویں میں ڈالا، اس کا ایسا اثر ہوا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ شیریں اور لذیذ پانی کسی دوسرے کنویں کا نہ تھا"

لعاب پاک اگر ڈال دیں حضور ﷺ میرے
تو کھارے پانی کی ہر موج ہری ہو جائے

صحابہ کرامؓ کو کسی طبیب کے پاس جانے کی ضرورت نہ پیش آتی کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کے طبیب بھی تھے۔ بڑے سے بڑا مرض بھی آپ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے ٹھیک ہو جاتا۔

• حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "بدر کے دن تیر لگنے سے آنکھیں پھوٹ گئیں، حضور ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور درد ذرا نہ ہوا"

• غزوہ بدر میں ابو جہل کو جہنم رسید کرتے ہوئے حضرت معوذؓ بن عفرا کا ہاتھ کٹ گیا، تو آپؐ

Marfat.com

کٹے ہوئے ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے، آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگا کر اس ہاتھ کو اس کی جگہ لگا دیا تو وہ ہاتھ واپس جڑ گیا جیسے کبھی جدا ہی نہ ہوا ہو" (بحوالہ شفاء شریف)

لب مبارک

وہ صحابہ کرامؓ کہ جنہیں حضور ﷺ کی محبت شب و روز اور سفر و حضر میں میسر ہوئی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لب مبارک تمام بندوں سے خوبصورتی میں بڑھ کر تھے اور خاموشی کے عالم میں بہت لطیف محسوس ہوتے تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ

"رسول اللہ ﷺ کے لب مبارک جب جنبش میں آتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ منہ سے نور برس رہا ہے۔ لب مبارک کی ایک جنبش سے سینکڑوں مردہ دل زندہ ہو جاتے اور جان کے دشمن، خون کے پیاسے، غلام بن جاتے۔" (مواہب لدنیہ)

دندان مبارک

سرور عالم ﷺ کے دندان مبارک موتیوں کی طرح سفید اور چمکدار تھے۔ سید عالم ﷺ کے سراپا کی ہر شے کمال حسن تک پہنچی ہوئی تھی۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ ان کے مابین باریک سے فصل تھی، یعنی آپس میں جڑے ہوئے نہ تھے۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو نور سا جھلکتا جو سامنے کے دانتوں کے فصل سے نمودار ہوتا تھا"

زبان، آواز اور گفتگو

نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک نہایت فصیح و بلیغ اور شیریں تھی کہ "کُن کی کنجی کے مانند"

؎ وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس زبان کی فصاحت پہ لاکھوں سلام

کیونکہ یہ وہ زبان ہے جو رب کائنات سے ہم کلام ہوتی تھی۔ اس بات سے رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کی عظمت کا اندازہ قرآن کریم کے اس اعلان سے لگایا جاسکتا ہے کہ "یہ اپنی طرف سے نہیں بولتے ان کا بولنا وحی الٰہی ہے" (النجم:۳-۴)

کیڑھ اوہ ﷺ ریس کرے | او ﷺ رتبہ نہ کوئی تولے
جدے منہ وچوں رب بولے

نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک دلکش، خوش کن نہایت شیریں اور مٹھاس بھری تھی۔

• حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے کسی کو حضور ﷺ سے زیادہ خوش آواز نہ دیکھا، آواز میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ دلنشیں ہونے کے ساتھ ساتھ ہر بڑے مجمع میں سب کو یکساں پہنچتی"

• حضرت علی کرم اللہ وجہہ ولکریم سے روایت ہے کہ "آپ ﷺ کی آواز وہاں پہنچتی جہاں کسی دوسرے کی نہ پہنچ پاتی۔" (ترمذی شریف)

خطبہ مبارک

میں تیرے ﷺ حسن بیان کے صدقے | میں تیری ﷺ میٹھی زبان کے صدقے
برنگ خوشبو دلوں میں اترا | ہے کتنا دلکش خطاب تیرا ﷺ

• حضرت برا ابن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "آپ ﷺ کا خطبہ پردہ نشین خواتین اپنے گھر میں بھی سن لیتیں"

آپ ﷺ کی گفتگو ایسی تھی کہ کانوں کے ذریعے دل میں اثر کرتی تھی گویا زبان اقدس سے نکلے ہوئے کلمات مقدسہ سفید موتی اور گوہر کی طرح ہیں۔

• صحابہ کرامؓ سے روایت ہے کہ "نبی کریم ﷺ کا کلام مبارک نہ اتنا مختصر تھا کہ سمجھا نہ جا سکے اور نہ اتنا لمبا کہ اکتا جائے، یا نہ اتنا پیچیدہ کہ سمجھ نہ آسکے"

• حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ کی گفتگو جلدی جلدی اور لگاتار نہ

Marfat.com

وتی بلکہ صاف اور واضح اور ہر کلمہ اور ہر مضمون ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا"

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "رسول اللہ ﷺ کلمات کو تین تین بار ہراتے تاکہ سامع اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ نیز آپ ﷺ سامعین کا خیال فرما کر ان کے ذہن ظرف، ماحول کے مطابق کلام فرماتے"

• حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی اکرم ﷺ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے"

• ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ "نبی اکرم ﷺ دوران کلام ہاتھ کہ ہتھیلی سے اشارہ فرماتے کیونکہ انگلیوں سے اشارہ کرنا تواضع کے خلاف ہے۔ جب کسی بات پر تعجب کا اظہار تو ہاتھ کو الٹ دیتے تھے۔ جب بات کرتے تو ہاتھ کو ملا دیتے"

تبسم مبارک

جن ﷺ کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

نبی کریم ﷺ کی مسکراہٹ اتنی خوبصورت، شگفتہ اور شائستہ تھی کہ کبھی قہقہہ نہیں لگایا صرف مسکراتے اور جب مسکراتے تو دندان مبارک سے نور جھلکتا۔

• حضرت ہند بن ہالہؓ سے روایت ہے "آپ ﷺ تبسم سے زیادہ نہ مسکراتے"

• شب کی تاریکی میں تبسم مبارک کے دوران 'نور' کا اظہار ہوتا۔ اس لئے ایک شب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے سرکار کائنات ﷺ کی تبسم ریزی کے دوران نکلنے والے نور کی روشنی سے شب کی تاریکی میں اپنی گری ہوئی سوئی ڈھونڈ لی۔

• حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ جب مسکراتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔

Marfat.com

درودیوار آپ ﷺ کی مسکراہٹ سے ایسے روشن ہوتے جس طرح وہ آفتاب کی کرنوں سے روشن ہو جاتی ہیں۔" (بیہقی)

گوشِ مبارک اور سماعت

• جامع کبیر میں ہے کہ شیخ محمد عبدالحق دہلویؒ لکھتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ کے کان مبارک کامل اور تام تھے۔ اور روحانی قوت کہ ان میں وحی الٰہی کے سننے کی پوری پوری صلاحیت و استعداد تھی۔"

حضور ﷺ کی قوت سامعہ بھی بے نظیر تھی۔

• حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "میں وہ دیکھتا ہوں جو کوئی نہیں دیکھتا اور وہ سنتا ہوں جو کوئی نہیں سنتا" (ترمذی شریف)

• مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ "نبی کریم ﷺ آسمان کے دروازے کھلنے کی آواز سن رہے ہیں"

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

• زمانۂ شیر خوارگی میں حضور ﷺ کی سماعت کا یہ عالم تھا کہ فرمایا: "میں چاند کی زیر عرش سجدہ کی آواز کو سنتا ہوں" جب زمانی شیر خوارگی میں سماعت نبوی ﷺ کا یہ عالم تھا کہ لاکھوں برس کے فاصلے کو سن لیتے تو آج آپ ﷺ کی سماعت کا کیا عالم ہوگا کہ:

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (والضحیٰ:۴) — آپ ﷺ کے ہر آنی والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے"

حضور پر نور ﷺ جو رحمت بے کراں ہیں، چارہ گر بے کساں ہیں، خیر البشر ہیں، بہر عطا ہیں، سب سے بڑھ کر محمد مصطفیٰ ﷺ محبوب خدا ہیں اور ہمارے آقا و مولا ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آقا کو اپنے غلام کی خبر نہ ہو۔

فریاد امتی جو کرے حال زار کی! — ممکن نہیں کہ خیر البشر ﷺ کو خبر نہ ہو

Marfat.com

میرے آقا کریم ﷺ اپنے ہر ہر امتی کی صدا تب بھی سنتے تھے اور آج بھی سنتے ہیں کہ

؎ جہاں بھی ہو وہیں سے دو صدا سرکار ﷺ سنتے ہیں
سر آئینہ سنتے ہیں پس دیوار سنتے ہیں
میں صدقے جاؤں ان ﷺ کی رحمت للعلمینی پہ
پکارو چاہے جتنی بار وہ ﷺ ہر بار سنتے ہیں

میرے آقا کریم ﷺ تو سب کے لئے رحمت ہیں۔ سب کی سنتے ہیں بلکہ جس کی کوئی نہیں سنتا اس کی صدا میرے آقا کریم ﷺ سنتے ہیں۔ وہ جن وانس ہو یا جانور، درخت، ہر مخلوق کی آقا سنتے ہیں۔ کبھی درخت فریاد کر رہا ہے اور آقا کریم ﷺ فریاد سن رہے ہیں۔ کبھی اونٹ آکر اپنے مالک کی شکایت کر رہا ہے، کبھی بارگاہ نبوت ﷺ میں چڑیا آکر فریاد کر رہی ہے۔ کبھی آپ ﷺ کا حمار (گدھا) گفتگو کر رہا ہے وغیرہ۔ اسی طرح فرشتے، حضرت جبرائیل امینؑ بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے عرض کرتے، حضور ﷺ انکی بھی عرض سماعت فرماتے۔

گردن مبارک

حضور ﷺ کی گردن مبارک بھی بے انتہا خوبصورت کہ اعتدال کے ساتھ طویل اور چاندی کی طرح سفید حسن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی صراحی دار تھی۔

- قاضی عیاضؒ نے "شفا" میں نقل کیا ہے کہ: "نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک بہت حسین تھی" (ترمذی)

- حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "آپ ﷺ کی گردن مبارک موزوں و متناسب اور حسن و جمال کا مرقع تھی۔ گویا یوں جیسے مورتی کی گردن جو چاندنی کی صفائی سے خوبصورتی سے ڈھالی گئی ہو"

Marfat.com

• حضرت ام معبد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ ﷺ کی گردن مبارک بلند تھی یعنی اس میں قدرے دراز تھی جو علامت سرفرازی تھی"

قامت زیبا (قد مبارک)

قامت زیبا کے لحاظ سے جناب رسول اللہ ﷺ چمن انسانیت میں اپنی مثال آپ، کہ آپ ﷺ کا قد مبارک بھی ایک معجزہ ہے۔

• حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: " جب آپ ﷺ تنہا ہوئے تو معتدل نظر آئے، جب لوگوں میں جلوہ گر ہوتے تو سب سے بلند نظر آتے۔ اگر دو دراز آدمیوں کے درمیان ہوتے تو ہر دو سے بلند نظر آتے، جب وہ آپ ﷺ سے الگ ہو جاتے تو آپ ﷺ معتدل القامت نظر آنے لگتے۔ جب آپ ﷺ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو آپ ﷺ کے کاندھے مبارک مجلس میں حاضر تمام لوگوں سے بلند ہوتے۔"

• حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "آپ ﷺ زیادہ لمبائی کی طرف مائل نہ تھے اور متوسط قد والے سے کچھ زیادہ، جب آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ ہوتے تو لوگوں پر چھا جاتے وہ آپ ﷺ کے سامنے پست اور کوتاہ قد ہوتے معلوم ہوتے۔"

سینہ مبارک اور پیٹ مبارک

؎ رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام

• حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کا پیٹ مبارک باہر کو نکلا ہوا نہ تھا"

• "دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والوں سے حضور ﷺ کا جسم (باوجود فقر وفاقہ) کے زیادہ تروتازہ اور توانا تھا" (المواہب جلد ا، ص ۳۱۰)

☆ عربی میں مونڈھے کو 'منکب' کہتے ہیں۔

Marfat.com

• حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ کے مبارک کندھوں میں مناسب فاصلہ تھا، اس سے آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا معلوم ہوتا تھا"

• حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک مستقیم لکیر تھی۔"

کشادہ سینہ مبارک

• حضرت ہند بن ابی ہالہؓ فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کا پیٹ مبارک ہموار تھا اور سینہ مبارک کشادہ تھا"

یہ تو ذکر تھا ظاہریت کا۔اب دیکھتے ہیں کہ قرآن کس انداز میں حضور ﷺ کے سینہ مبارک کی مدحت بیان کرتا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (الم نشرح:۱)
"کیا ہم نے آپ ﷺ کے لئے آپ ﷺ کا صدر اقدس (سینہ مبارک) کشادہ نہیں کر دیا۔"

آپ ﷺ کے سینہ اقدس کی ظاہری وروحانی کیفیت تعبیر سے ماوراء ہے۔یہ وہ سینہ اقدس ہے جس میں اللہ نے اپنی جلالی و جمالی صفات کی تجلیات اور نور سمو دیا ہے۔ جس کے متعلق علامہ شبیر عثمانیؒ بیان فرماتے ہیں: "حضور ﷺ کا شرح صدر کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے صدر مبارک میں علم و معرفت کے سمندر اتار دیے ہیں۔اور لوازمات نبوت ﷺ اور فرائض رسالت برداشت کرنے کا وسیع حوصلہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے سینہ اقدس میں جو علم و معرفت ارزاں فرمائی ہے، انسانی عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔"

امام ابو بوصیریؒ اپنے مشہور قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں

فان من جودک الدنیا و ضرتها (دنیا و آخرت آپ ﷺ کے جود و کرم کے محتاج ہیں)

ومن علومک علم اللوح والقلم (اور لوح و قلم آپ ﷺ کے علوم کا ایک قطرہ ہے)

Marfat.com

ناف مبارک

حضرت محدث محمد عبدالحق لکھتے ہیں کہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالی کی بارگاہ میں میری عزت و کرامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا ہوں اور میری شرمگاہ کو کسی نے نہیں دیکھا" اسی حکمت کے پیش نظر آپ ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ بعض علماء کے نزدیک اس کی وجہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ نقص ہے اسی لئے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو ختنہ کردہ اور ناف بریدہ پیدا فرمایا، تاکہ کوئی بھی شخص آپ ﷺ کی تکمیل خلقت میں شریک اور دخیل نہ ہو جائے۔ اور نہ ہی کوئی عیب آپ ﷺ سے منسوب ہو جبکہ آپ ﷺ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہیں (بلکہ ہم گناہگاروں سیاہکاروں کو پاک کرنے والے ہیں)

ختم نبوت ﷺ اور پشت انور

روئے آئینہ علم پشت رسول ﷺ
پشتی قصر ملت ﷺ پہ لاکھوں سلام

"نبی اکرم ﷺ کی پشت انور چاندی کی طرح سفید اور مضبوط تھی" (حضرت محرش الکعبی)

آپ ﷺ کی کتفین (پشت مبارک) کے درمیان گوشت کا ابھار تھا جو کہ رنگ، صفائی اور نورانیت میں جسم اقدس کی مانند تھا اسے "مہر النبوۃ" کہا جاتا ہے۔ جس کا ذکر پچھلی آسمانی کتابوں میں بھی آیا ہے۔

نبوت را تولی آں نامہ در پشت
کہ ان تعظیم دارد مہر بر پشت

یعنی آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل یہ ہے کہ کتاب حکیم آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہے اور آپ ﷺ کے لئے مہر نبوت آپ ﷺ کی پشت انور پر ثبت ہے

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "مہر نبوت ایک گوشت کا ابھار تھا جو آپ ﷺ کی پشت مبارک میں تھا۔ اور اس میں محمد الرسول اللہ لکھا ہوا تھا"

احادیث مبارکہ میں ہے کہ مہرِ نبوت سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں گویا چراغ ہو۔

دست اقدس

- حضرت ہند بن ہالہؓ فرماتے ہیں "آپ ﷺ کی کلائیاں دراز، ہتھیلیاں فراخ اور انگلیاں موزوں حد تک دراز تھیں"

- حضرت انسؓ سے بہت مشہور روایت ہے کہ "میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں شرف حاضری پایا۔ میں نے دست کرامت مآب ﷺ کو پکڑا اور محسوس کیا کہ وہ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور مشک وعنبر کی خوشبو کو حضور ﷺ کی خوشبو سے زیادہ نہ سونگھا"

دست مبارک کی برکات:

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی برکات وصفات اور معجزات اس قدر کثرت سے ہیں کہ احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ لیکن چند یہاں پیش کرتے ہیں۔

- بخاری شریف کی حدیث پاک ہے: "حضرت عبد اللہؓ بن عتیق ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اس کے کوٹھے سے گر پڑے، پنڈلی ٹوٹ گئی، عمامہ سے باندھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے دست اقدس پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دُکھا ہی نہ ہو۔"

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ "رسول پاک ﷺ نے مجھے یمن کا حاکم مقرر فرمایا اور جانے سے پہلے میرے سینے پر اپنا دست شفقت پھیرا اور دعا فرمائی۔ اس کی اتنی برکت تھی کہ اس کے بعد میں نے فریقین کے مابین مقدمات کے فیصلے کیے جن میں ذرہ بھی غلطی نہ ہوئی۔" (ابن ماجہ)

Marfat.com

• طبرانی شریف میں ہے کہ "نبی اکرم ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے علیل ہونے پر مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس میری پیشانی، چہرے، سینے اور پیٹ پر رکھا۔ اس کی راحت کی ٹھنڈک میں آج تک جگر میں محسوس کرتا ہوں۔"

انگلی مبارک کے معجزات:

• بخاری شریف میں ہے کہ کافروں نے نبی اکرم ﷺ کا معجزہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔

• بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ ایک غزوہ کے موقعہ پر جب مسلمانوں کے پاس وضو تک کا پانی نہ تھا تب آپ ﷺ نے چھاگل میں اپنا دست مبارک ڈالا تو انگلی مبارک سے چشمے کی طرح پانی جاری ہو گیا۔

؎ نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں　　انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حقیقت تو یہ ہے کہ کونین کی ساری نعمتیں میرے آقا کریم ﷺ کے دست مبارک کے ایک اشارے کی محتاج ہیں یہ وہ ہاتھ مبارک ہیں جو کائنات میں نعمتیں اور برکتیں بانٹتے ہیں بلکہ کائنات کی ساری نعمتیں میرے آقا کریم ﷺ کے بے مثل مرہون منت ہیں۔ یہ وہ ہاتھ ہیں کہ جن میں "خزائن کی کنجیاں تھما دی گئیں ہیں" (بخاری شریف، بروایت حضرت ابو ہریرہؓ)

قدمین شریفین

؎ ساق اصل قدم شاخ نخل کرم　　شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام

• حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ صفت قدمین شریفین بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ہتھیلیاں اور پاؤں پُر گوشت، تلوے قدرے گہرے، قدم کا ظاہر حصہ ہموار، قدم صاف، چکنے اور ملائم کہ پانی ان پر نہ ٹھہرتا اور فوراً ڈھل جاتا"۔

Marfat.com

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "رسول عالم ﷺ بشریت میں حسین ترین قدم والے تھے"

سر سے پا تک ادا ہے لاجواب　　　خوبروں میں نہیں ان ﷺ کا جواب

• حضور ﷺ نور مجسم کی نورانی ایڑھیاں کہ جن کو روح القدس کے نورانی ہونٹ بوسہ دیتے ہیں اور روح الامین کے سر کا تاج اس کو سجدہ کرتا ہے۔ کائنات کی ہر شے ان کی عالمگیر روشنی سے نور حاصل کرتی ہے۔ جبرائیل امین معراج کی رات ان ﷺ کے قدموں کو اپنے کافور کے ہونٹوں سے بوسہ لے کر اپنی معراج حاصل کرتے ہیں۔

یارسول اللہ ﷺ! تیری معراج کہ تو ﷺ جانے کہاں تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے ﷺ قدم تک پہنچا

تلوے مبارک:

• حضرت ہند بن ہالہ سے روایت ہے کہ

"آپ ﷺ کے تلوے قدرے گہرے تھے" (ترمذی شریف)

• حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کے تلووں میں خلا نہیں تھا۔ جب آپ ﷺ قدم مبارک رکھتے تھے تو پورا پورا رکھتے"

جن کے تلووں کا دھون ہے آب حیات　　　ہے وہ ﷺ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

رفتار مبارک:

• حضرت انس فرماتے ہیں "جب نبی کریم ﷺ چلتے تھے تو آگے جھک کر چلتے" (ترمذی شریف)

• "رسول اللہ ﷺ کی رفتار مبارک میں عزم، ہیبت اور شجاعت کا عنصر نمایاں ہوتا" (ترمذی شریف)

Marfat.com

• حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "جب آپ ﷺ چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا ڈھلان سے پستی کی طرف اتر رہے ہوں"

• حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ "میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہ دیکھا۔ حضور ﷺ جب چلتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گویا زمین آپ ﷺ کے لئے لپیٹ دی گئی ہے، ہم کوشش کے باوجود آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکتے۔"

جسم اقدس کی خوشبو

نبی اکرم ﷺ کے جسم اقدس کے ہر ہر عضو سے ایسی خوشبو آتی جو مشک و عنبر کی خوشبو سے زیادہ دلکش اور ممتاز ہوتی، اور ایسی خوشبو کہ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں ہم نے کہیں نہ سونگھی'

• حضرت انسؓ فرماتے ہیں "میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو مبارک کو عنبر و مشک اور دوسری خوشبو دار اشیاء سے زیادہ معطر پایا۔ خوشبو نبی پاک ﷺ کے جسم اطہر میں خلقتاً اور جبلتاً پائی جاتی۔ کبھی آپ ﷺ سے جدا نہ ہوتی اور یہ خوشبو دوسری خوشبوؤں سے منفرد اور ممتاز تھی"

• حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ جب کسی راستے سے گزرتے تو وہ راستہ خوشبوئے نبوت ﷺ سے مہک جاتا"

پسینہ مبارک

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق ۔ اسکی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

• ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں "رسول اللہ ﷺ کا پسینہ مبارک خالص کستوری سے زیادہ خوشبودار اور پاکیزہ تھا۔"

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "بارگاہ رسالت ﷺ میں ایک شخص حاضر

Marfat.com

ہوا بیٹی کی شادی کے لئے تحفہ مانگا۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی کہنیوں کا پسینہ ایک شیشی میں بھر دیا اور فرمایا اسے عطر کی جگہ استعمال کرو۔ جب وہ پسینہ مبارک استعمال کرتیں تو مدینے والے اس خوشبو کو سونگھتے اور سارا شہر معطر ہو جاتا۔ یہاں تک کہ وہ گھر خوشبو کا گھر کہلانے لگا۔" (حجۃ اللہ ص ۶۸۵)

ہو مشک و عنب یا بوئے جنت نظر میں ہے اس کی ہے بے حقیقت

ملا ہے جس کو ملا ہے جس نے پسینہ رشک گلاب تیرا ﷺ

فضلات طیبات اور اس کی خوشبو

• محدثین اکرامؒ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور فضلہ طیبہ کو نگل جاتی اور اس کی جگہ خوشبو برآمد ہوتی" (خصائص ص ۷)

سرکار اعظم ﷺ کی مدحت بیان کرتے ہوئے پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے اپنا عقیدہ کیا خوب بیان فرمایا ہے:

کوئی مثل نہیں ڈھولن ﷺ دی چپ کر مہر علی ایتھے جا نہیں بولن دی

اس شعر میں میں عارف گولڑہ شریفؒ نے عشاق رسول ﷺ کو درس دیا ہے کہ تم جمال مصطفیٰ ﷺ کو پیمانوں میں نہ ناپو! بلکہ بے مثل تسلیم کرو، اور جو نہیں مانتے ان سے نہ الجھو بلکہ تم کمال محبت کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے رہو اور اپنے قلوب واذہان کو اسی ذکر خیر سے شاد کرتے رہو۔ اور کہتے جاؤ:

تجھی ﷺ کو دیکھنا تیری ﷺ ہی سننا تجھ ﷺ میں گم ہونا

حقیقت معرفت، اہل طریقت اسکو کہتے ہیں

ریاضت نام ہے تیری ﷺ گلی میں آنے جانے کا

تصور میں تیرے ﷺ رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

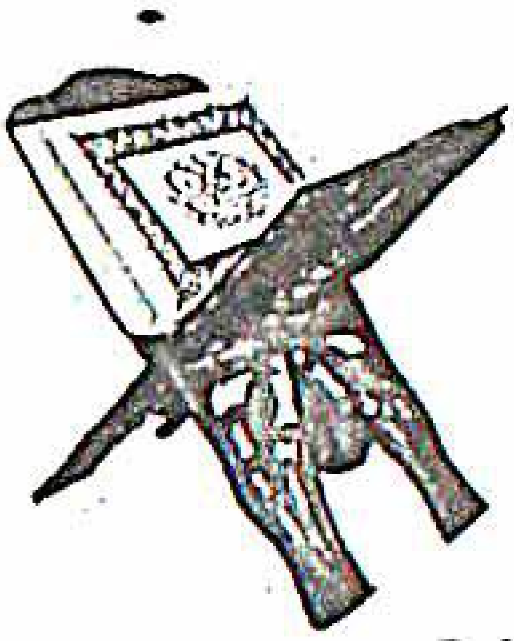

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿﴾

(اے (رسول محتشم ﷺ) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا")

باب: ۵

رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

رَءُوف ﷺ
نرم دل

رَحِيم ﷺ
مہربان

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ کَرِیْمٍ رَءُوْفِ الرَّحِیْم

وہ رحمت کیسی رحمت ہے یار و مفہوم سمجھ لو رحمت کا

اسکو بھی گلے سے لگایا ہے جسے اپنا کسی نے بنایا نہیں

بس غارِ حرا کی خلوت ہو یا جلوت قربت او ادنیٰ

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کو رکھا ہے یاد بھلایا نہیں

Marfat.com

رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

میرے آقا مدنی تاجدار ﷺ کی اس عاجز غلام پر رحمت کہ آج حضرت رحمۃ للعلمین ﷺ کی رحمت سے بھرپور رحمت والی ذات کا رحمت والا تذکرہ کرنے کی توفیق اور سعادت بخشی کیونکہ میرے آقا ﷺ کی یہ شان ہے کہ

؎ کرم سب پر کوئی ہو کہیں ہو　　　آپ ﷺ ایسے رحمت للعلمین ہو

میرے رب کی یہ شان ہے کہ وہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے اور میرے آقا کریم ﷺ کی یہ شان ہے کہ آپ ﷺ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہیں جہاں جہاں میرے رب کی ربوبیت ہے وہاں وہاں میرے آقا ﷺ کی وسعت رحمت ہے۔ وسعت رحمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں جہاں اللہ رب العزت نے اپنے متعلق فرمایا کہ " میں تمام جہانوں کا رب ہوں" وہاں اپنے محبوب کریم ﷺ کی شان بھی بیان فرمائی کہ "میرا محبوب ﷺ صرف مسلمانوں یا انسانوں یا صرف اس عالم کا نہیں بلکہ وہ تو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے" اور تمام جہانوں میں بسنے والی تمام مخلوقات کے لئے رحمت ہے۔ قارئین! چاند بھی میرے آقا ﷺ کی رحمت سے سائے میں کائنات کی ہر شے حضور ﷺ کی رحمت کی طالب، یہاں تک کہ میرے آقا ﷺ موت کے لئے بھی رحمت ہیں کیونکہ موت بھی اللہ کی مخلوق ہے خلق ہے۔

آقائے مدنی تاجدار ﷺ کی وسعت رحمت

میرے آقا ﷺ سراپا رحمت ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات کا ہر پہلو رحمت، ہر جہت رحمت، آپ ﷺ سے منسوب ہر شے رحمت، آپ ﷺ کا وجود رحمت، نام مبارک ﷺ رحمت، ذکر رحمت، محبت رحمت، اتباع رحمت، اور کیسے نہ ہو کہ آپ ﷺ تو رحمت للعلمین ہیں۔ نبی پاک ﷺ کی سیرت پاک کے ہر پہلو سے رحمت ہی رحمت جھلکتی ہے۔ آپ ﷺ دَافِعَ الْبَلَاءِ

Marfat.com

وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمْ (بلائیں، وبا، قحط و مرض اور درد کو دور کرنے والے) ہیں، امت کی سب پریشانیوں کو دور کرنے والے آپ ﷺ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمْ (بخشش اور کرم والے) ہیں آپ ﷺ ہی کی ذات مبارکہ سے لطف و کرم کی بارش ہم گناہ گاروں پر بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ مُحِبّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاکِین (محتاجوں، غریبوں اور مسکینوں سے محبت کرنے والے) ہیں۔

آپ ﷺ کا ظاہری جسم اقدس بھی رحمت ہی رحمت ہے یعنی آپ ﷺ کے اعضاء مبارک کے معجزات و برکات (جن کا تذکرہ 'حلیہ مبارک' میں کیا جاچکا ہے) بے پناہ ہیں۔ جن سے کتنے ہی لوگوں نے استفادہ حاصل کیا۔ مثلاً انگلی سے چشمے جاری ہونا۔ آپ ﷺ کے دست مبارک سے مَس ہوئی کھجور میں اتنی برکت ہونا کہ سینکڑوں صحابہ کا سیر ہو جانا، لعاب دہن سے ٹوٹے ہوئے بازو اور آنکھ واپس جڑنا وغیرہ۔ یہ تمام معجزات آپ ﷺ ہی کو رحمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

رحمت العالمینی کے دیگر انداز

آپ ﷺ کی رحمت للعالمینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب اسلام کا غلبہ ہوا اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا تو اس دور میں میرے آقا ﷺ نے کمالِ رحمت فرماتے ہوئے تمام دولت اپنی امت کے غرباء و مساکین میں تقسیم فرما دیے۔ اور اپنی ذات کے لئے کچھ بھی نہ رکھا۔ میرے آقا کریم جان ﷺ کی شانِ رحمت کہ اپنی ظاہری زندگی میں بہت سے غزوات میں شرکت فرمائی اس کے باوجود بھی آپ ﷺ نے اپنی تلوار سے کسی ایک شخص کے خون کا ایک قطرہ تک نہ بہایا۔

قرآن میں رحمت مصطفیٰ ﷺ کا بیان

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

"اے (رسول محتشم ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا"

Marfat.com

رحمت کے معنی بہت وسیع ہیں۔ تفسیر روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر اس طرح سے ہے کہ: "اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو نہیں بھیجا، احوال میں سے کسی عام حالت میں، مگر اس حال میں کہ آپ ﷺ رحمت ہیں، یا سبب رحمت ہیں یا رحم فرمانے والے ہیں تمام جہانوں کے لئے۔" (تفسیر روح المعانی)

میرے آقا سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ تمام عالمین کے لئے سراپا رحمت ہے کہ تمام جہان آپ ﷺ کی رحمت کے فیض سے وجود میں آئے۔ اور عالمین میں کوئی ایسا وقت نہ گزرا ہے نہ گزرے گا، جب عالمین کا کوئی بھی فرد کسی حال یا کسی وقت میں بھی آپ ﷺ کی رحمت سے بے نیاز ہو، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تمام کائنات اپنے وجود، اپنی نمود، اپنی بقا، اپنی ارتقاء کے لئے رحمت مصطفیٰ ﷺ کی محتاج ہے کہ

؎ یہ جو چودہ طبق کی کائنات ہے — یہ حضور ﷺ کے قدموں کی سوغات ہے

اس بات کو اللہ پاک سورۃ البقرہ میں اس انداز میں بیان فرماتا ہے کہ:

۞ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (البقرۃ:۶۴)

"پس اگر تم پر اللہ کا فضل اور ان (محبوب کریم ﷺ) کی رحمت نہ ہوتی تو تم یقیناً تباہ ہوجاتے"

اس آیت پاک میں فضل کے ساتھ رحمت کا ذکر ہے اور رحمت میرے کریم آقا پاک ﷺ کی ذات بابرکت ہے۔

میرے آقا و مولیٰ کی رحمت جو ہر آن جاری ہے اس کا ذکر اس آیت میں ملتا ہے:

۞ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (الانفال:۳۳)

"اے حبیب کریم ﷺ کیونکر عذاب دے اللہ انہیں جب کہ آپ ﷺ ان میں تشریف فرما ہوں، اور نہ ہی اللہ ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں۔

Marfat.com

مندرجہ بالا دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے پیارے حبیب ﷺ! اگر آپ ﷺ ان لوگوں میں تشریف فرما نہ ہوتے تو میں کب کا انہیں عذاب دے چکا ہوتا۔ اگر ہم پچھلی امتوں پہ غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ پچھلی امتوں پہ عذاب الٰہی کا نزول ہوتا رہا، کسی نہ کسی انداز میں، جبکہ ان کے انبیاء علیہ السلام بھی ظاہراً موجود ہوتے تھے۔ کسی قوم کی شکل مسخ کردی گئی تو کسی پر آندھیوں کا طوفان اور کسی کو سیلاب کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا، کیونکہ وہ قومیں اپنے انبیاءؑ کی تعلیمات کو جھٹلاتی تھیں، بُرے اعمال کثرت سے کرتی تھیں اور کفر کرتی تھیں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ہم بھی بہت گناہگار ہیں، سیاہ کار ہیں۔ بحیثیت قوم بہت سے گناہوں میں مبتلا ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں کسی بھی ایسے بڑے عذاب میں مبتلا نہیں کیا جاتا، کیونکہ ہمارے کریم آقا ﷺ ہمارے نبی ﷺ ہیں، اور ہم ادنی سے امتی۔ معلوم ہوا کہ میرے آقا کریم ﷺ آج بھی موجود ہیں، اور آج بھی اپنی رحمت فرما رہے ہیں۔

ہیں نظر نظر میں وہ جلوہ گر اور نور آنکھوں کا نور ہے
جو تیری نظر میں نہ آسکا تو تیری نظر کا قصور ہے

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾
(التوبۃ: ۱۲۸)

"بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول ﷺ تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں"

وہ لوگ جو شیطانیت کے جال میں دھنس گئے اور اپنے نفس کے غلام بن گئے، عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ رحمت دو عالم ﷺ کو ان کی حالت سے بھی تکلیف پہنچتی ہے کہ

Marfat.com

میرے آقا ﷺ تو رحمت دو عالم ہیں۔ آپ ﷺ اپنی امت کی ہدایت اور بخشش کے طالب ہیں۔ فرمایا: "مولا! میں تب تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی جنت میں نہ چلا جائے" پھر فرمایا:

"اے محبوب ﷺ! خدا کی مہربانی سے آپ ﷺ ان لوگوں پر نرم واقع ہوئے ہیں۔ اگر آپ ﷺ سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس سے منتشر ہو جاتے" (آل عمران ۱۳۹)

اسلام تلوار کے زور پر نہیں بلکہ محبت سے پھیلا۔ نبی پاک ﷺ کی نرم مزاجی کے تو کفار بھی قائل تھے۔ اور یہ آپ ﷺ کی شان رحمت، شان کریمی، اور حسن اخلاق کا اثر تھا کہ تھوڑی مدت میں نہ صرف جزیرۂ عرب بلکہ اس سے آگے بھی اسلام تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔

احادیث کی روشنی میں نبی پاک ﷺ کی رحمت للعالمینی کا بیان

حضور ﷺ نے اپنی شان رحمت کا نقاب سرکاتے ہوئے فرمایا:

أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ (بخاری و مسلم)

"میں وہ رحمت ہوں جو اللہ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ عطا فرمائی ہے۔"

امام مسلمؒ، احمدؒ اور ابن ابی شیبہؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"نَبِیُّ الرَّحْمَةِ" یعنی "میں رحمتیں بانٹنے والا ہوں"

یعنی میرے آقا ﷺ بانٹتے ہیں، عطا کرتے ہیں، ہر خاص و عام کو نوازتے ہیں جس کا تذکرہ سورۃ التوبہ (آیت ۸۹) میں آتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ:۵۸)

"کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا"

Marfat.com

"عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور رسول ﷺ (مزید) عطا فرمائیں گے"

یعنی اللہ پاک جہاں اپنی نعمتیں بانٹنے کی صفت بیان کر رہا ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ اپنے محبوب ﷺ کی یہ صفت بیان کر رہا ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کا دینا بھی اللہ ہی کا دینا ہے۔؛ پھر کیوں نہ کہیں کہ:

ہم کو اپنی طلب سے سوا چاہیئے　　آپ ﷺ جیسے ہیں ویسی عطا چاہیئے
بھر کے جھولی میری میرے سرکار ﷺ نے　　مسکرا کے کہا اور کیا چاہیئے

ابن مسعودؓ سے حدیث مروی ہے کہ نبی مکرم فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات میرے مدنی تاجدار آقاو جہان ﷺ سراپا رحمت ہیں نے فرمایا کہ: "میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے، تم گفتگو کرتے ہو اور تم سے گفتگو کی جاتی ہے- اور میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے- تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں- جب بھی کوئی بھلائی دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں- اور جب کوئی برائی دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے اللہ سے استغفار کرتا ہوں"

نبی پاک ﷺ کی شان رحمت کا ایک اور پہلو ہے کہ آپ ﷺ کی ظاہری زندگی بھی رحمت ہے اور بعد از وصال بھی آپ ﷺ رحمت ہیں۔ جس کا تذکرہ مذکورہ حدیث میں ہوا کہ میرے آقا ﷺ آج بھی کمال رحمت فرماتے ہیں ہم جیسے گناہ گاروں کے گناہوں کی کالی سیاہی کو اپنی رحمت کے نور سے دھو دیتے ہیں اور ہمارے لئے رب کی بارگاہ میں رحمت اور مغفرت طلب کرتے ہیں (یعنی میرے آقا کریم ﷺ اللہ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرماتے ہیں)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو لوح و قلم میں لکھ دیا: میری رحمت ﷺ عنقریب میرے غصے پر غالب ہے اور یہ تحریر اللہ کے پاس عرش پر موجود ہے" (صحیح مسلم ۷۱۴۵)

اس حدیث پاک میں جہاں نبی محترم، رحمت عالم ﷺ کی شان رحمت للعالمینی واضح ہوتی

Marfat.com

ہے وہاں اس بات کا بھی اظہار ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب سے رحمت تھے کہ جہاں مخلوق کو تخلیق فرمایا جارہا ہے وہاں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت رحمت للعالمینی کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ اے مخلوقِ خدا غم نہ کرنا، کہ میرا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ہر حال سے واقف ہے اور تم پر رحم کرنے والا ہے۔ دیگر انبیاء کرام علیہ السلام مومنین کے لئے رحمت ہوتے تھے، ان کی نافرمانی غضب الٰہی کا باعث ہوتی۔ جیسا کہ قوم موسیٰ، قوم لوطؑ، قوم نوحؑ وغیرہ۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ **"میری امت کو مسخ کا عذاب نہ دیا جائے"**

کائنات کی ہر شے ہر مخلوق حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کاملہ سے فیضیاب ہو رہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت العالمین ہیں یعنی جب سے عالم تب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہیں، جب سے رب کی ربوبیت کا ظہور ہے۔ تب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی جلوہ گری ہے۔

نبی مکرم حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شان رحمت سے متعلق فرماتے ہیں کہ **"میں خدا کی طرف سے رحمت اور ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں"** (مشکوٰۃ شریف)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت و تربیت میں بھی رحمت ہی رحمت ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں وقفہ وقفہ کے بعد نصیحت فرمایا کرتے، ہر روز ان لئے وعظ نہ فرماتے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں" (الشفاء جلد ا صفحہ ۱۶۳)

یعنی نصیحت میں بھی رحمت کہ کہیں اکتاہٹ نہ آجائے بلکہ وقفے سے نصیحت کرنا تاکہ سب شوق سے سنیں اور اس پر عمل بھی کرنے کے لئے تیار رہیں۔ (یہاں یہ بات واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت سے کبھی کوئی اکتا نہیں سکتا۔ یہاں درس علماء اساتذہ مشائخ حضرات کے لئے درس ہے کہ کس انداز میں طلباء، مریدین کی تربیت کرنی چاہیئے۔)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا ذکر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت سے شفقت کا یہ عالم ہے کہ ایسے احکامات کو لازم قرار نہ دیا جو ان پر گراں گزریں جیسے فرمایا **"اگر میری امت پر یہ گراں**

Marfat.com

نہ گزرتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ وضو کے ساتھ مسواک کریں" اسی طرح نماز تہجد کے بارے میں فرمایا کہ "میں نے اس نماز کو تم پر لازم نہیں کیا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ کردی جائے پھر تم اس کو ادا نہ کرسکو اور مجرم و گناہگار ٹھہرو"

نبی پاک ﷺ نے ہر موقع پر امت کا کتنا خیال کیا کہ دین کو قابل عمل اور آسان کر دیا اور کوئی ایسا عمل لازم نہ کیا جو امت پر گراں گزرے۔ اگر ڈر سنایا بھی تو امت کی بہتری کے لئے۔ (اس کا تذکرہ مضمون 'بشیر و نذیر' میں تفصیلاً ہے)

حضور سرور کونین ﷺ کی رحمت للعالمینی اور نماز

آنحضرت ﷺ جب اکیلے نماز پڑھتے تو اتنی لمبی نماز پڑھتے کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔

طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ (طه: ۱،۲)

طٰہٰ۔ اے حبیب ﷺ ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑیں۔

میں اسی طرف اشارہ ہے۔ مگر جب آپ ﷺ کے ساتھ نماز نفل میں کوئی کھڑا ہوتا تو نماز کو مختصر فرما دیتے تا کہ دوسرے پر گراں نہ گزرے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی پاک ﷺ نماز تہجد میں تھے۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ شامل ہوا۔ حضور ﷺ نے میری اقتداء (موجودگی) کو محسوس کیا تو نماز مختصر فرمادی"۔

اسی طرح فرض نماز میں کبھی نماز دراز نہ فرمائی کیونکہ جماعت میں بچے، بوڑھے، عورتیں، اور مریض بھی شامل ہوتے تھے۔ بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ "رسول خدا ﷺ جیسی ہلکی و مختصر اور کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی" آپ ﷺ جب عورتوں کی صف میں کسی بچے کے رونے کا آواز سنتے تو نماز مختصر فرما دیتے کہ کہیں اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔

اسی طرح نماز تراویح آپ ﷺ نے دو تین شب، با جماعت ادا فرمائی۔ اس کے بعد با

Marfat.com

جماعت یہ نماز ادا نہ فرمائی حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اس قدر اعلیٰ وارفع نماز کو باجماعت نبی پاک ﷺ کی امامت میں ادا کرنا چاہتے تھے لیکن آپ ﷺ نے امت کی آسانی کے لئے نماز تراویح باجماعت فرض قرار نہ دی۔

ہر موقع پر امت کی آسانی کا خیال کیا۔ ایسا کوئی عمل فرض نہ کیا جو امت کے لئے تکلیف دہ ہو۔ امت کے لئے آسانیاں چاہیں اس کے باوجود امت آج اس قدر گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے کہ اپنے پیارے نبی ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا تو دور، آپ ﷺ ہی کی شان عظیمی سے متعلق عیب جوئی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب نبی کریم ﷺ کا دل و جان سے ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضور ﷺ ہر خاص و عام کے لئے رحمت

چونکہ حضور ﷺ رحمت للعالمین ہیں اور عالمین کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی اسی لئے حضور ﷺ کی رحمت کی بھی کوئی حد نہیں۔ ہر خاص و عام حضور ﷺ کی رحمت کے فیض سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ تمام انبیاء و مرسلین علیہ السلام بھی حضور ﷺ کی رحمت کے طالب ہیں۔

انبیاء کرام علیہ السلام کے لئے حضور ﷺ کی رحمت

تمام انبیاء کرم علیہ السلام آپ ﷺ کی نظر رحمت کے پروردہ ہیں۔ آپ ﷺ کے شجرِ نبوت کے برخوردہ ہیں۔ آپ ﷺ کی نبوت سے وابستہ اور آپ ﷺ کی محبت میں خود رفتہ ہیں۔ جنابِ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر روز محشر تک تمام عالمین حضور ﷺ کی رحمت للعالمینی کی برکات سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ، باب دہم میں فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کے پہلے نائب اور خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔"

خلیفہ نائب کو کہتے ہیں یعنی اصل کا نائب۔ یعنی نور محمدی ﷺ پہلے سے موجود تھا، (اس کا ذکر ہم انور و بشر، میں تفصیلاً کر چکے ہیں) اور اس کے پیشِ نظر کہ "اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو نہیں

Marfat.com

بھیجا مگر (اس حال میں) کہ آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں" (تفسیر روح المعانی)

یعنی آپ ﷺ کو اس حال میں بھیجا تھا کہ آپ ﷺ عالمین کے لئے رحمت تھے۔ حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ کی تفسیر کے مطابق تمام عالمین (جس میں انبیاء ورسول علیہ السلام بھی شامل ہیں) کے لئے حضور ﷺ سراپا رحمت ہیں۔ اور عالمین پر ایسا کوئی وقت نہ گزرے گا کہ کوئی بھی حضور ﷺ کی رحمت سے بے نیاز ہو۔

حضرت شیخ ابو العباس مرسی قدس سرہ العزیز "انبیاء علیہ السلام کے لئے حضور ﷺ کی رحمت" پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

تمام انبیاء کرام علیہ السلام رحمت سے پیدا کئے گئے، اور ہمارے نبی کریم ﷺ **عین رحمت ہیں**

لفظ 'عین' سے مراد ہے 'مرکز، اصل' جیسے حدیث پاک ہے کہ "**رزق حلال کمانا عین عبادت ہے**" حلال رزق نہ ہوگا تو کوئی عبادت کسی کام نہ آئے گی۔ اسی طرح فرشتے بھی اللہ کی رحمت ہیں لیکن نبی پاک ﷺ کے لئے فرمایا گیا کہ "آپ ﷺ عین رحمت ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: "اگر میرا نبی ﷺ نہ ہوتا تو میں کائنات کو بھی تخلیق نہ کرتا" اسی لئے جہاں نبی ﷺ کی رحمت نہیں وہاں کچھ بھی نہیں۔ سب کچھ لے لیں لیکن نبی پاک ﷺ کی رحمت نہ ہو تو حقیقی رحمت نہ مل سکے گی۔ کیونکہ باقی تمام رحمتیں بھی نبی پاک ﷺ کے صدقے سے ہیں۔ مرکز ہی سے سب کچھ حاصل کیا جاتا ہے۔

اس بات کی وضاحت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث پاک سے ہوتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اے عمر! تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں جو سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا تو میرے نور نے اللہ کو سجدہ کیا- سات سو سال سجدے میں رہا- سب سے پہلے جس نے اللہ کو سجدہ کیا وہ میرا نور تھا، اللہ نے عرش کو میرے نور سے بنایا اور کرسی کو میرے نور سے ،اور لوح و قلم کو ،

Marfat.com

شمس و قمر اور آنکھوں کو میرے نور سے پیدا فرمایا، مومنوں کے دلوں میں نورِ معرفت کو میرے نور سے پیدا فرمایا یہ (بات میں) فخراً نہیں کہتا "(جواہر البحار؛ ج:۲ ص:۳۴۵)

حضور ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ ساری کائنات حضور ﷺ کی بدولت ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ حضور ﷺ کی رحمت للعالمینی کے سمندر سے فیض یاب ہے۔ عالم کا ظہور میں آنا حضور ﷺ کی رحمت کے طفیل ہے۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اعزاز و اکرام ملنا بھی حضور ﷺ کی رحمت کا فیض ہے۔

تخلیق آدم علیہ السلام اور نور مصطفیٰ ﷺ

حضرت علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور آپؑ کی پیشانی مبارک میں نور محمدی ﷺ کے گوہر کا صدف رکھے جانے سے متعلق بڑی خوبصورتی سے وضاحت فرمائی ہے کہ۔

جب قالب آدم علیہ السلام تکمیل کے مرحلے سے گزر گیا اور اس میں روح پھونکنے کا وقت آگیا اس وقت سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خطاب ہوا کہ اس عالی مرتبت ذی عزت و وقار جوہر کو (جو باعث تخلیق کائنات خواجۂ لولاک جناب احمد مجتبیٰ ﷺ کے روضۂ پاک کی خاک اقدس سے بنایا اور اس کو آب تسنیم اور نہر سلسبیل سے دھویا گیا تھا) جو نور محمدی ﷺ کے گوہر کا صدف ہے جس کو عرش کے پائے میں رکھا گیا ہے، لے کر آئیں اور جبین آدم علیہ السلام میں جو گڑھا میں نے رکھا ہے اس سے گڑھے کو پُر کریں اور یہ امانت جناب آدم ﷺ کی پیشانی کی تابندگی کا سبب ہوگی" (معارج النبوۃ رکن اول صفحہ ۲۱۸)

امام فخر الدینؒ نے یہ وضاحت فرمائی کہ

"پس، ملائکہ جنہیں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں حضرت محمد ﷺ کا نور تھا" (تفسیرِ کبیر جلد ۲، ص ۳۱۸)

Marfat.com

سجدۂ آدمؑ بجالائے سبھی ملکوت جبکہ نوراحمدی ﷺ اس میں منورہوا
طوقِ لعنت اس لئے ابلیس کوڈالا گیا شاہِ دین ﷺ کے نور کا جب وہ منکر ہوا

یہ تھا تخلیق آدمؑ کے وقت حضور رحمت العالمین امام الانبیاء ﷺ کا جناب آدمؑ کو اپنی رحمت کے نور سے منور کرنا، کیونکہ

رسول آپ ﷺ کے محتاج فیضان ہیں نبی آپ ﷺ کے تابع فرمان ہیں
ولی آپ ﷺ کی زلفوں پہ قربان ہیں فرشتے آپ ﷺ کے در کے دربان ہیں

رحمتوں کا یہ سلسلہ چلتا رہا، حضرت آدم علیہ السلام جنت میں پہنچے، شجر ممنوعہ کھالیا، جنت سے نکالے گئے، ۳۰۰ سال تک بارگاہ الٰہی میں استغفار کرتے رہے لیکن توبہ قبول ہوئی تو تب جب حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں استغفار کی (حضرت عمر فاروقؓ سے روایت حدیث پاک؛ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۱۵)

گر نام محمد ﷺ را نیاوردے شفیع آدمؑ نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نَجّینا

حضرت نوح علیہ السلام اور رحمت مصطفیٰ ﷺ

حضرت نوح علیہ السلام کو جب کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تو فرمایا گیا کشتی کے ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے تیار کریں، ہر تختی پر ایک نبی کا نام لکھا جائے اور بحکم خدا جب آپؑ نے تختی پر اسم گرامیٔ محمد ﷺ لکھا تو غیب سے آواز آئی "اے نوحؑ! اب تمہاری کشتی مکمل ہو گئی" (میلاد مصطفیٰ ﷺ از علامہ محمد رضاء المصطفیٰ ص ۱۳۸)

کشتیاں اپنی کنارے سے لگائے ہوئے ہیں کیا وہ ڈوبے جو محمد ﷺ کے ترائے ہوئے ہیں

یہ اسم محمد ﷺ کی برکت تھی کہ حضور ﷺ کی رحمت سے ہی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارے پر لگی۔

ڈوب سکتی نہیں سمندر کی تغیانی میں جسکی کشتی ہو محمد ﷺ کی نگہبانی میں

حضرت سلیمان علیہ السلام اور رحمت مصطفیٰ ﷺ

Marfat.com

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ بن داؤد علیہ السلام کو ایک نگ عطا فرمایا تھا۔ اس نگ کو آپؑ نے ایک انگوٹھی میں جڑوایا۔ اس نگ پر لکھا تھا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اسی نام پاک اسم محمد ﷺ کی برکت سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا اتنا عظیم دربار لگ جاتا اور ہر چیز آپؑ پر عیاں ہو جاتی، تمام حجابات ہٹا دیے جاتے۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت، حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو صبر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلافت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو صدق اور حضرت نوح علیہ السلام کو شکر، امام الانبیاء ﷺ کے صدقے و وسیلے سے عطا ہوا۔

حضرت علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ انبیاء کرام علیہ السلام پر نبی پاک ﷺ کی عنایات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَكُلُّ اٰيٍ اَتٰى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا **(جتنی آیات، معجزات انبیاء کرام کو دیے گئے ہیں)**

فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمْ **(بے شک آپ ﷺ کے نور مبارک سے ان تک پہنچے ہیں)**

مومنین، صالحین اور مسلمانوں کے لئے حضور ﷺ کی رحمت

قرآن پاک کی بہت سی آیات میں نبی پاک ﷺ کی اس صفت رحمت کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ مومنین متقین کے لئے خصوصی رحمت ہیں جسے علماء کرام نے **رحمت خاصہ** فرمایا ہے۔ مثلاً ایمان کی دولت کا ملنا، بخشش و مغفرت، درجات کی بلندی، بارگاہ الٰہی میں مقبولیت کا حصول ہونا، معراج کے وقت خاص مسلمانوں کا تذکرہ ہونا وغیرہ۔ سب خصوصی رحمت میں شامل ہیں۔ جیسے اللہ کی صفت 'رحمٰن' بھی ہے 'رحیم' بھی، رحمٰن یعنی سب پر رحم کرنے والا، اور 'رحیم' یعنی آخرت میں اہل ایمان پر رحم فرمانے والا۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ "مومنوں پر بڑی مہربانی فرمانے والے اور رحم فرمانے والے ہیں"

(التوبہ:۱۲۸)

'رؤوف' سے مراد ہے بے حد مہربانی اور شفقت فرمانے والا، اور 'رحیم' سے مراد ہے ہر وقت

Marfat.com

رحم فرمانے والا۔

حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے دو ناموں کو نبی پاک ﷺ کے سوا کسی نبی ؑ میں جمع نہیں فرمایا۔

؎ یارب تو کریمی و رسول ﷺ تو کریم   صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

اللہ اور اس کے محبوب دونوں کا مومنین کے لئے 'رؤوف و رحیم' ہونے کا مطلب ہے کہ مومنوں کے لئے نبی پاک ﷺ کی رحمت ایسے ہی ہے جیسے اللہ کی رحمت۔ ایک اس لئے کہ ان دونوں ناموں کی نسبت اللہ نے صرف اپنے محبوب ﷺ کو عطا کی۔ نبی کی خاص رحمت اللہ کی رحمانی اور رحیمی صفات کا حصہ ہے۔ لیکن اس رحمتِ خاصہ کے حصول کے لئے اللہ نے ایک پیمانہ رکھ دیا اور وہ ہے 'اطاعتِ رسول ﷺ'۔

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الشعراء ٢١٥)

"اور آپ ﷺ اپنا بازوئے (رحمت و شفقت) ان مومنوں کے لئے بیجھا دیجئے، جنہوں نے آپ ﷺ کی پیروی اختیار کی ہے۔"

مومن ہونے کے لئے حضور ﷺ کی پیروی لازم ہے۔ حضور ﷺ کی صفت رحمت رحیمی (یعنی خاص رحمت) سے اولیاء اللہ (صالحین) فیض یاب ہوتے تھے، ہیں، اور ہوتے رہیں گے۔ جو آگے بانٹنے والے بن جاتے ہیں۔ جیسے غوث اعظم سرکار رحمۃ اللہ علیہ جو حضور تاجدار دو جہان ﷺ کی خصوصی رحمت کے زیر سایہ رہے، رحمتیں بانٹنے والے بن گئے۔ اسی طرح محبوبان خدا جو نبی پاک ﷺ کے عشق، ادب اور اطاعت میں حد سے بڑھ گئے پھر بھی وہی ہیں جن کے لئے فرمایا کہ:

'' حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبہ:١٢٨) '' ''یعنی بے حد طالب و آرزو مند رہتے ہیں حضور ﷺ اپنی امت کے خاص بندوں کے لئے'' جن کو حضور ﷺ خود بانٹنے والا بنا دیتے ہیں۔ یہ میرے آقا کریم ﷺ کا ہی در ہے جہاں:

؎ ایسا کریم ایسا سخی اور کون ہے   منگتا جو آیا منگتے سلطاں بنا دیا

Marfat.com

اور مومنین کے لئے سب سے بڑی رحمت حضور ﷺ کا دیدار اور رفاقت ہے جو کہ عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے لئے جنت سے زیادہ باعث راحت و مسرت ہے۔ جس کی بشارت خود اللہ نے دی ہے کہ "اور جو اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرے گا اس کو انکا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء کرام علیہ السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں" (پ۵ ع۶)

کفار و مشرکین اور گناہگاروں کے لئے حضور ﷺ کی رحمت

میرے آقا کریم جان رحمت عالم ﷺ کا فضل و کرم ابر رحمت کی طرح ہے جو ہر خاص و عام متقی و پرہیزگار سے لے کر گناہ گاروں بلکہ کافروں پر بھی برستا ہے۔ ظاہر ہے جس کا جتنا کٹورا ہو گا وہ اتنی ہی خیرات لے سکے گا۔ کفار بھی آپ ﷺ کی رحمت سے فیض یاب ہو رہے تھے، ہیں بھی۔ کفار میں مشرکین، منافقین، مرتد، یہود و نصاریٰ شامل ہیں۔ نبی پاک ﷺ کفار کے لئے رحمت کیسے ہیں اس کی وضاحت مندرجہ ذیل چند مثالوں سے دی جا رہی ہے۔

☆ میرے آقا کریم جان ﷺ کی رحمت للعالمینی کی حد دیکھیے کہ ہر قیمت پر سرکش کفار و مشرکین کو ہلاکت کے گرداب میں گرنے سے بچانے کا خیال ہر وقت بے چین رکھتا ہے۔ راتوں کو رو رو کر اللہ سے ان کی ہدایت مانگتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی ہدایت کی روشنی سے محروم رہا تو ان کی جان پر بن آئے گی۔ اللہ پاک اپنے محبوب کی اس فکر اور پریشانی کو دیکھتے ہوئے فرماتا ہے:

"اے محبوب ﷺ تو کیا آپ ﷺ افراطِ غم سے تلف کر دیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے" (الکہف:٦)

اتنی محبت و فکر تو کوئی اپنوں کی بھی نہیں کرتا لیکن میرے آقا کی رحمت للعالمینی کسی ایک فرقہ، گروہ یا دور تک مخصوص یا محدود نہیں بلکہ یہ تو سب کے لئے اور لا محدود ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ مشرکین کے لئے بد دعا کیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

"انما بعثت رحمۃ للعالمین ٭ "میں لعنت کے لئے نہیں بھیجا گیا میں تو (سراپا) رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"

(مسلم و بخاری)

آنحضرت ﷺ اگر بد دعا فرما دیتے تو سب کے سب ہلاک ہو جاتے، مگر آپ ﷺ نے بد دعا نہیں فرمائی۔

☆ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں" وہ جو ایمان نہیں لائے ان کو بھی آپ ﷺ کا رحمت ہونا بڑے بڑے دنیاوی عذابوں سے بچاتا ہے"۔

دیگر انبیاء کہ جنہوں نے اپنی قوم سے تنگ آ کر بد دعا کی، تو سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا" اے رب! کافروں میں سے زمین پر کسی کو نہ چھوڑ "(النوح) چنانچہ پوری قوم غرق ہو گئی۔ ایک کافر بھی زندہ نہ بچا۔

☆ اس کے علاوہ آپ ﷺ جو تعلیمات لے کر آئے ان میں عبادات کے علاوہ اخلاق اور معیشیت و معاشرت کی بھی مکمل رہنمائی موجود ہے۔ اچھا انسان اور اچھا معاشرہ تعمیر کرنے کے گُر بھی بتائے گئے ہیں۔ جیسا کہ مغربی و یورپی ممالک نے عدالتی و حکومتی معاملات میں بہت سی تعلیمات سے استفادہ کر کے اپنے قوانین وضع کیے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ "میری امت (جس میں سب شامل ہیں) کو مسخ کا عذاب نہ دیا جائے" جبکہ گزشتہ بہت سی قومیں جب سرکشی میں تجاوز کر گئیں تو ان کی شکلیں مسخ کر دی گئیں؛ کسی کو بندر تو کسی کو ہاتھی کی شکل دے دی گئی۔ لیکن نبی پاک ﷺ کی دعا اور شان رحمۃ للعالمینی ہے کہ آج امت رسول ﷺ اس قسم کے سخت عذاب الٰہی سے محفوظ ہے۔

آپ ﷺ کی رحمت کا فیض بلا قید و زماں، عالم حاضر، عالم مستقبل، ہر زماں، اہل زماں کے لئے جاری ہے۔ اپنوں کے لئے تو ہر کوئی رحم دل ہوتا ہے۔ لیکن دشمنوں پر بھی مہربانی میرے آقا کریم ﷺ نے فرمائی۔

Marfat.com

٭ فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ ﷺ کا ہر دشمن آپ ﷺ کے سامنے تھا جس نے آپ ﷺ کو بے پناہ اذیت دی تھی، ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا، شعیب ابی طالب میں قید کیا، اور کیسی کیسی اذیتیں دی تھیں وہ سب مغلوب تھے۔ ان سے پورا پورا انتقام لیا جا سکتا تھا، جیسا کہ عام طور پر دستور ہے مگر حضور ﷺ نے رحمت کے دروازے کھولتے ہوئے فرمایا: ”جو ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے گا، جو خانہ کعبہ پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے گا، جو گھر بیٹھ جائے، جو ابو سفیان کے گھر چلا جائے، ان سب کو قتل نہ کیا جائے گا، ضعیفوں، عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے گا“ کیا آج کوئی فاتح فوج کو ایسی ہدایت جاری کر سکتا ہے؟

'وحشی' جس نے آنحضرت ﷺ کے چچا کو شہید کیا تھا، 'ہندہ' جس نے اسی عمِ رسول ﷺ کا کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبایا تھا، اور 'ہبار' جس نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہ کو نیزہ مار کے ان کا حمل گرایا تھا، یہ سب دشمنانِ اسلام سامنے تھے مگر آپ ﷺ نے ان سب کو معاف فرما دیا۔

٭ پھر فتح مکہ کے بعد قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک فرمایا اور کمال رحمت فرماتے ہوئے سب کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی۔ فرمایا: ”آج کے دن تم پر کوئی مواخذہ نہیں خدا تم کو بخش دے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔“ یعنی دشمنوں کے لئے بھی ہدایت اور بخشش و مغفرت طلب کرنا یہ میرے آقا ﷺ کی کمال رحمت اور سنت بھی ہے۔

اسی سے متعلق مسلم شریف کی روایت ہے: حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ: "یا رسول اللہ ﷺ! قبیلہ دوس والوں نے نافرمانی کی (یعنی کفر کیا) اور حق سے منکر ہو گئے، ان کے لئے بربادی کی بددعا کیجئے۔ کہا گیا دوس ہلاک ہوں؛ لیکن آپ ﷺ نے (ان کے لئے) دعا فرمائی: "اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما اور انہیں دین میں واپس لے آ"

٭ واقعہ طائف ہم سب کے سامنے ہے کس طرح طائف والوں نے آپ ﷺ کی دعوت حق

Marfat.com

کو نہ صرف جھٹلایا بلکہ پتھر بھی برسا کر آپ ﷺ کو مزید تکلیف دینا چاہی۔ اللہ رب العزت کو اپنے محبوب ﷺ کی یہ تکلیف برداشت نہ ہوئی۔ فوراً فرشتوں کو بھیجا، فرشتوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "اگر آپ ﷺ حکم دیں تو طائف والوں پر ان پہاڑوں کو دے مارا جائے کہ وہ کچل کر رہ جائیں" دوسری طرف آپ ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہؓ نے عرض کیا؛ "حضور ﷺ اب طائف والوں کے لئے بد دعا کیجئے" اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: **"میں جہان والوں کے لئے 'زحمت' نہیں 'رحمت' بنا کر بھیجا گیا ہوں"**

یہی طائف والے غزوہ حنین کے موقعہ پر آپ ﷺ کے پاس بطور قیدی لائے گئے۔ میرے آقا کریم ﷺ نے اپنی رحمت للعالمینی کے پیش نظر نہ صرف ان قیدیوں کو رہا کیا بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک بھی فرمایا اور حسن سلوک کرنے کا حکم بھی دیا۔

¤ سیرت بن ہشامؒ میں مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی عقبہ بن ابی وقاص نے احد کے روز آپ ﷺ کا دانت مبارک شہید کر دیا، جس پر صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ آپ ﷺ ان کے لئے بد دعا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا

الھم اھد قومی فانھم لا یعلمون **"اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیونکہ یہ (مجھ) نہیں جانتے"**

¤ امام بخاریؒ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے جب اپنی قوم کو دعوت توحید دی تو انہوں نے بڑی ترش روی سے ایسے جواب دئے جس سے حضور ﷺ کو بے حد دکھ ہوا۔ حضرت جبرائیل امینؑ حاضر ہوئے اور عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ان نابکاروں کے لئے جو سزا تجویز کریں ان کے مطابق عمل ہو گا" پہاڑوں کا فرشتہ خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں جو آپ ﷺ کی مرضی ہو اس کو بجا لاؤں، اگر آپ ﷺ حکم دیں تو پہاڑوں کو ان کے اوپر سے ماروں اور ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہنے دوں"۔ نبی

Marfat.com

پاک ﷺ نے کمال رحمت کرتے ہوئے فرمایا "مجھے امید ہے کہ خداوند کریم ان کی پشتوں سے ایسی نسلیں پیدا کرے گا جو اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کریں گی۔ اور کسی چیز کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی، اس لئے میں تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم ان کو تہس نہس کر دو"

¤ مشہور واقعہ ہے کہ زینب بنت الحارث بن سلام خیبری (یہودیہ) نے گوشت میں زہر ملا کر کھلا دیا۔ یہ بات ظاہر ہو گئی اس عورت نے اقبال جرم بھی کر لیا لیکن رحمت مجسم ﷺ نے اسے بھی معاف فرما دیا۔

سیرت پاک ﷺ ان واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جس میں میرے آقا کریم ﷺ کی رحمت للعالمینی کا جام مؤمنین و کفار حتیٰ کہ ہر قسم کی مخلوق کے لئے عام ہے۔

¤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عاشق رسول صحابی لیکن ان کی والدہ ایمان نہ لائیں بلکہ بارگاہ رسالت ﷺ میں بے ادبی کرتیں، جس سے حضرت ابو ہریرہؓ کو تکلیف ہوتی۔ رسول پاک ﷺ سے عرض کی مسلسل دو روز تو یہی جواب ملا "ابو ہریرہؓ صبر کرو" تیسرے روز حضرت ابو ہریرہؓ کی فریاد پر نبی پاک ﷺ نے دعا فرمائی "الھم اھد امہ ابی ھریرۃ: اے اللہ! ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت سے بہرہ ور فرما دے" حضرت ابو ہریرہؓ گھر گئے تو والدہ ایمان یافتہ ہو چکی تھیں۔ کلمہ پڑھا یا اور وہ بھی "آنحضرت ﷺ فداک امی و ابی" کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئیں۔

¤ اسی طرح عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ آپ ﷺ کا سب سے بڑا دشمن مگر خدا کی شان کہ اس کا بیٹا حضور ﷺ کا جانثار صحابی، ایک روز نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی "حضور ﷺ آپ ﷺ حکم دیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ ﷺ کے قدموں میں لے آؤں" حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا "نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا"

امت مصطفیٰ ﷺ پر خاص مہربانیاں

؎ وہ رحمت کیسی رحمت ہے یار و مفہوم سمجھ لو رحمت کا

Marfat.com

اسکو بھی گلے سے لگایا ہے جسے اپنا کسی نے بنایا نہیں
بس غارِ حرا کی خلوت ہو یا جلوت قربت او ادنیٰ
سرکار ﷺ نے اپنی امت کو رکھا ہے یاد بھلایا نہیں
شفقت کا بھرم بھی تم سے ہے رحمت کا بھرم بھی تم سے ہے
ٹھکرائے ہوئے انسانوں کو تم نے تو کبھی ٹھکرایا نہیں

روایت میں آتا ہے کہ جب اللہ نے قلم کو پیدا کیا تو فرمایا "لکھ جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے" قلم نے لکھنا شروع کیا:

"حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نافرمانی کرے گی-اللہ عذاب دے گا، حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نافرمانی کرے گی-اللہ عذاب دے گا، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نافرمانی کرے گی-اللہ عذاب دے گا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نافرمانی کرے گی-اللہ عذاب دے گا، جب باری آئی امت محمدی ﷺ کی تو قلم نے لکھنا چاہا کہ امت محمد ﷺ گناہگار ہو گی-اللہ عذاب دے گا۔ قلم کو حکم ہوا: اے قلم !رک جا، کچھ تو ادب کر! تم نے سب کا معاملہ ایک جیسا سمجھ لیا، لکھ! "امت محمد ﷺ گناہ گار ہو گی مگر اللہ بخشنے والا رحمٰن ہے"

ایسی کیا بات ہے امت محمدی ﷺ میں ؟ اس فضیلت کی وجہ کیا ہے؟ کہ باقی امتوں پر نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب آئے اور اس امت کو بخش دیا جائے۔ خاص بات اس امت میں نہیں بلکہ اُس نسبت میں ہے جو امتِ مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کے حبیب اکبر ﷺ سے ہے۔ کمال اس امت کا نہیں بلکہ اس تعلق کا ہے جو اس امت کو اللہ کے محبوب ﷺ سے جوڑتا ہے۔ امت محمدی ﷺ پر اللہ کا کرم، اللہ کی رحمت، اللہ کی عطا، سب کچھ حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کہ رحمت اور فیض سے ہے۔ آقا دو جہاں ﷺ کی خیرات اور آپ ﷺ کا صدقہ ہے۔ محبوب سے وابستہ ہر چیز محب کو محبوب ہوتی ہے لہٰذا امت محمدی ﷺ پر اللہ کی مہربانی اسی محبت کے صدقے سے ہے۔ اللہ کو اپنے محبوب ﷺ کی امت سے بھی اسی نسبت سے پیار ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا

"میں رحمت ہوں اور رب کا ہدیہ ہوں" (دارمی، بیہقی، شعیب الایمان)

یعنی رب نے مجھے ﷺ جہاں رحمت بنا کر بھیجا ہے وہاں اپنا ہدیہ اور تحفہ بھی بنایا ہے۔ اب تحفہ اسی کو دیا جاتا ہے جو پیارا اور عزیز ہو معلوم ہوا کہ یہ امت رب کی پیاری ہے۔

؎ رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود حق تعالیٰ کی محبت پہ لاکھوں سلام

امت محمدی ﷺ کو اس رحمتوں والی محبت کا یہ فیض ملا کہ:

¤ اس امت کو نسبت محمد ﷺ کے طفیل "خیر الامت" بنا دیا گیا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں" (القرآن)

¤ یہ میرے آقا ﷺ کی اس امت پر مہربانی ہے اور آپ ﷺ کی رحمتوں کا فیضان ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے گناہ استغفار سے بخش دیے جائیں گے۔ اور یہ کہ ندامت ہونا ان کے لئے توبہ ہے اور ان کے لئے دنیا میں ثواب میں تعجیل (زیادتی) ہو گی، باوجودیکہ آخرت میں ثواب کا ذخیرہ ہو گا۔

¤ آخرت میں بھی میرے آقا کریم ﷺ کی امت کو دیگر امتوں پر فضیلت حاصل ہو گی۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

¤ **"انبیاء علیہ السلام پر جنت حرام ہو گی جب تک کہ میں ﷺ اس میں داخل نہ ہوں۔ اور جنت تمام امتوں پر حرام ہو گی جب تک کہ اس میں میری امت داخل نہ ہو جائے"** (مسند راہویہ، ابن ابی شیبہ المصنف)

¤ "نبی پاک ﷺ کی امت آپ ﷺ کے زیر سایہ قیامت کے روز سب سے پہلے پل صراط پار کرے گی" (صحیح مسلم)

¤ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: **"ہم لوگ آخر میں آنے والے قیامت کے روز سب سے پہلے ہوں گے۔ اور ہم لوگ ہی جنت میں سب سے پہلے**

Marfat.com

داخل ہوں گے " (صحیح مسلم۔ کتاب الجمعۃ)

☆ نبی پاک ﷺ صحابہ کرامؓ کی صف میں فرمایا کرتے تھے: "میری خواہش ہے کہ میری امت جنت میں کثیر تعداد میں ہو" پھر فرمایا: "جنت میں ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں سے ۸۰ صفیں میری امت کی اور باقی ۴۰ دوسری امتوں کی ہوں گی" (صحیح بخاری، سنن ترمذی)

☆ آپ ﷺ کی امت پر سے اس بوجھ کو دور کیا گیا جو ان سے پہلی امتوں پر تھا۔ بہت سی سختیاں جو پہلی امتوں پر تھیں وہ امت محمدی ﷺ کے لئے کھول دی گئیں۔ چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا:

"دین میں تم پر تنگی نہیں رکھی" (سورۃ البقرہ)

☆ اس امت پر آقا کریم ﷺ کی رحمت کے صدقے اللہ کی خاص عطا ہے کہ جو برے خیالات اور وساوس ہمارے دلوں میں آتے ہیں اور ان کو ہمارے اعضاء نے عملی صورت نہیں دی، اس پر گناہ نہ ملے گا بلکہ (نہ کرنے کے سبب ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اس کے برعکس نیکی کا ارادہ بھی کرے تو بھی نیکی لکھ دی جاتی ہے، چاہے عملی صورت بھی نہ کی ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میری خاطر میری امت سے دلی وسوسوں اور خیالوں سے تجاوز فرمایا۔ جب تک وہ منہ سے نہ بولیں یا اس پر عمل نہ کریں" (بخاری و مسلم)

☆ اس امت پر رحمت العالمین ﷺ کی رحمت اور کرم کا سایہ ہے کہ آپ ﷺ کی امت کو بار بار یہاں تک کہ آخری سانس تک توبہ کی مہلت دی گئی ہے۔ اور یہ سب آقا کریم جان ﷺ کی دعا کا صدقہ ہے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ جبرائیل امینؑ بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے فرمان کی تعمیل کریں"۔ حضور ﷺ نے جواب دیا: "میں اپنی امت کو مہلت دینا چاہتا ہوں تاکہ اللہ تعالی انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی توبہ قبول کرے"

Marfat.com

(الشفاء، جلد ا صفحہ ۱۶۳)

¤ پھر دعا کی قبولیت کے متعلق اللہ پاک فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۝ (المؤمن:۶۰)

"تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا"

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۝ (البقرۃ:۱۸۶)

"اور اے محبوب ﷺ! جب آپ ﷺ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں (تو آپ ﷺ ان کو بتا دیں) کہ میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں، پکارنے والے کی، جب (وہ) مجھے پکارے"

مگر اللہ پاک نے بھی دعا کی قبولیت کے لئے اپنے محبوب ﷺ کے وسیلے سے مانگنے کی شرط رکھ دی ہے۔ اب جو کوئی عاجزی کے ساتھ نبی پاک ﷺ کا واسطہ اور وسیلہ دے کر اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے گا تو اس کی حاجت ضرور پوری ہو گی۔

جب بھی مانگو وسیلے سے انہی ﷺ کے مانگو
اس وسیلے سے کرم اور دوبالا ہو گا

¤ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک دن اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ ﷺ کا وصال ہو چکا، پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا:
"مجھے بشارت دی گئی ہے کہ روز محشر سب سے پہلے میرے ساتھ میری امت کے ستر ہزار لوگ ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ہزار ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہو گا۔ اور یہ کہ مجھے بشارت دی گئی ہے کہ میری امت رُسوا نہ کی جائے گی نہ مغلوب ہو گی۔ تو میں نے اظہار تشکر کے لئے سجدہ کیا" (احمد، ابو بکر، شافعی الغیلانیات، ابن عساکر)

¤ حضرت عمرو بن قیسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالی نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور ان تین چیزوں سے نجات دی ہے۔ ۱) وہ قحط میں مبتلا نہ ہو گی۔ ۲) کوئی دشمن ان کو صفحہ ہستی سے

Marfat.com

مٹا نہ سکے گا۔ ۳) یہ امت گمراہی پر جمع (اکٹھی) نہ ہو گی "(داری، ابن عساکر)

٭ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی اور لیلۃ القدر ان سے پہلے کسی امت کو عطا نہ ہوئی"

٭ امت محمدی ﷺ کو دائمی کتاب 'قرآن پاک' عطا فرمادی جو مکمل ہے اور قیامت تک کے لئے ہدایت ہے اور جو ہمیں صاحب قرآن ہمارے پیارے کریم آقا ﷺ کے صدقے سے ملا ہے۔

٭ جب رسول اللہ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے وہاں آپ ﷺ نے آسمان پر فرشتوں کی جماعت دیکھی جو قیام کی حالت میں یہ تسبیح پڑھ رہے تھے: ''سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبَّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ'' حضرت جبرائیلؑ نے عرض کی: 'یا رسول اللہ ﷺ! جب سے آسمان پیدا ہوا ہے اس دن سے روز قیامت تک یہ فرشتے اسی طرح تسبیح میں مشغول رہیں گے" نبی پاک ﷺ کے کمال فضل اور رحمت فرماتے ہوئے اللہ پاک سے درخواست کہ اس عبادت کا ثواب آپ ﷺ کی امت کو عطا کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت پر قیام فرض کیا اور آپ ﷺ کی اس دعا کو قبول فرمایا۔ (معارج النبوۃ ج ۳، ۱۳۳)

٭ میرے آقا کریم ﷺ کی ہر فرد امت سے محبت

؎ امت کی خیر خواہی دل میں رچی تھی ان ﷺ کے
سجدے پہ کر کے سجدہ رب کو منانے والے

اس حدیث مبارکہ اور چشم دیدہ واقعہ کی راوی حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

''ایک مرتبہ آپ ﷺ نے دو آیات کی تلاوت فرمائی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام (خلیل اللہ) اور جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی اپنی امت سے متعلق اللہ کے حضور التجاؤں کا ذکر ہے۔ یہ پڑھ کر میرے آقا کریم ﷺ کی رحمت جوش میں آئی اور آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور بے ساختہ زبان پر "اُمتی اُمتی" کے الفاظ جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ اتنا روئے کہ زبان مبارک سے "اُمتی اُمتی" کے سوا کوئی اور الفاظ تک جاری نہ ہو رہے تھے۔ اللہ پاک سے اپنے

Marfat.com

محبوب ﷺ کا یہ رونا برداشت نہ ہوا فوراً جبرائیل امینؑ کے ذریعے فرمایا: "میرے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کی امت کے معاملے میں ہم آپ ﷺ کو خوش کر دیں گے، اور ناراض نہیں ہونے دیں گے" حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر میرا ایک بھی امتی دوزخ میں ہوا تو میں راضی نہیں ہوں گا"

امتی امتی لب پہ جاری رہا ۔۔۔ امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

¤ بعد از وصال بھی سلسلہ رحمت جاری ہے

سرکار ﷺ کا اپنی امت پر جو کرم، عنایت اور نگاہ لطف و عطا ہے وصال کے بعد بھی اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔ میرے آقا کریم ﷺ جیسے پہلے گناہگاروں کو بخشواتے تھے آج بھی ویسے ہی امت کے عیبوں کو اپنی کملی میں چھپاتے ہیں

میں اپنے خیر الوریٰ ﷺ کے صدقے ۔۔۔ میں ان ﷺ کی شان عطا کے صدقے

بھرا ہے عیبوں سے میرا دامن ۔۔۔ حضور ﷺ پھر بھی نبھا رہے ہیں

فرمایا: "میری ﷺ حیات تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال فرمانا بھی تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوتے رہیں گے جو نیک اعمال دیکھیں گے تو اللہ کا شکر ادا کریں گے اور جو تمہارے برے اعمال دیکھیں گے تو تمہارے لئے استغفار کریں گے" (شفاء السقام، ۳۵)

تو کیوں نہ کہیں!

قربان میں ان ﷺ کی بخشش کے مقصد بھی زباں پر آیا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں
آواز کرم دیتا ہی رہا تھک ہار گئے لینے والے
منگتوں کی ہمیشہ لاج رکھی محروم کبھی لوٹایا نہیں

آقا کریم ﷺ کے اس فضل و کرم اور بے حد و حساب رحمت کے باوجود آج امت کا عجیب حال ہے۔ نہ قلب میں سوز ہے، نہ روح میں احساس ہے، نہ ہی دین محمدی ﷺ کا کوئی لحاظ ہے۔ امتی

Marfat.com

ہونے کا حق ادا کرنا تو دور ہم اس نعمت کا شکر تک ادا نہیں کرتے۔ بس اللہ پاک سے دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے سے ہمیں آقا کریم جان ﷺ کا سچا اور سُچا امتی بنا دے۔ ایسا بنا دے کہ جس سے آقا کریم جان ﷺ خوش ہو جائیں (آمین)

بس!

؎ کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا ﷺ
اس کی دولت ہے فقط نقش کفِ پا تیرا ﷺ

اور میرے آقا کریم ﷺ کی نسبت سدا سلامت رہے کہ اس کے سوا ہم عاصیوں کا کوئی سہارا نہیں ہے

؎ عمل کی میرے اساس کیا ہے — بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس آپ ﷺ کی نسبت — میرا تو بس آسرا یہی ہے

غلاموں، مقروضوں، عورتوں اور بچوں پر نبی پاک ﷺ کی رحمت

یہ ہمارے معاشرے کے وہ طبقے ہیں جو عموماً کمزور، مجبور اور کسی نہ کسی کے ماتحت ہیں۔ انہیں حقیر سمجھا جاتا ہے۔ عزت نفس مجروح کی جاتی ہے اور کمزور سمجھ کر حق تلفی کی جاتی ہے۔ اسی کمزور اور بے بس شخص کے متعلق نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں بتاؤں اہل جنت کی پہچان؟ ہر کمزور اور حقیر سمجھا جانے والا شخص (مگر اس کا اللہ کے ہاں یہ مقام ہو گا کہ) اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھائے تو اللہ اسے ضرور سچا کر دیتا ہے" (صحیح بخاری)

¤ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی پاک ﷺ **غلاموں اور خادموں** کے اس مجبور بے آسرا اور غریب طبقے پر اپنی رحمت و شفقت نہ فرماتے۔ حضور ﷺ نے نہ صرف انسانوں کے حقوق متعین فرمائے بلکہ مالکوں اور مخدوموں کو بتایا کہ یہ نوکر چاکر اور غلام تمہاری ہی طرح صاحب حس و شعور انسان ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے: **"تمہارے غلام (اور نوکر) تمہارے بھائی ہیں۔ تمہیں**

Marfat.com

چاہئے کہ اس کو اس کھانے میں سے کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور اسے وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور انہیں ایسے مشکل کام کی تکلیف نہ دو جو ان کے لئے نا قابل برداشت ہو- اور اگر ایسے کام کی زحمت ناگزیر ہو تو اس کام میں ان کا ہاتھ بٹاؤ اور ان کی اعانت کرو" (بخاری:۱:۹)

دکھیوں کا سہارا تیری ﷺ گلی — بے یاروں کا یارا تیری ﷺ گلی
بے چاروں کا چارا تیری ﷺ گلی — منگتوں کا گزارا تیری ﷺ گلی

¤ قارئین گرامی! انسان عام طور پر قرض کسی مجبوری کی وجہ سے اٹھاتا ہے، اور قرض خواہ کے سامنے شرمسار بھی ہوتا ہے ایسے مجبور قرض داروں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دیتے ہوئے آقا کریم ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی نے کسی مقروض تنگدست کو مہلت دی، یا بالکل معاف ہی کر دیا تو اللہ تعالی اسے قیامت کے دن کی مصیبتوں سے نجات عطا فرمائے گا" (مشکوۃ المصابیح، ص ۲۵۱)

¤ یہ تو ہم سب ہی بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام سے پہلے **عورت** ذات کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جاتا تھا۔ انہیں معاشرے میں کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ شوہر کے مرنے پر عورت کو بھی اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا جاتا تھا۔ یعنی عورت ذات کو انسان تک نہ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آقا کریم ﷺ نے عورت ذات پر بھی بے شمار عنایات فرمائیں۔ آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی سخت ممانعت کی۔ آقا کریم ﷺ کی ان رحمتوں سے صرف مسلمان اور مومن عورتیں ہی نہیں بلکہ غیر مسلم عورتیں بھی فیضیاب ہوئیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ 'ایک بار ایک صحابی جنگ کے بعد قیدی عورتوں (کافر) کو لاشوں کے ڈھیر پر سے گزار کر لے جا رہے تھے، ان پر آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ عورت کا دل نرم ہوتا ہے وہ ایسے مناظر برداشت نہیں کر سکتیں'۔ آپ ﷺ نے غزوات میں بھی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری شریف)

¤ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ عورتیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر

Marfat.com

ہوئیں، عرض کی: (یارسول اللہ ﷺ!) آپ ﷺ کی جانب سے فیض پانے میں مرد ہم سے آگے نکل گئے، لہٰذا ہمیں بھی آپ ﷺ سے فیض یاب ہونے کے لئے ایک دن مقرر فرمادیجیئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک دن مقرر فرمادیا اس دن آپ ﷺ ان سے ملاقات فرماتے، انہیں نصیحت فرماتے اور اللہ کے احکامات بتاتے۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم)

¤ اسی طرح بیوی کے حقوق مقرر کرتے ہوئے فرمایا: "جو تم خود کھاؤ وہی اسے بھی کھلاؤ، جو تم خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو، اس سے برے الفاظ نہ کہو، اور اسے خود سے الگ نہ کرو مگر گھر کے اندر ہی" (سنن ابوداؤد، کتاب النکاح)

دین اسلام کی آمد سے پہلے عورت کے کسی حق کا خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ کہیں افراط (زیادتی) تھی، کہیں تفریط۔ تفسیر کی کتابوں میں ہے کہ نصاریٰ حائضہ سے مجامعت کرتے اور حیض کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہود کی یہ حالت تھی کہ وہ عورت ذات کو حقیر جانتے ہوئے ہر شے سے ایسی عورتوں کو الگ کر لیتے، نہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے، نہ گھر میں ان کے ساتھ میل جول رکھتے۔ اس پر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اس عورت (حائضہ) کے ساتھ سب معاملات رکھو، سوائے مجامعت کے" (احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

پھر جہاں یہ رواج تھا کہ بیٹی پیدا ہوئی اور اسے قتل کر دیا جاتا، زندہ دفنا دیا جاتا۔ اور بیٹی کی پیدائش کو باعث شرم سمجھا جاتا۔ اس بات کی حضور ﷺ نے سخت ممانعت فرمائی۔ اور بیٹی کو اللہ کی رحمت فرمادیا (الحدیث)۔

¤ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں، وہ شخص قیامت کے دن میرے ساتھ اس طرح ہو گا جیسے (اپنی دو انگلیوں کو ملا دیا) یہ دو انگلیاں" (صحیح مسلم)

¤ قارئین محترم! یہاں ایک بڑی خوبصورت بات عرض کرتے چلیں، میرے آقا کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں ہے کہ "بیٹا اللہ کی نعمت اور بیٹی رحمت ہے" کہ اللہ

Marfat.com

بیٹی والے کا بازو خود بن جاتا ہے۔ یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ بیٹا پیدا ہوتا ہے اور اس کے نام کے ساتھ عموماً 'احمد ﷺ' یا محمد ﷺ' کی نسبت جوڑی جاتی ہے، لیکن بیٹی کے نام کے ساتھ نہیں۔ ایسا کیوں؟ عرض کرتے چلیں کہ بیٹی تو پہلے سے ہی رحمت ہے۔ جب کہ بیٹا نعمت، نعمت کا حساب بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے نسبت کی ضرورت ہے جبکہ بیٹی تو رحمت بنا دی گئی، رحمت کا حساب نہیں ہوتا۔ بیٹی کو یہ رحمت نبی پاک ﷺ کی رحمت للعلمینی کی نسبت سے ہی عطا ہوئی ہے۔

¤ اسی طرح بچوں سے آپ ﷺ نہایت شفقت و محبت سے پیش آتے اور اوروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ فرمایا: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا" ابویعلی کی ایک روایت میں ہے "حضور ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ بچوں پر شفقت فرماتے"۔ قائین محترم! میرے کریم آقا ﷺ کسی یتیم کو روتا یا پریشانی میں دیکھتے تو آپ ﷺ خود بھی پریشان ہو جاتے۔ فرماتے: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جو مسلمان کسی یتیم بچے کے ساتھ پیار کرتا ہے، اللہ تعالی یتیم کے ہر بال کے بدلے اس کا درجہ بلند فرماتا ہے، ہر بال کے بدلے میں نیکی عطا فرماتا ہے- اور ہر بال کے عوض اس کی ایک خطا معاف فرماتا ہے" (مجمع الزوائد منبع الفوائد: ۸:۱۲۱)

کبھی جو سوئے غریباں خیال ہو جائے — تو بے کسوں کو بھی حاصل کمال ہو جائے
یہ میرے آقا ﷺ کی نظر کا فیضان ہے — کہ جس کو پیار سے دیکھیں بلال ؓ ہو جائے

رحمت مصطفیٰ ﷺ غیر محدود

قرآن مجید میں کیسی شان کی طرز بیانی ہے کہ اللہ پاک نے اپنی ربوبیت عالمینی کا چرچہ اور تذکرہ اپنے محبوب ﷺ اور محبوب ﷺ کی امت سے کروایا کہ اے بندو! تم کہو: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" مگر اپنے حبیب کی رحمت کا چرچہ اور تذکرہ خود فرمایا وہاں بھی تمام جہانوں کا ذکر ہے اور یہاں بھی تمام جہانوں کا ذکر فرمادیا۔ کہ جس کا خدا پاک رب ہے اس کے لئے حضور ﷺ رحمت ہیں۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ربوبیت الٰہی کا جس کسی کو فیض پہنچا وہ رحمت مصطفیٰ ﷺ کے صدقے

Marfat.com

سے پہنچا۔

؎ رحمٰن ملا ان کے صدقے قرآن ملا ان کے صدقے
وہ کیا ہے جو میرے آقا ﷺ کے در سے پایا نہیں

'عالَم' اللہ کے ماسویٰ کو کہتے ہیں (یعنی اللہ کے سواء جو کچھ بھی ہے وہ 'عالَم' میں شمار ہے) اور اس کی بہت سی اقسام ہیں۔ جس میں بہت سی مخلوقات ہیں، جو رحمت العالمین کا فیض پا رہی ہیں۔ جن میں: مخلوقات ذوی العقول، غیر عقل والے حیوانات، اہل برزخ، اہلیان ارواح، اہل اعراف، اہل جنت و حور و غلماں، عالم جمادات شامل ہیں۔ عالمین بھی غیر محدود ہیں اس لئے رحمت بھی غیر محدود ہے۔ جب تک عالمین کی بقا ہے تب تک رحمت کی بقا ہے۔ عالمین ابد تک لہٰذا رحمت بھی ابد تک۔ آپ ﷺ دنیا کے لئے رحمت اس لئے کہ آپ ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں کہ ارشاد ربانی کے مطابق "اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا"

؎ نہ فلک نہ چاند تارے نہ سحر نہ رات ہوتی
نہ تیرا ﷺ جمال ہوتا نہ یہ کائنات ہوتی

یہ تو اس دنیا کی بات ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی رحمت اس دنیا تک محدود نہیں بلکہ روز محشر کے لئے میرے آقا کریم ﷺ رحمت ہیں کہ تب نہ صرف آپ ﷺ کی امت بلکہ انبیاء کرام علیہ السلام بھی آپ ﷺ کی شفاعت کے طالب ہوں گے (مزید تفصیل 'مقام محمود' میں پڑھیئے)۔ پھر عالم ارواح کے لئے رحمت اس لئے کہ روح عمل کے لئے محتاج ہے جسم کی، اور تمام روحیں وجود رحمۃ العالمین ﷺ کی منتظر تھیں۔ آپ ﷺ کے آنے سے عالم اجسام بنا۔ جس سے عالم ارواح ظاہر و زندہ ہو گیا اپنے اپنے جسم کے ساتھ (از روح البیان)

نبی کریم ﷺ روح ہیں اور یہ عالمین جسم کی مانند ہے آپ ﷺ نہ ہوں تو کچھ بھی نہ ہو

؎ نہ مخلوق و خالق کا اظہار ہوتا — نہ رب کی خدائی کا اقرار ہوتا
نہ کوئی جہان و جاندار ہوتا — نہ شے کوئی ہوتی نہ مختار ہوتا

Marfat.com

نہ بادل نہ بادل کی قطرہ فشانی — نہ موجوں میں دریا نہ دریا میں پانی

نہ آدمؑ نہ حواؑ نہ عیسیٰؑ نہ موسیٰؑ — نہ توریت وانجیل وقرآن اترتا

محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

عالم اجسام میں عالم حیوانات، عالم نباتات، عالم جمادات شامل ہیں۔ عالم ناسوت کے لئے حضور ﷺ رحمت کیسے ہیں اس کا ذکر تفصیل سے کر چکے ہیں۔ اب ہم بیان کریں گے کہ عالم حیوانات، نباتات اور جمادات کے لئے حضور ﷺ رحمت ہیں۔ اس کے لئے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

نبی رحمت ﷺ نے جانوروں کے بھی حقوق کا تحفظ فرمایا ہے۔ مالک کو جانور پر ظلم کرتے دیکھا تو فرمایا: **"کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا، جس کا اللہ کر یم نے تجھے مالک بنایا ہے"** (سنن ابی داؤد ۱۱:۳۴۵)

☆ پھر ایک موقع پر فرمایا: **"ذی حیات (جاندار) کے ساتھ احسان کرنے میں اجر ہے"** (بخاری شریف)

☆ حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"جس شخص نے چڑیا کو کھیل کود اور مذاق میں فضول مار دیا تو خدا اس کے متعلق بار پرس کرے گا"** (مشکوۃ المصابیح، سنن نسائی: ۲:۱۸۶)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے رحمت عالم ﷺ نے جانوروں کا مثلہ یعنی ان کے زندہ ہونے کی حالت میں کسی عضو کو کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اور ایسا کرنے والے کو ملعون (رحمت ایزدی سے دور) قرار دیا ہے" (بخاری شریف: ۲:۸۲۹)

☆ نبی رحمت ﷺ نے جانوروں کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا۔ اسی طرح بعض حیوانات کو باعث برکت بھی فرمایا۔ مرغ سے متعلق فرمایا: **"مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے"** (ابوداؤد شریف ۲:۶۹۶)

Marfat.com

¤ چہرہ تمام اعضائے بدن میں محترم اور نازک ہوتا ہے اسی لئے حیوانات کو بھی چہرے پر مارنے یا ان کے منہ پر داغ دینے سے منع فرمایا گیا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ (ترجمہ) "رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے" (صحیح مسلم: ۲: ۲۰۲)

ہرن نے اونٹ نے چڑیوں نے کی یہی فریاد

کہ ان کے غم کا مداوا حضور ﷺ جانتے ہیں

¤ قارئین محترم! انسان کے لئے ایذا رساں اور نقصان دہ جانوروں مثلاً شیر، بھیڑیا، سانپ، بچھو وغیرہ کو مار دینے کی اسلام نے اجازت دی ہے لیکن ایسے جانور جو انسان کے لئے بے ضرر (نہ فائدہ مند نہ ہی نقصان دہ) ہیں ایسے جانوروں کو مارنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ھدھد، صرد، چیونٹی، شہد کی مکھی کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد، صحیح ابن حبان ۶: ۴۶۳)

¤ مینڈک کے مارنے سے بھی منع فرمایا ہے کہ اس کا ٹرانا اللہ کی تسبیح کرنا ہے (مجمع الزوائد ۴: ۳۰)

قربان جاؤں میرے آقا کریم ﷺ کی رحمت، محبت اور شفقت پر کہ اتنے ننھے سے پرندے کے آرام کا بھی کتنا خیال ہے کہ فرمایا: **"رات کے وقت پرندوں کے گھونسلے میں کنکر نہ پھینکو کیونکہ رات ان کے لئے آرام اور امان کا وقت ہے"** (مجمع الزوائد ۴: ۳۰)

¤ رحمت عالم ﷺ نے حیوانات کے معاملے میں اتنی معمولی سی چیز کو بھی ملحوظ خاطر رکھا کہ دودھ دینے والے جانوروں کے متعلق ہدایت فرمائی کہ "تھنوں میں دودھ چھوڑ دو" کیونکہ سارا دودھ نچوڑ لینا ان کے لئے باعث تکلیف ہے اور ان کے بچوں کے لئے بھی دودھ چھوڑنے کی ہدایت فرمائی"۔ (مجمع الزوائد ۴: ۸)

¤ ذبیحہ جانوروں کے حقوق کا بھی اتنا خیال کیا اور فرمایا کہ **"کسی جانور کو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو چھری تیز کر لو تاکہ ذبیحہ کو راحت پہنچے"** (مسلم شریف ۲: ۱۵۳)

آج یورپین ممالک میں جانوروں کے حقوق کی پاسداری کے لئے کئی تنظیمیں بنائی گئی ہیں۔

Marfat.com

دیکھا جائے تو یہ سب ہدایات میرے آقا کریم ﷺ کے فرمودات اور آپ ﷺ کے جانوروں سے حسن سلوک کے واقعات سے ہمیں ملتی ہیں۔ یہ سب دین محمدی ﷺ کا فیضان ہے اور میرے آقا کریم ﷺ کی رحمت للعلمینی ہے کہ جہاں ہر عالم میں رہنے والی ہر مخلوق رحمتوں کے خزانے لوٹ رہی ہے

رہی اس سے محروم آبی نہ خاکی ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک طرف جہاں یہ تنظیمیں جانوروں کے حقوق متعین کرتی ہیں اور دوسری طرف انسانی حقوق کی منافی ہو رہی ہے۔ خصوصاً مسلمانوں (برما، فلسطین، کشمیر، سیریا کے مسلمانوں) پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور یہاں بین الاقوامی انسانی حقوق کی علم بردار اور دیگر تنظیمیں خاموش ہیں۔ان مظلوم مسلمانوں کے لئے بولنے والا کوئی نہیں۔

افسوس ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی سیرت پاک کے اس گوشے کا مطالعہ تو کیا لیکن اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ حضور ﷺ نے زندگی میں ۸۳ غزوات کی سربراہی فرمائی لیکن ان سب میں مجموعی طور پر تقریباً کفار ۱۲۰۰ جہنم رسید ہوئے۔ جبکہ آج کفار اپنے کفریہ عظائم اور دشمنی کی بنا پر نہ جانے کتنے کروڑوں بے گناہ مسلمانوں کو شہید کر چکے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ رحمت العالمین ﷺ کی سیرت پاک کے ہر پہلو کا باغور مطالعہ کیا جائے۔ سیرت پاک ﷺ میں جامعیت بھی پائی جاتی ہے اور ہمہ گیریت بھی۔ آپ ﷺ کی شخصیت تو تمام جہانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ یہ بھی آپ ﷺ کی رحمۃ للعلمینی کا فیض ہے کہ آپ ﷺ کی شخصیت ہر قوم ہر شعبہ ہر طبقہ، ہر دور، ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

دعا ہے اللہ رب العزت ہمیں سیرت رسول اللہ ﷺ پر دل سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عالم برزخ کے لئے حضور ﷺ کی رحمت

Marfat.com

¤ عالم برزخ ’وہ عالم ہے جو ہماری دنیاوی زندگی کے خاتمے سے شروع ہوتا ہے اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے وقت ختم ہوتا ہے‘۔

میرے آقا کریم ﷺ عالم برزخ میں موجود مردوں کے لئے بھی رحمت ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ 'انبتاہ الاولیاء فی حیات انبیاء' میں تحریر فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ ہر نیک بخت مردے کے جنازے پر تشریف لاتے ہیں، گناہوں کی بخشش کے لئے اور دفع بلا کے لئے دعا فرماتے ہیں"

¤ کتب احادیث میں آتا ہے کہ نبی پاک ﷺ صحابہ کرامؓ کو تلقین فرماتے کہ جب قبرستان جاؤ تو مردوں کے لئے اللہ کے حضور بخشش کی دعا کرو۔ اسی طرح آپ ﷺ خود بھی جنت البقیع تشریف لے جاتے اور اہل قبور کے لئے اللہ کے حضور مغفرت طلب فرماتے۔

¤ پھر سب سے بڑھ کر جب مردے کو قبر میں لے جایا جائے گا تب آقا ﷺ کا رحمت بھرا چہرۂ مبارک ہی گناہ گار امتی کی بخشش کا سامان بن جائے گا۔ یہ تو عاشق ہو گا جو قبر میں آقا کریم دو جہان شفیع المذنبین رحمة للعلمین راحت العاشقین مراد المشتاقین ﷺ کے دیدار کے لئے آیا ہو گا۔ اس کا تا حیات یہ عقیدہ اور نعرہ ہو گا کہ

ے یہ سنا ہے بہت گور اندھیری ہو گی
پر قبر کا خوف نہ رکھنا اے دل — وہاں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہو گی

اور: ے لوکاں مینوں آن ڈرایا رات قبر دی کالی
پر میں سنیا اوتھے اس نے آنا جدے موڈھے کملی کالی

میرے آقا کریم ﷺ وہاں بھی کمال رحمت فرماتے ہوئے اپنے عاشق پر نظر کرم فرمائیں گے، وہ جنتیوں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔ فرشتے بھی میرے آقا ﷺ کے حکم کے منتظر ہوں گے۔ کاش ہم بھی ان خوش نصیبوں میں ہوں جن کے لئے آقا کریم ﷺ فرما دیں

Marfat.com

وچ قبر دے آقا ﷺ آکھن گے — اینوں چھڈ دیوا ے تے میرا اے

حضور ﷺ کی رحمت سے جبرائیل بھی محروم نہ رہے

تفسیر روح البیان میں آیت 'وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ' کے ماتحت حدیث نقل فرمائی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ اے جبرائیل! ہم تو رحمت للعلمین ہیں اور تم بھی عالم میں ہو۔ بتاؤ تم کو ہم سے کیا رحمت ملی؟ انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں ہمیشہ اپنے انجام سے ڈرتا تھا لیکن جب آپ ﷺ معراج میں آئے اور کچھ عرصہ مجھ کو آپ ﷺ کے ساتھ رہنے اور خدمت کا موقع ملا تو رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کے صدقے میری بھی تعریف فرمادی۔

ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝ (التکویر: ۲۰،۲۱)

"جو طاقت والا ہے مالک عرش کے حضور، طاقت والا ہے وہاں ان کا حکم مانا جاتا ہے"

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے۔

منگتیاں وچ ہے کھڑا جبریلؑ وی — شان ویکھو سوہنے ﷺ دے دربار دی

☆ رحمت والے آقا ﷺ کی رحمتیں جنات کے لئے بھی ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں جنات بھی حاضر ہوتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو بھی تعلیم فرمائی۔

روایت میں آتا ہے کہ وادیٔ نخلہ میں قیام کے دوران جنات آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے جنات کو اسلام کی دعوت دی، جنات نے بلا توقف اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے علاقے میں بھی اسلام کی دعوت دو۔ ایسا کرنے پر جنات کی کثیر تعداد حضور ﷺ کے عشق میں مبتلا ہو گئی اور آپ ﷺ سے ملاقات کی خواہشمند رہتی۔ ۳ ماہ بعد

Marfat.com

روایات کے مطابق ۱۲ ہزار جنات نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے بارہ اشرف جنات کو دین اسلام کی تبلیغ کے لئے منتخب فرمایا۔(ترمذی شریف)

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جنات حاضر ہوتے، اسلام قبول کرتے۔ اور ان کے وفود اس طرح آتے جاتے جس طرح انسانوں کے تھے۔ وہ فوج در فوج قبیلہ در قبیلہ مکہ مکرمہ میں اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آتے رہتے۔(ابو نعیم)

اس کے علاوہ صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جنات کے لئے خوراک مقرر فرمادی۔ وہ ہڈیاں جو ہم (انسان) کھانے کے بعد پھینک دیتے ہیں ان پر قدرتاً گوشت آجاتا ہے اور جنات اسے کھاتے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی اجازت سے ہوا۔(مسلم شریف)

رب العالمین نے نہ جانے اور کتنے جہان اور ان جہانوں میں بسنے والی نہ جانے کتنی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں جو ہماری عقل سے بالا تر ہیں۔ نہ ہم سب کو شمار میں لا سکتے ہیں اور نہ اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ اللہ کے راز ہیں انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا سوائے ان کے جنہیں وہ چاہیں۔

مگر یہ بات ہم سب جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ کے بنائے ہوئے سب جہانوں اور جہانوں میں بسنے والی سب مخلوقات کے لئے میرے آقا کریم ﷺ رحمت ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی شفاعت فرما دیں۔ تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے"

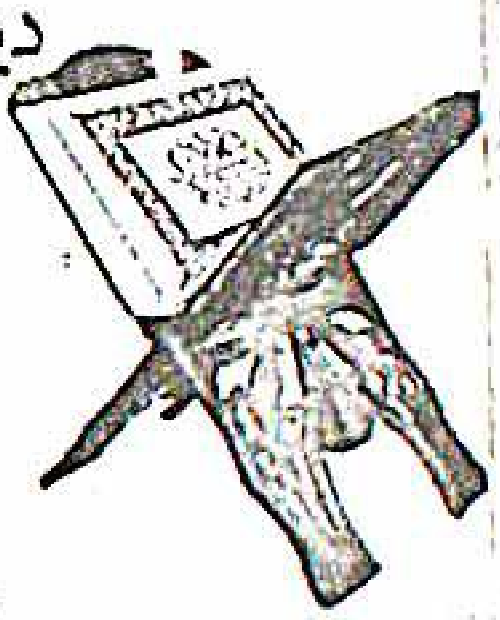

باب: ٦

شفاعتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

شافع محشر ﷺ

محشر میں بخشوانے والے

شفیع المذنبین

گناہگاروں کو بخشوانے والے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

حشر میں ان ﷺ کی شفاعت کے حوالے ہوں گے

ہم گناہ گاروں کو سرکار ﷺ سنبھالے ہوں گے

بخشوائیں گے خدا سے انہیں محبوبِ خدا ﷺ

طوق گردن میں غلامی کے جو ڈالے ہوں گے

جنتی وہ ہیں جنہیں اُن کی شفاعت پہ یقین

وہ جو منکر ہیں جہنم کے حوالے ہوں گے

Marfat.com

مقام شفاعت

رہا عمر بھر جسے غم عاصیوں کا سر عرش بھی جو نہ امت کو بھولا
مثال اس کرم کی جواب اس عطا کا کہیں مل سکا ہے نہیں ہے نہیں ہے

شفاعت کے معنی و مفہوم

شفاعت کا لفظ 'شفع' سے نکلا ہے۔ 'شفع' کے معنی ہیں ایک شے کا دوسری شے سے مل جانا۔ شفاعت کا مطلب ہے کسی کمزور آدمی کی مدد کے لئے کسی بڑے آدمی کا ساتھ مل جانا۔ دوسرے لفظوں میں 'سفارش' کرنا۔ میرے آقا کریم ﷺ کا یہ مقام ہے کہ آپ ﷺ "دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَم" ہیں کہ جن کے وسیلے سے بلا و وبا، قحط اور مرض اور دکھ درد دور ہوتا ہے۔ آپ ﷺ "اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ" ہیں کہ آپ ﷺ کا نام نامی لکھا گیا۔ بلند کیا گیا، قبول شفاعت کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ شَفِیْعِ الْاُمَمِ ۝ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ ۝ ہیں کہ امتوں کو بخشوانے والے، بخشش و کرم سے موصوف ہیں۔ آپ ﷺ "شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْن" ہیں کہ گناہگاروں کو بخشواتے ہیں۔ اور "وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْن" ہیں کہ دنیا و آخرت میں ہمارے لئے وسیلہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت برحق ہے اور اس کا منکر گمراہ اور شفاعت سے محروم ہے۔

عقیدہ شفاعت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ خالق و مالک وہ شہنشاہ حقیقی ہے کہ جس کو کسی سے کسی قسم کا لالچ ہے نہ ڈر۔ وہ تمام عالم سے غنی ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ اس لئے اس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے اپنے بندوں میں سے اپنے محبوبوں کو چن لیا۔ اور اس نے اپنے تمام محبوبوں کا سردار مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کو کیا۔ وہ باکمال بے نیازی اپنے کرم سے اپنے محبوبانِ کرام کے ناز اٹھاتا ہے۔ اس نے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت اور شان محبوبیت ظاہر فرمانے

Marfat.com

کے لئے آنحضرت ﷺ کو اپنے بندوں کا شفیع بنایا۔

نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا ذکر قرآن پاک کی ۱۱ آیات میں (تقریباً) اور ۴۰ احادیث میں آیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

¤ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ (النساء: ۶۴)

"اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (گناہ کر کر کے تھک جائیں) تو اے محبوب ﷺ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی شفاعت فرما دیں۔ تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ ۝ (الفتح: ۲)

"تاکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے سبب سے آپ کی امت (کے ان افراد) کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے"

تفسیر روح البیان میں ہے کہ یہاں مراد ہے کہ آپ ﷺ کی بدولت اللہ پاک امت مصطفیٰ ﷺ کی بخشش و مغفرت فرمائے گا۔

¤ احادیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پہ حاضر ہوا اور روضہ کی خاک سر پہ ڈالی اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا، ہم نے سنا، اور جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت ہے کہ (ترجمہ) "بے شک ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا (گناہ کر کر کے) اور میں آپ ﷺ کے حضور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے آیا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہوں کی بخشش کرائیے"

Marfat.com

؎ ظلم جانوں پر جب بے بہا کر لئے جرم عصیاں شہا جب حد سے بڑھ گئے
تیرے مجرم تیرے در پر حاضر ہوئے اب نہیں بخشوانا تیرا ﷺ کام ہے

اس فریاد پر روضۂ اقدس سے ندا آئی کہ "تیری بخشش ہو گئی" (کنزالایمان۔ تفسیر امام احمد رضا بریلویؒ)

¤ نبی پاک ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ "جس نے میرے قبر کی زیارت کی پس واجب ہو گئی اس پہ میری شفاعت"

¤ مسلم اور ترمذی میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ اکثر رات کو جنت البقیع تشریف لے جاتے اور قبر کے عذاب سے گزرنے والوں کے لئے دعائے مغفرت فرماتے۔ ان احادیث اور آیات قرآن سے ثابت ہے کہ میرے آقا کریم ﷺ قیامت ہی کے روز نہیں بلکہ دنیا میں بھی شفیع المذنبین (گناہگاروں کو بخشوانے والے) ہیں۔

¤ مشرکین کی شفاعت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ: "میں نے امت کے لئے شفاعت کو اختیار کیا۔ میں جانتا ہوں کہ امت کے لئے شفاعت زیادہ وسیع ہے۔ اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہو گی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے بغیر فوت ہوا" (صحیح بخاری و مسلم)

البتہ امت کے گناہگاروں، سیاہ کاروں اور بدکاروں کو حضور ﷺ اپنی شفاعت سے نوازیں گے۔ التحیات میں ہم روز دہراتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ: کہا جاتا ہے کہ یہ جملہ شب معراج اللہ کی طرف سے حضور ﷺ پر سلامتی، رحمت اور برکت کی دعا ہے۔ جس کے جواب میں سرکار ﷺ فرماتے ہیں: "اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ" سلام ہو ہم پر (امت کے گناہگاروں پر) اور اللہ کے صالح بندوں پر۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ صالح بندے تو اپنے نیک اعمال کی وجہ سے بخشے جائیں گے۔ وہاں تو

Marfat.com

گناہگار ہی آقا کریم ﷺ کی شفاعت کے محتاج ہوں گے۔اور قربان جاؤں میرے آقا کریم ﷺ کی محبت پر کہ شب معراج بھی اپنی امت کو نہ بھولے اور آپ ﷺ نے "عَلَیْنَا" کا لفظ فرما کر گناہ گاروں کو اپنا فرمادیا۔(سبحان اللہ)

ایک اور حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں کہ "صالح بندے اللہ کریم کے لئے ہیں اور گناہگار میرے لئے"(حدیث نبوی ﷺ)

چھپا رکھا ہے لگاتار میرے عیبوں کو میں کس قدر ہوں کمینہ حضور ﷺ جانتے ہیں

حضور اکرم ﷺ کو ساری امت ہی پیاری ہے

حدیث پاک میں آتا ہے، فرمایا:

"مجھے شفاعت اور نصف امت کو جنت میں داخل کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا۔میں ﷺ نے شفاعت کو پسند کیا۔کیونکہ شفاعت کا فیضان عام ہے۔(اگر نصف امت کو جنت میں داخل کرنے پر قناعت کرتا تو باقی نصف امت کہاں جاتی؟ چنانچہ میں ﷺ نے شفاعت کو پسند کیا تاکہ جب تک امت کا آخری فرد بھی جنت میں پہنچ نہ جائے اس وقت تک میں ﷺ شفاعت کا حق استعمال کرتا رہوں گا) پھر فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو یہ صرف متقی لوگوں کے لئے ہو گی۔نہیں! یہ گناہوں اور خطاؤں کی گندگی میں لتھڑے ہوئے لوگوں کے لئے ہو گی"(ترمذی)

پھر کیوں نہ کہوں کہ یا حبیب اللہ ﷺ

میریا مہرباناں نالے قدر داناں بڑے کرم کمائے نیں بھلا ہووے
لکھاں وچ پئے رلدے سن بخت میرے ککھوں لکھ بنائے نی بھلا ہووے
کلر شور زمین ساں مہرباناں بوٹے کرم دے لائے نی بھلا ہووے
سارا پتہ ای سردار مینوں کیتیاں دا پردے عیباں تے پائے نی بھلا ہووے

روایت میں آتا ہے کہ داروغہ جہنم نے حضور ﷺ سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! آپ ﷺ

Marfat.com

نے اپنی تمام امت کو جہنم کی آگ اور عذاب الٰہی سے بچا لیا" (بخاری شریف، کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ)

اللہ پاک کا رسول اللہ ﷺ کو یہ وسیع اختیار فرمانا آپ ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو گا۔ مسلم شریف میں حدیث قدسی ہے کہ:

"میرے محبوب ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے معاملے میں خوش کردیں گے اور ناراض نہیں ہونے دیں گے۔ (مسلم شریف: ۱:۱۱۳)

"اور عنقریب آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے" (والضحیٰ: ۵)

حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوا تو میں راضی نہ ہوں گا" (قرطبی ۲۰:۹۶)

گویا قیامت کے دن جو قانون لاگو ہو گا وہ **عطائے خدا مبنی بر رضائے مصطفیٰ** ﷺ ہو گا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

منصب شفاعت عطائے رب ذوالجلال

حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَتَه" یعنی "مجھے شفاعت کا حق عطا فرمایا گیا ہے"

اگرچہ اس سے پہلے مذاہب میں شفاعت کرنے کا تصور موجود تھا لیکن حضور ﷺ شفیع المذنبین ﷺ کے ارشاد سے محسوس ہوتا ہے کہ سابقہ امم میں شفاعت کا تصور ان کا اپنا پیدا کردہ تھا۔ اگر شفاعت کا اختیار پہلے انبیاء کرام علیہ السلام کو دیا جاتا تو حضور ﷺ اسے اپنی خصوصیات میں شامل نہ فرماتے۔ گویا قرآن میں جہاں جہاں شفاعت کی تردید آتی ہے وہ کافروں، یہودیوں، عیسائیوں کے اپنے پیدا کردہ عقائد کی ہے۔ جیسے مشرکین سمجھتے تھے کہ بت اپنے پجاریوں کے لئے اللہ کی اجازت کے بغیر

Marfat.com

بھی سفارش کریں گے۔ یہ شفاعت شرکیہ ہے جس کا اعتقاد مشرکین رکھتے تھے۔

¤ اللہ پاک نے شفاعت کے لئے شرائط رکھ دی:

شرط ۱: فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ (البقرۃ:۲۵۵) "کون ہے جو اللہ کے حضور اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے"

پھر فرمایا: "وہ نہیں شفاعت فرمائیں گے مگر وہی جسے اللہ پسند فرمائے"

یعنی شفاعت کا اختیار اسی ہستی کو ہے جن کو اللہ نے یہ اختیار عطا فرمایا ہے اور جو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ترین ہیں۔

اسی طرح یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ ان کے آباواجداد ان کی شفاعت کریں گے۔ اس کے رد میں اللہ نے فرمایا "بچو اس دن سے جس دن نہ جزا دے گی کوئی جان دوسری جان کو اور نہ ہی ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

شرط ۲: دوسری شرط یہ ہے کہ شفیع نہایت صادق، راست باز اور پوری معقول ٹھیک بات کہنے والا ہوتا ہے۔ فرمایا:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ (النجم:۳) "وہ حبیب ﷺ کچھ اپنے پاس سے نہیں کہتے مگر جو انہیں وحی کی جاتی ہے"

ان وضاحات سے صاف ظاہر ہے کہ شفاعت کی رد میں جو آیات نازل ہوئیں وہ کفار، مشرکین، یہود و عیسائی کے غلط عقائد کی نفی کرتے ہوئے اتاری گئیں۔

اب جو ان آیات کو حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے منسوب کرتے ہیں وہ ایمان سے بھی چلے جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے (میری) شفاعت کا انکار کیا، اس کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں"

بیہقیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ایک گروہ شفاعت کا منکر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ان کے ساتھ مت بیٹھا کرو"۔

؎ بروز حشر شفاعت کریں گے چُن چُن کر ہر اک غلام کا چہرہ حضور ﷺ جانتے ہیں

مقام شفاعت کے مراحل

نبی مکرم شافع مذنبین ﷺ کی روز ازل شفاعت کی مزید اقسام ہیں جنہیں محدثین کرام اور مفسرین حضرات نے بیان فرمایا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے شفاعت کی چند قسمیں بیان کی ہیں۔ جنہیں امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے وہ اقسام درج ذیل ہیں۔

¤ **شفاعت عظمیٰ**: روز محشر تمام انبیاء کرام علیہ السلام اپنی امتوں سمیت حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی شفاعت فرمائیں کہ حساب جلد شروع کریں۔ یہ اختیار صرف حضور ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔

¤ **شفاعتِ صغریٰ** وہ ہے جس کے ذریعے حضور ﷺ اپنی امت کے کچھ لوگوں کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کروائیں گے۔ یہ آپ ﷺ کی امت کے اولیاءؒ، صلحاءؒ اور صوفیاءؒ کا گروہ ہو گا۔ یہ قیامت کا دن ہو گا لیکن ہر ایک کا امتحان نہیں (حضور ﷺ کے صدقے سے) جنہوں نے ساری دنیاوی زندگی امتحان میں گزاری۔ ایک ایک لمحہ جن کا خدا کے حضور امتحان تھا، وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہی نہ ہوئے، ان کا ہر ہر لمحہ حضوری میں گزرا۔ وہ ہر دم اس کی بارگاہ میں حاضر رہے، شب و روز کا ایک ایک عمل ایسے کیا کہ ابھی اس کا حساب بھی دینا ہے بلکہ بروز قیامت وہ خود حضور ﷺ کی شفاعت کے صدقے سے خود صاحبان شفاعت ہوں گے کہ انہوں نے خود کئی لوگوں کو بخشوانا ہے۔ یہ بات احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

¤ حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے ۷۰

Marfat.com

ہزار افراد بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، یہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ ان کا پہلا اور آخری شخص جنت میں داخل ہو جائے گا اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے" (بخاری شریف)

☆امام ترمذی نے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "حضور ﷺ نے فرمایا: "میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ۷۰ ہزار افراد کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائے گا اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ۷۰ ہزار کو داخل کرے گا۔"

اسی لئے فرمایا کہ

یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ ۚ (بنی اسرائیل:۷۱)

"اس روز ہر شخص اپنے امام کے نام پر اٹھایا جائے گا۔

"یہ امام و پیشواء وہی ہوں گے جو اپنے مریدین، عقیدت مندوں کے لئے اللہ کے حضور سفارش کریں گے۔

؎ رکھ لیتے ہیں وہ اپنے دیوانوں کا بھرم
کھوٹے سکے بھی سربازار چل جاتے ہیں

احادیث کریمہ اور کتب عقائد کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاءؑ و اولیاءؒ اور علماء و شہداؒ و فقراؒ کی شفاعت مولا کریم اپنے کرم سے قبول فرمائے گا۔ حفاظ، حجاج بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی عنایت ہے اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریں گے۔ اسے کے علاوہ نابالغ بچے جو مر گئے ہیں اپنے والدین کی شفاعت کریں گے۔ اور شفاعت کا یہ اختیار بھی حضور ﷺ کے صدقے سے ان کو عطا ہوگا۔

احادیث میں آتا ہے کہ اللہ کے کچھ اولیاءؒ ایسے ہوں گے جن کو اللہ پاک بغیر حساب و کتاب جنت میں بھیجنے کا کہے گا اور فرمائے گا کہ وہاں جاؤ، وہاں تمہیں اپنا دیدار کراؤں گا۔ عرض کریں گے:
"مولا! میں ان کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جانا چاہتا ہوں جو میری مجلس میں ساتھ بیٹھ کر تیرا ذکر کیا کرتے تھے، مولا! فلاں شخص نے مجھے ایک بار پانی پلایا تھا، فلاں شخص نے وضو کرایا تھا، فلاں نے

Marfat.com

کھانا کھلایا تھا۔ اسی لئے اللہ پاک فرماتا ہے کہ "جہنم میں لوگوں کے چہرے نہیں جلائیں جائیں گے تا کہ وہ پہچان میں آسکیں "اللہ پاک فرمائے گا کہ ٹھیک ہے" جو تمہارے ہیں انہیں جنت میں لے جاؤ، جو تمہارے نہیں، انہیں وہیں رہنے دو۔"

حدیث شریف کا مفہوم ہے: "مومن اپنے بھائیوں کے لئے جو آتشِ دوزخ میں ہوں گے، اللہ کے حضور شفاعت و سوال میں مبالغہ کریں گے اور اللہ تعالی سے اِذن پا کر مسلمانوں کی کثیر تعداد کو پہچان پہچان کر دوزخ سے نکالیں گے۔"

¤ **تیسری قسم کی شفاعت** عذاب کے مستحقین امتیوں کو جنت میں داخل فرمایا جاتا ہے۔ یہ وہ ہوں گے جن پر اللہ پاک نے جہنم کی آگ کو لازم کر دیا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی شفاعت سے ان کو بخشوائیں گے۔ لہٰذا ان کو دوزخ میں ڈالنے کا فیصلہ منسوخ کر دیا جائے گا اور انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا "میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں ﷺ (اپنی امت کے) ان افراد (کی رہائی) کا پروانہ بھی حاصل کر لوں گا جنہیں دوزخ میں بھیجے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہو گا۔ جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: 'یا محمد ﷺ! آپ ﷺ نے اپنی تمام امت کو جہنم کی آگ اور عذاب الٰہی سے بچا لیا ہے" (حاکم المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۱۳۵، رقم ۲۲۰)

سرِ محشر شفاعت کے طلبگاروں میں ہم بھی ہیں
ہمیں بھی دیکھئے آقا ﷺ خطاکاروں میں ہم بھی ہیں

¤ **چوتھی قسم کی شفاعت** ان کے لئے ہے جو جہنم میں داخل کئے جا چکے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی کرم نوازی دیکھئے کہ روز قیامت آپ ﷺ اپنی امت کے ان گناہگاروں کو جو اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں ڈالے جا چکے تھے، دوزخ سے نکال نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں دوزخ کے پاس آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو میرے لئے اسے کھول دیا جائے گا۔ پس میں اس میں داخل ہو کر اللہ کی ایسی حمد کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے

Marfat.com

کبھی نہیں کی ہوگی اورنہ میرے بعد ایسی حمد کوئی کرے گا۔ پھر میں اخلاص سے "لاالہ الا اللہ" کہنے والوں کو دوزخ سے نکالوں گا" (طبرانی)

شافع محشر ﷺ کی رحمت انہیں بھی دھوڈالے گی
جو ورق دفتر اعمال کے کالے ہوں گے

☆ **پانچویں شفاعت** اہل جنت کے درجات کی بلندی کے لئے ہوگی۔ آپ ﷺ کی شفاعت سے جنت میں ادنیٰ درجے کے مستحق اعلیٰ درجے پر فائز کردئے جائیں گے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا" میں ﷺ جنت میں شفاعت کرنے والا پہلا فرد (یگانہ) ہوں" (مسلم شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شفاعت کا سلسلہ قیامت کے ختم ہو جانے سے بھی ختم نہیں ہوگا۔ بلکہ آپ ﷺ کی شفاعت جنت میں بھی جاری رہے گی۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی بروز محشر حضور ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے اور ہم حضور ﷺ کے دیوانوں کی صف میں کھڑے ہوں (آمین) اور منظر یہ ہو کہ:

نور آنکھوں پہ تو چہروں پہ اجالے ہوں گے
مصطفیٰ ﷺ والوں کے انداز نرالے ہوں گے
حشر میں ان ﷺ کی شفاعت کے حوالے ہوں گے
ہم گناہ گاروں کو سرکار ﷺ سنبھالے ہوں گے
بخشوائیں گے خدا سے انہیں محبوب خدا ﷺ
طوق گردن میں غلامی کے جو ڈالے ہوں گے
حشر میں بھیڑ ہوگی محسن ہم دیوانوں کی
میرے سرکار ﷺ کے سب چاہنے والے ہوں گے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿﴾

(یقیناً آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔)

باب: ۷

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ محمود

Marfat.com

مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے زیادہ تعریف کیے ہوئے

مَحْمُوْدٌ صلی اللہ علیہ وسلم
تعریف کیے گئے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَصِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَا

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احمدؐ و محمودؐ، حامدؐ و مصطفیٰؐ تم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو
ثناء کیا ہو سکے مقصودِ ہر مدح و ثناء تم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کا مقام محمود

مقام محمود حضور نبی اکرم ﷺ کے خواصِ اخروی میں سے ہے۔ روز قیامت حضور ﷺ کو جس اعلیٰ وارفع مقام پر فائز کیا جائے گا اسے قرآن میں مقام محمود کا نام دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ (الاسرٰی:۷۹)

اور رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد پڑھا کریں۔ یہ خاص آپ ﷺ کے لئے زیادہ کی گئی ہے۔ یقیناً آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

امام ابن کثیر نے مقام محمود کا مطلب بیان کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"اے محبوب ﷺ آپ ﷺ یہ عمل (نماز تہجد) ادا کیجئے۔ جس کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔ تا کہ بروز قیامت آپ ﷺ کو اس مقام پر فائز کیا جائے جس پر تمام مخلوقات اور خود خالق کائنات بھی آپ ﷺ کی حمد و ثناء بیان فرمائے گا" (تفسیر ابن کثیر:۵:۱۰۳)

مقام محمود حضور ﷺ کی نماز تہجد کا صلہ:

اس آیت کریمہ میں ایک اور بھی نقطہ پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نماز تہجد ادا کرنے کے صلہ میں مقام محمود پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ذرا غور کریں کہ آپ ﷺ کی نفلی عبادت کا یہ صلہ ہے کہ اللہ پاک آپ ﷺ کو مقام محمود عطا فرما رہا ہے۔ کہ 'اے محبوبِ کریم ﷺ! آپ ﷺ پر ایک زائد نماز فرض ہوئی جس کے صلہ میں آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو معراج کی بلندیاں عطا کرنے کے علاوہ آپ ﷺ کو محمودیت کے اعلیٰ مقام پر مبعوث اور قائم فرمائے گا۔ دنیا میں بھی، آخرت مین بھی، قبر میں بھی اور حشر میں بھی': کہ

؎ فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم حشر کا کہ ان ﷺ کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

Marfat.com

دنیا میں ایسے کہ بہت جلد ایسا ہونے والا ہے کہ قلوب عالمین اور ارواح کائنات میں آپ ﷺ کی مدحت سرائی ہو گی۔ عرش و فرش کے اہل ایمان آپ ﷺ کی محبت میں سرشار ہوں گے۔ قیامت تک آپ ﷺ کے قصیدے پڑھیں جائیں گے

یارسول اللہ ﷺ رفعت آپ نے پائی کہ بس ۔۔۔ کی شب اسریٰ خدا نے وہ پذیرائی کہ بس

گنتے گنتے تھک گئیں تاروں کی نازک انگلیاں ۔۔۔ مصطفیٰ ﷺ کے ہیں زمین پر اتنے شیدائی کہ بس

اور میدان حشر میں تو مقام محمود ﷺ کی شان ہی نرالی ہو گی شفاعت کا اختیار صرف آپ ﷺ ہی کو ہو گا۔ جنت کا دروازہ آپ ﷺ کے لئے کھلنا، صدر محشر بنایا جانا، حساب کتاب کو جلد ختم فرما کر محفلِ نعت خوانی کا انعقاد ہونا۔ اس سے بڑھ کر مقام محمود کسے نصیب ہو گا! اور یہ مقام تو صرف آپ ﷺ کی نفلی عبادت کا اجر ہے۔ تو حضور ﷺ کے فرائض کا کیا صلہ ہو گا! وہ صلہ ہماری سوچ سے بالاتر ہے۔

محمود کے معنی

"محمود" لفظ "حمد" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں "جس کی تعریف کی جائے" جس کے ذاتی کمالات۔ خصائص، فضائل اور عظمت و کمال کی حمد کی جائے اسے "محمود" کہتے ہیں۔

اللہ پاک نے اپنے کسی نبی کے مقام کا نام "محمود" نہ رکھا کیونکہ محمود اس کا اپنا ذاتی نام ہے۔ حقیقی "محمود" چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے اسی لئے اس نے مقام محمود کے لئے صرف اپنے محبوب کریم حضرت محمد مجتبیٰ ﷺ کو چُنا ہے۔ غور کریں تو قرآن حمد سے شروع ہو رہا ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کا اعلان ہو رہا ہے کہ محمود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جب کہ روز قیامت جب انتہائے قیامت کا وقت ہو گا تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مقام محمود (جہاں سب حضور ﷺ کی تعریف حمد کر رہے ہوں گے) عطا فرما کر ثابت کر دے گا کہ آج انتہائے حمد کا سزاوار صرف اور صرف میرا محبوب کریم ﷺ ہے: گویا اللہ رب العزت فرما رہا ہے: "محبوب ﷺ! آپ ﷺ کی

Marfat.com

شان حمد کا یہ عالم ہے کہ یہاں اس دنیا میں محمود میرا نام ہے اور اس کو میں روز قیامت آپ ﷺ کا مقام بنا دوں گا"

اس روز ساری مخلوق حضور ﷺ کی تعریف کر رہی ہو گی تو دوسری طرف خود باری تعالیٰ بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی حمد بیان کر رہا ہو گا۔

؎ خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو — محمد ﷺ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

محمود اور محمد ﷺ کا معنوی ربط

قارئین محترم! بڑی پیاری بات عرض کرتے چلیں۔ اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کا نام "محمد ﷺ" رکھا۔ جس کے معنی ہیں: "جس کی بار بار اور بے حد و حساب تعریف کی جائے"

حضور ﷺ کی تعریف جس جس جہت سے کرتے رہیں وہ سب "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کے ضمن میں اللہ ہی کی تعریف ہے۔ بلکہ حضور ﷺ کی حمد ہی اللہ کی سب سے بڑی اور اعلیٰ حمد ہے۔ وہ اس لیے کہ اللہ رب العزت نے ہی آپ ﷺ کو پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنا دیا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم:۴)

"اور بے شک آپ ﷺ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزین اور اخلاق الٰہیہ سے متصف ہیں)"

اب یہ کائنات کا قانون ہے کہ کسی کی بنائی ہوئی چیز کی تعریف در اصل بنانے والے کی تعریف ہے۔ عمارت کی تعریف معمار کی تعریف ہے۔، دیوان کی تعریف شاعر کی تعریف ہے، اسی طرح۔ ان مثالوں سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ حضور ﷺ کی تعریف در اصل اللہ کی حمد اور رحمت الٰہی کا باعث ہے۔ اور یہ تو وہ عمل ہے جو خود اللہ رب العزت فرما رہا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب:۵۶)

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا

Marfat.com

کرو۔"

؎ کہاں تک کرے کوئی توصیف ان ﷺ کی — خدا جب کہ کرتا ہے تعریف ان ﷺ کی

اللہ پاک خود اپنے محبوب ﷺ کی تعریف فرما رہا ہے اور اپنی مخلوق سے بھی اپنے محبوب ﷺ کی تعریف فرما رہا ہے اسی طرح بروز حشر بھی اللہ پاک خود اپنے محبوب ﷺ کی حمد بیان کر رہا ہو گا بلکہ اپنی مخلوق سے بھی آقا کریم جان ﷺ کی ثناء کروائے گا

؎ حشر میں ہر اک ان کا چاہنے والا ہو گا — میرے سرکار ﷺ کا عالم ہی نرالا ہو گا

اب جس طرح اللہ کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اسی طرح اللہ کی بیان کردہ تعریف کی بھی کوئی حد مقرر نہیں۔ اسی لئے تو آپ ﷺ کا نام خود "محمد ﷺ" رکھ دیا گیا کہ "جس ہستی کی بے حد و حساب تعریف کی جائے" اور یہ عمل تعریف صرف یوم قیامت کے لئے خاص نہیں بلکہ فرمایا کہ مقام اُس دن عطا کروں گا، کام پہلے سے کرتا چلا آ رہا ہوں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (الم نشرح:٤)

"اور ہم نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا"

محمد ﷺ اور محمود کے اس معنوی ربط کو حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضور ﷺ کی حمد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ — کی شان کو بلند کرنے کے لئے اپنے نام سے

فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ — آپ ﷺ کا نام نکالا۔ پس عرش والا محمود ہے

(بخاری، التاریخ الصغیر، ١:٣٨) — اور یہ محمد ﷺ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی خاطر اور آپ ﷺ

مقام محمود ہی مقام شفاعت ہے

مقام محمود ہی میرے آقا احمد مجتبیٰ ﷺ کا وہ مقام ہے جہاں آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ سے مقام محمود کے متعلق سوال کیا گیا تو

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: "مقام محمود ہی مقام شفاعت ہے" (الشفاء ۱: ۱۳۴)

ذرا چشم تصور میں لائیں یہ منظر کہ ایک طرف جملہ اولین و آخرین حضور ﷺ کی مدح سرائی کر رہے ہوں گے اور دوسری طرف کرم مصطفیٰ ﷺ کی تجلیات افزوں تر ہوں گی۔ آقا کریم ﷺ جس کو چاہیں گے اپنے کرم سے بخشوادیں گے۔ اعمال تو ایک طرف رہ جائیں گے بخشش اسی کی ہو گی جس کے لئے مصطفیٰ ﷺ راضی ہوں گے۔

اور جس نے زندگی میں حضور ﷺ کو ناراض کیا ہو گا، اللہ کے نبی ﷺ سے بغض رکھا ہو گا، ساری عمر ان سوالوں میں الجھا ہو گا کہ نبی کریم ﷺ نور ہیں یا بشر؟ حاضر ہیں یا نہیں؟ علم غیب رکھتے ہیں کہ نہیں؟ شفاعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ۔۔۔۔ تو وہ بھلا حضور ﷺ کی رضا کیسے حاصل کرے گا؟ ایسے ہی بے دینوں کے لئے پیر نصیر الدین نصیر شاہ صاحب فرماتے ہیں:

؎ حاضر و ناظر و نور و بشر و غیب کو چھوڑ

شکر کرو وہ ﷺ تیرے عیبوں کو چھپائے ہوئے ہیں

لہٰذا اس دن جب کچھ اور کام نہ آئے گا وہاں میرے آقا کریم ﷺ سے عشق ضرور کام آئے گا۔ کیونکہ ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ ہم بخشے جائیں۔ عبادت و ریاضت ہم کرنا نہیں چاہتے، حرام کمائی کہیں نہ کہیں ہمارے رزق میں شامل ہے، اپنی اصلاح کے دروازے ہم نے بند کر رکھے ہیں، اپنے علاوہ ہر ایک کو ہم غلط سمجھتے ہیں اور نہ جانے کتنے ایسے اعمال ہیں جو ہمارے اعمال ناموں کو سیاہ کرتے جارہے ہیں۔ ایسے میں صرف حضور ﷺ کی رحمت کا نور ہے جو ہمارے اعمال کی سیاہی کو بھی دھو دے گا۔ (انشاء اللہ)

؎ کوئی تسبیح نہ ملی اور نہ دوا کام آئی — ہر کڑے وقت میں آقا ﷺ کی ثناء کام آئی

؎ بروز حشر نہ ضروری تھا کوئی زاد عمل — بس سرورِ دین ﷺ کے تبسم کی ادا کام آئی

مقام محمود اور اذان کے بعد کی دعا

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اذان کے بعد درود پاک اور یہ دعا

Marfat.com

کیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا ۨ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَا ۨ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۨ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

ترجمہ: "اے اللہ! اے اس دعوت کامل اور اس کے نتیجے میں کھڑے ہونے والی نماز کے رب تو محمد ﷺ! کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند مرتبہ عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر فائز فرما دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے دن ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرما۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا"

اب یہ بات ذہن میں رہے کہ حضور ﷺ ہماری دعا کے محتاج ہر گز نہیں بلکہ ہم آپ ﷺ کی شفاعت کے محتاج ہیں۔ یہاں تو ہمیں مانگنے کا طریقہ سلیقہ سکھا دیا گیا جیسے ہم درود تو آقا ﷺ کی بارگاہ میں پڑھتے ہیں اصل میں اپنے لئے پڑھتے ہیں، اسی طرح مقام محمود حضور ﷺ کے لئے مانگ رہے ہیں پر اصل میں اپنے لئے شفاعت مانگ رہے ہیں۔ اسی لیے دعا کے کلمات ایسے ہیں کہ حضور ﷺ کو مقام محمود عطا ہو (جو کہ ہونا ہی ہے) تاکہ ہمیں حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔

قیامت کا پرخطر منظر

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
اوڑھ کر کالی کملی وہ ﷺ آئیں گے حشر کا سارا نقشہ بدل جائے گا

روایات میں آتا ہے کہ قیامت کے دن زمین تانبے کی ہو گی، سورج ایک میل کے فاصلے پر ہو گا، گرمی کی شدت اس قدر ہو گی کہ پسینہ ٹخنوں تک ہو گا، خوف وشدت سے دل پھٹے جا رہے ہوں گے۔ جہاں کوئی دوست، رشتہ دار دیکھنے کے باوجود کسی کا حال نہ پوچھے گا مگر!

حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق: "قیامت کے روز تمام تعلقات اور رشتہ

Marfat.com

دار یاں منقطع ہو جائیں گی لیکن میرا تعلق اور میرا نسب اس روز بھی قائم رہے گا" (ترمذی، جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

اور حضور ﷺ کے غلاموں کے لئے یہ دن فرض نماز سے زیادہ ہلکا اور آسان ہو گا

رکھ لیا آپ ﷺ کی نسبت نے ہمارا پردہ — رائیگاں حشر کے دن بھی یہ کمائی نہ گئی

انبیاء کرام علیہ السلام کے امام وخطیب اور مبشر و شفیع

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب (روز قیامت) لوگ قبروں سے نکلیں گے تو میں اس میں سے سب سے پہلا ہوں گا جس کی قبر شق ہو گی (یعنی میں ﷺ سب سے پہلے اپنی قبر میں سے اٹھوں گا) جب جائیں گے (بارگاہ رب میں) تو ان کا خطیب ہوں گا (یعنی حضور ﷺ سب کے پیشوا اور پیشرو ہوں گے۔ حضور ﷺ ہی کے ذریعے لوگ رب سے ملیں گے اور حضور ﷺ ہی رب تعالیٰ کا جواب لوگوں کو سنائیں گے) اور جب وہ مایوس ہوں گے تو انہیں (جنت و بخشش کی) بشارت دوں گا، اور اس روز لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہو گا (*لواء الحمد وہ جھنڈا ہے جو آپ ﷺ کو عطا ہو گا اور تمام اہل ایمان اسی جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے، اور حضور ﷺ کی حمد بیان کر رہے ہوں گے) اور میں ﷺ اپنے رب کے پاس اولاد آدمؑ کا سب سے کریم و معزز شخص ہوں گا اور یہ بات فخر سے نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہوں" (رواہ الترمذی وحسنہ)

غلام حشر میں جب سید الوریٰ ﷺ کے چلے — لواءِ حمد کے سائے میں سر اُٹھا کے چلے
چراغ لے کے جو عشاق مصطفیٰ ﷺ کے چلے — ہوائے تُند کے جھونکے بھی سر جھکا کے چلے
نصیرؔ اُن ﷺ کے سوا کون ہے رسول ایسا — جو بخشوانے کو آئے تو بخشوا کے چلے

ایک اور حدیث میں ہے کہ "قیامت کے دن جب لوگ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوجائیں گے تو میں ﷺ ان کا قائد ہوں گا- جب انہیں روک دیا جائے گا تو میں ﷺ ان کی شفاعت کروں گا، انہیں مغفرت کی خوشخبری سناؤں گا- ساری عزتیں اور سارے خزانوں کی کنجیاں قیامت کے روز میرے ﷺ ہاتھ میں

Marfat.com

ہوں گی۔ (کم و بیش) ایک ہزار خادم میری خدمت کے لئے جنت میں دست بدستہ حاضر ہوں گے" (جامع الترمذی، ابواب المناقب، جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

حضور ﷺ کے اسم مبارک سے آغاز قیامت

ہر ابتدا سے پہلے ہر انتہاء کے بعد
ذات نبی ﷺ بلند ہے ذات خدا کے بعد

روز محشر قیامت کی کاروائی کا آغاز "ندائے یا محمد ﷺ!" سے ہوگا۔ اللہ پاک عرش پر جلوہ افروز ہو کر سب سے پہلے اپنے محبوب کریم ﷺ کو پکارے گا۔ حضور ﷺ عرض کریں گے "اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں" پھر اللہ پاک حضور ﷺ کو خصوصی کلمات حمد عطا فرمائیں گے جو اس سے قبل کسی اور نبی کو عطا نہ ہوئے ہوں گے۔

اللہ کی طرف سے حضور ﷺ کا استقبال

روز قیامت جب حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو اللہ رب العزت خود آپ ﷺ کا استقبال فرمائے گا۔ اسی مقام و مرتبہ کو محدثین اور مفسرین نے 'مقام محمود' کا نام دیا ہے۔

اسی منظر کی عکاسی ایک پنجابی مکالمے کی صورت میں کرتے ہیں کہ روز قیامت ہے، ایک گناہگار، رب کی بارگاہ میں پیش ہے اور کہتا ہے:

تیری بارگاہ ایزدی وچ مولا — نال ادب دے عرض سنان لگاں
کیڑھی گل تیرے توں میری لکی ہوئی اے — بار بار کی مینوں آزمان لگاں ایں
میرے عیباں توں توں تے جاندا ای اے — کیڑھے عیب میں تیتھوں چھپان لگاں
صرف ایس لئے گناہ گار آں میں — اکٹھے کر مخلوق نوں تاں سنائیں
شرمسار میں ہوواں گا وچ محشر — ویکھ لئیں فرشتے ہسناایں

پھر بے ساختہ پکار اٹھتا ہے:

کریں حشر وچ نہ نشر مولا — کیڑھے نے تیرے توں نسناایں

Marfat.com

رب کوئے گا شاعر اوجھلا　　　کتھا کیتا نئیں تانوں میزاں لئی

نہ رکوع لئی نہ سجود لئی　　　نہ زکوۃ صلوۃ اذاں لئی

ارے استقبال کرن میں تے سدیا اے　　　تانوں اپنے عربی مہماں ﷺ لئی

عطاء لباس فاخرہ اور عرش کے دائیں جانب قیام مصطفیٰ ﷺ

روز قیامت اللہ پاک اپنے محبوب ﷺ کو خاص جنتی لباس "لباسِ فاخرہ" عطا فرمائے گا۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ آپ ﷺ کو خاص جنتی لباس پیش کیا جائے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ عرش کے دائیں جانب تشریف لائیں گے۔ یہ مقام صرف آپ ﷺ کو ہی عطا کیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"(روز قیامت) مجھ جنت کے پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی۔ اس کے بعد میں عرش کے دائیں جانب اعلی مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا مخلوق میں سے کوئی کھڑا نہ ہو گا" (ترمذی شریف)

مفسرین نے اسی مقام کو "کرسی" سے بھی تعبیر کیا ہے۔ حضرت مجاہد تابعیؒ فرماتے ہیں "مقام محمود یہ ہے کہ اللہ تعالی حضور ﷺ کو اپنے ساتھ ان کی مخصوص کرسی پر بٹھائے گا"

اللہ تعالی کا حضور ﷺ سے سوال اور حضور ﷺ کا جواب

روز قیامت حضور اکرم ﷺ کے لئے سونے کا منبر بچھایا جائے گا لیکن آپ ﷺ اپنی امت کی محبت اور فکر میں ہوں گے کہ نا جانے میرے گناہگار امتیوں کے ساتھ کیا ہو گا۔ آپ ﷺ اس منبر خاص پر تشریف فرما نہ ہوں گے، بلکہ اللہ کے حضور اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ پاک محبت بھرے انداز میں اپنے محبوب کی مرضی معلوم کرے گا کہ: "ماترید أن أصنع بأمّتك" (اے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کی کیا مرضی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے"

Marfat.com

اس محبت بھرے سوال کا جواب اس حدیث پاک میں بیان ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"(محشر کے دن) تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر (لگے) ہوں گے۔ وہ ان پر جلوہ افروز ہوں گے جب کہ میرا منبر (خالی) رہے گا۔ میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت (بے یار و مددگار) رہ جائے۔ چنانچہ میں بارگاہ الٰہی میں عرض کروں گا: "مولا! میری امت!" اللہ پاک فرمائے گا: "اے پیارے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کی کیا مرضی ہے؟ آپ ﷺ کی امت کے ساتھ کیسا سلوک ہو؟" میں عرض کروں گا: "اے پروردگار! ان کا حساب جلد فرمادے"، پس انہیں بلایا جائے گا، ان کا حساب ہو گا۔ ان میں کچھ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور باقی شفاعت سے، میں ﷺ مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا۔"

لواء حمد اور تمام مخلوق زیر لواء محمدی ﷺ

لواء حمد سے مراد وہ پرچم ہے جس کے سائے میں سب مخلوق حضور ﷺ کی حمد و ستائش کرے گی۔ آئمہ محدثین نے عطائے لواء حمد کو بھی مقام محمود تعبیر کیا ہے۔ شفاء شریف میں لواء حمد کی تشریح اس طرح بیان ہے:

"یہ وہ جھنڈا ہے جس کی ہر حامد اور محمود پیروی کرے گا" (الشفاء ج ۱، ص ۳۱۲)

لواء حمد کا ذکر حدیث پاک میں اس طرح آتا ہے: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے روز (بھی) انسانوں کا سردار ہوں گا اور یہ بات میں فخر سے نہیں کہہ رہا۔ قیامت کے روز سب میرے پرچم کے نیچے راحت و آسانی سے ہوں گے اور میرے ساتھ لواء حمد ہو گا۔ جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے سواء سبھی ہوں گے" (المستدرک ۱: ۳۱)

روز محشر حضور ﷺ کی مختلف مقامات پر تشریف آوری

Marfat.com

روز محشر حضور ﷺ تمام مقامات پر تشریف لے جائیں گے۔ جہاں جہاں حضور ﷺ کے امتی حضور ﷺ کو پکاریں گے حضور ﷺ وہاں تشریف لے جائیں گے۔

کبھی **میزان** پر جلوہ افروز ہوں گے کہ وہاں نامہ اعمال کھولے جا رہے ہوں گے تو حضور ﷺ جس کے اعمال حسنہ میں کمی دیکھیں گے تو اس کو شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے۔

اسی منظر کی عکاسی کرتے ہوئے پیر نصیر الدین نصیر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

کیوں نہ پلڑا تیرے اعمال کا بھاری ہو نصیرؔ

اب تو میزان پہ سرکار ﷺ بھی آئے ہوئے ہیں

پھر وہاں **پل صراط** پر آپ ﷺ گرتوں کو سنبھال رہے ہوں گے۔ گناہگاروں کے ہاتھوں کو تھام لیں گے اور انہیں جہنم میں جانے سے بچا لیں گے۔

بسند صحیح حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ کب لوگ پل صراط سے گزرتے ہیں"

پھر حضور ﷺ **حوض کوثر** پر اپنے چاہنے والوں کو جام پلائیں گے۔

حضور اکرم ﷺ کا ان تینوں مقامات پر تشریف فرما ہونے کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں روز قیامت آپ ﷺ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **"پل صراط، میزان اور حوض کوثر کے پاس۔"** (الجامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ)

غرض یہ کہ ہر جگہ آپ ﷺ کے نام کی دہائی ہو گی اور آپ ﷺ کا کرم ہو گا اور جہاں بھر کی خبر گیری ہو گی۔

ہے تو بھی صائمؔ عجیب انسان جو خوف محشر سے ہے ہراساں

ارے تو جن کی ہے نعت پڑھتا وہی تو لیں گے حساب تیرا

Marfat.com

شفاعت مصطفٰی ﷺ کی مفصل حدیث

امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے اپنی صحیحین میں حدیث شفاعت کو حضرت ابو ہریرہؓ کے واسطہ سے تفصیلاً بیان کیا ہے جس کا مطالعہ ہم جیسے گناہگاروں کے لئے باعث صد طمانیت ہے: اس لئے اس حدیث مبارک کو قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے:

جب لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے تو سورج ان کے سروں کے بالکل نزدیک ہوگا۔ لوگ ناقابل برداشت غم واندوہ میں مبتلا ہوں گے۔ طویل انتظار کے بعد ان کو یارائے صبر نہ رہے گا۔ وہ آپس میں مشورہ کریں گے اور کہیں گے کہ کیا تم کسی ایسی ہستی کے پاس نہیں چلتے جو تمہارے خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں شفاعت کرے؟ چنانچہ وہ سب ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کی خدت میں حاضر ہوں گے اور یوں عرض گزار ہوں گے:

"آپ آدم علیہ السلام ہیں تمام نوع انسانی کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور آپ میں اپنی روح پھونکی۔ پھر آپ کو جنت میں بسایا۔ تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ اے بڑی شان والے ہمارے پدر بزرگوار! از راہ عنایت ہمارے لئے بارگاہ رب العزت میں شفاعت کیجئے تاکہ اس تکلیف دہ موقف سے ہمیں رہائی نصیب ہو۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس کرب وغم میں مبتلا ہیں؟"

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: "میرے رب نے آج اس غضب کا اظہار کیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا۔ مجھے تو آج اپنی فکر ہے۔ شفاعت کی التجا کرنے کے لئے کسی اور کے پاس جاؤ!"

پھر ساری مخلوق حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوگی اور عرض کریں گے:

"اے نوح علیہ السلام! آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبدًا شکورًا (شکر گزار بندہ) کا لقب عطا فرمایا ہے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے ہم کس

Marfat.com

مصیبت میں مبتلا ہیں؟ کیا آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت نہیں فرمائیں گے؟''

حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے:

''میرے رب نے آج اس غضب کا اظہار کیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا۔ مجھے تو آج اپنی ذات کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک دعا مانگنے کا حق دیا تھا جو وہ ضرور قبول فرمائے گا۔ میں نے اپنا یہ حق استعمال کر لیا ہے۔ اب میں اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کے لئے لب کشائی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے خلیل ہیں''

پھر ساری مخلوق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گی اور بڑے ادب سے عرض کریں گے: ''آپ اللہ کے نبی ہیں اور تمام اہل زمین میں سے اللہ کے خلیل ہیں۔ ازراہ نوازش اپنے خداوند کریم کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت کریں۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟''

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی وہی جواب دیں گے کہ آج میرے رب نے بے حد غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ میں تمہارے لئے شفاعت نہیں کر سکتا۔ مجھے تو اپنی جان کی فکر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں، اور اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے تورات جیسی کتاب مرحمت فرمائی ہے اور ان کو قریب بلا کر سرگوشی کی ہے''۔ ساری مخلوق حضرت موسی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی عرض پیش کرے گی۔ آپ بھی معذرت کریں گے کہ تم حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں۔

پس سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حالت زار بیان کریں گے۔ اور ان سے درخواست کریں گے کہ بارگاہ الٰہی میں وہ ان کی شفاعت کریں۔ آپ بھی معذرت فرمائیں گے لیکن اللہ کی پریشان حال اور غم واندوہ سے نڈھال مخلوق کو ایک ایسے کریم اور محبوب کا پتہ

Marfat.com

بتائیں گے جس کے دروازے پر آنے والا کوئی سائل کبھی محروم نہیں لوٹتا۔ آپ انہیں کہیں گے کہ محمد عربی ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر یہ فریاد کرو۔ کیونکہ حضور ﷺ اللہ کے ایسے برگزیدہ اور مقبول بندے ہیں جن کو اگلی پچھلی خطاؤں سے اللہ نے حفاظت میں لے لیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ساری مخلوق در در کی ٹھوکریں کھانے اور ہر دروازہ سے مایوس ہونے کے بعد میرے پاس آکر فریاد کرے گی تو میں انہیں جواب دوں گا:

أَنَا لَهَا أَنَا لَهَا ہاں مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت کروں یعنی اب تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں:

"میں وہاں سے چل کر عرش الٰہی کے پاس حاضر ہوں گا اور اپنے رب سے شفاعت کرنے کی اجازت طلب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ جب میں اپنے کریم پروردگار کو عرش عظیم پر جلوہ فرما دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر کی نعمت مرحمت فرمائے گا۔ اور میں اس کی ایسے حمد بیان کروں گا اور ایسی ستائش کروں گا کہ آج تک ایسی حمد کسی نے بیان نہ کی ہو گی۔ میں دیر تک سجدہ ریز رہوں گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف ندا آئے گی:

"يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ۔ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔": "اے میرے محبوب ﷺ! اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھاؤ اور مانگو۔ آپ ﷺ جو مانگیں گے میں دوں گا۔ آپ ﷺ شفاعت کریں گے جس کی آپ ﷺ شفاعت کریں سے۔ اس کے بارے میں آپ ﷺ کی شفاعت قبول ہوگی۔

یہ سن کر میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا:

يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي۔ اے میرے پروردگار! میری امت پر رحم فرما اور

Marfat.com

اس کو نجات دے- اے میرے پروردگار! میری امت پر رحم فرما اور اس کو نجات دے- میرا پروردیگار مجھے فرمائے گا:

"جنت کے دروازوں میں سے دائیں جانب کے دروازے سے اپنے ان امتیوں کو داخل کرو جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا"اور جنت کے دوسرے دروازوں سے بھی آپ ﷺ کی امت جنت میں داخل ہو گی۔

میں پھر اللہ تعالیٰ کی جناب سر بسجود ہو جاؤں گا- مجھے کہا جائے گا: "اے میرے حبیب ﷺ! اپنا سر مبارک اٹھاؤ۔ جو تم عرض کرو گے میں سنوں گا۔ تم جس کی شفاعت کرو گے میں قبول فرماؤں گا۔ آپ ﷺ جو مانگیں گے وہ آپ ﷺ کو ضرور دیا جائے گا"۔اس اذن عام کے بعد میں عرض کروں گا: "اے میرے پروردگار!میری امت کو بخش دے"

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ رحمت سے جواب ملے گا: "آپ ﷺ تشریف لے جائیے اور آپ ﷺ کے جس امتی کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جائیے"

حسب ارشاد میں جاؤں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جن کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا ان کو بھڑکتی ہوئی جہنم سے نکال کر فردوس بریں کی بہاروں میں داخل کر دوں گا"

پھر لوٹ کر میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوں گا- پھر اس کی حمد و ثنا میں مصروف رہوں گا- اللہ تعالیٰ مجھے پھر فرمائے گا: "اے حبیب ﷺ! اب عجز و نیاز کی انتہاء ہو چکی۔ اب سجدہ سے سر مبارک اٹھائیے، آپ ﷺ مانگتے جائیں میں دیتا جاؤں گا، آپ ﷺ کہتے جائیں میں سنتا جاؤں گا۔ آپ ﷺ سفارش کرتے جائیں میں شفاعت قبول کرتا جاؤں گا"

پھر ارشاد ہو گا: "ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہے اس کو نکال کر جنت میں پہنچاؤ، چنانچہ میں اپنے تمام امتیوں کو جن کے دلوں میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو گا ان کو فردوس بریں میں پہنچا دوں گا۔

تیسری مرتبہ پھر یہی صورت حال ہو گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"اے میرے محبوب ﷺ! تیرے جس غلام کے دل میں رائی کے دانے سے بھی

Marfat.com

کم ،بہت کم، بہت کم ایمان ہے اس کو بھی جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچا دیں، چنانچہ میں ایسا ہی کروں گا''

چوتھی مرتبہ پھر شافع رفیع کے مالک اللہ کے رسول ﷺ اور ہمارے آقا کریم ﷺ پھر سجدہ ریز ہوں گے۔اپنی التجاؤں سے رحمت الٰہی کو پھر اپنی طرف ملتفت کریں گے۔ پھر یہ ارشاد ہوگا:
''اے میرے حبیب ﷺ! اپنا سر مبارک اٹھائیں۔ آپ ﷺ کہتے جائیں میں سنتا جاؤں گا، آپ ﷺ شفاعت فرماتے جائیں میں شفاعت قبول کرتا جاؤں گا۔ آپ ﷺ مانگتے جائیں میں دیتا جاؤں گا''

امت کی خیر خواہی دل میں رچی تھی ان ﷺ کے
سجدے پہ کر کے سجدہ رب کو منانے والے

حضور ﷺ فرماتے ہیں: میں چوتھی بار یہ عرض کروں گا:
''اے میرے پروردگار! مجھے اجازت عطا فرما کہ ہر اس شخص کو جنت میں پہنچاؤں جس نے 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' کہا ہے''

اللہ تعالی فرمائے گا: اے میرے حبیب ﷺ! یہ میرا کام ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! اپنی کبریائی کی قسم! اپنی عزت کی قسم! اپنے جبر و قہر کی قسم! میں ہر اس شخص کو آتش جہنم سے نکال لوں گا جس نے کہا: 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'

میں جو محشر میں بھٹکا ہوا پھر رہا ایسے میں مجھ کو آئے نظر مصطفیٰ ﷺ
خود ہی بولے او جھلے کہاں تو رہا ہم تو بادہ کوثر لٹاتے رہے
انبیاء اولیاء بھی واں دیکھے کھڑے کچھ گناہگار بھی سر جھکائے کھڑے
رب اکبر محبوب ﷺ بڑے عجز سے اک ہمارے لئے سر جھکاتے رہے
اِرْفَعْ رَاْسَ کی آئی ندا میں سنی بخش دیے میں نے جو ہیں تیرے امتی
پھر تشکر کے آنسو جو رخ پر گرے حسن جنت بھی اس پہ لوٹاتے رہے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾

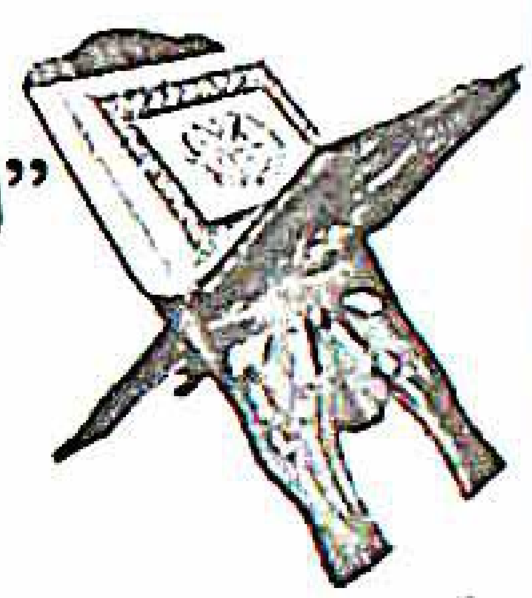

"اے محبوب ﷺ بے شک ہم نے آپ ﷺ کو (ہر خیر و فضیلت میں) بے انتہاء کثرت بخشی ہے"

باب: ۸

ملکیت و تقسیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

قاسم ﷺ

تقسیم کرنے والا

سردار ﷺ

سردار

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسل

اور رسولوں سے اعلٰی ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

ملکیتِ مصطفیٰ ﷺ

قارئین محترم! اس بات میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس وسیع و عریض کائنات میں جو کچھ بھی ہے اس کا مالک اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ وہی مالک عرض و جہان ہے اور وہی مختار کل ہے اور وہی رب ہے جو قادر مطلق ہے اور اسی کے اختیار میں ہے کہ جب چاہے جسے چاہے جتنا چاہے اپنے خزانوں میں سے عطا کر دے۔ اللہ کی عطا پر کوئی پابندی نہیں۔

وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝
(بنی اسرائیل:۲۰)

"اور تمہارے رب پر کوئی پابندی نہیں"

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ ۝ (آل عمران:۲۶)

"فرما دیجئیے! کہ اے اللہ ملک کے مالک جسے چاہتا ہے سلطنت دے دیتا ہے"

اللہ ہی نے آسمان و زمین کی ہر چیز اپنے خاص بندوں کے تابع کر دی ہے کہ "آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دی ہے اور اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دیں" (لقمان:۲۰)

اور جب اپنے محبوب کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی بات آئی تو عطا کی بھی انتہاء کر دی۔ محبوب ﷺ کو وہ کچھ عطا کر دیا جو عقل انسانی سے ماوراء ہے۔ اور پھر محبوب ﷺ سے محبت کا بھی کتنا پیارا انداز کہ حکم صادر فرمادیا کہ 'لینا ہے گر تو میرے مصطفیٰ ﷺ کے در سے لو، مانگنا ہے گر تو حبیب ﷺ سے مانگو'۔

اس پورے جہان میں جس کو بھی جو جو نعمت ملتی ہے وہ میرے آقا کریم ﷺ کا صدقہ ہے۔ اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ جو حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ سے

Marfat.com

بغض رکھتا ہے، وہ دنیا و آخرت کی ہر نعمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ میرے رب کو گوارا نہیں کہ وہ اپنے محبوب ﷺ سے بغض رکھنے والے کو اپنی خاص نعمتیں عطا فرمائے۔

ے خدا بھی کچھ نہیں دیتا تیری ﷺ رضا کے بغیر
کسی کو کچھ نہیں ملتا تیری ﷺ عطا کے بغیر

بلکہ ایسے لوگوں پر اللہ دنیا اور آخرت میں سخت عذاب نازل کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ "صرف انہی کو عذاب ہوگا جو حضور ﷺ کو ایذا دیں گے"

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (الکوثر:۳) "اے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کے دشمن بے نام و نشان ہیں۔"

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ (الھب:۱) "ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔"

لہذا حضور ﷺ کی رضا حاصل کر لو۔ اللہ کی رضا مل جائے گی۔ حضور ﷺ سے بغض رکھنے والا اللہ کی رضا تو دور بلکہ صرف اللہ کے عذاب کا حقدار ہے۔

قارئین محترم! میرے آقا کریم ﷺ کی شان لطف و کرم عطا دیکھئیے کہ

ے وہ روحِ زماں ہیں — چارہ گرِ بے کساں ہیں
رحمت بے کراں ہیں — ھادیٔ دو جہاں ہیں
بحر عطا ہیں — وہ لطف صبا ہیں
حبیب خدا ﷺ ہیں — "محمد مصطفی ﷺ ہیں"

کہ اللہ آپ ﷺ کو اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا کرتا جا رہا ہے اور آپ ﷺ اسے آگے تقسیم فرما رہے ہیں۔ جب بھی کوئی بھکاری حضور ﷺ سے مانگتا ہے۔ حضور پُر نور ﷺ اسے اتنا عطا فر دیتے ہیں کہ وہ آگے بانٹنے والا بن جاتا ہے۔ (حضور ﷺ کے جانثار صحابہ، صحابیات،

Marfat.com

اولیاء کاملین اور پاکان امت)

ایسا کریم ایسا سخی اور کون ہے — منگتا جو آیا سامنے سلطان بنا دیا

اور: مانگا نیازی میں نے جو صدقہ حبیب ﷺ کا

میرے خدا نے میری طلب سے سوا دیا

عطائے خداوندی اور تقسیم مصطفوی ﷺ کا یہ سلسلہ کل بھی جاری تھا آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جو خزانے (کوثر) عطا کئے ہیں اس پر کسی قسم کی کوئی قید نہیں۔ عطائے رب کریم پر گردش ماہ و سال کے اثر انداز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آقا دو جہان ﷺ پر ہونے والی اللہ کی عطائیں اور نوازشیں وقت مقام کی حدود و قیود سے ماوراء ہیں۔

عطاؤں کا سمندر۔ "الکوثر"

اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم پر عطا کی انتہاء کر دی کہ دنیا و آخرت کے بے شمار خزانے عطا فرما دیے۔ وہ خزانے کہ جس کو محب اور حبیب ﷺ کے سواء کوئی نہیں جانتا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب ﷺ

یعنی محبوب ﷺ اور محب میں نہیں میرا تیرا

رب تعالیٰ دنیاوی سامان کے بارے میں فرماتا ہے۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ (النساء:۷۷)

"فرما دیجئے دنیاوی سامان تھوڑا ہے"

دنیاوی سامان کا احاطہ مشکل ہے تو اللہ کا زیادہ، کثرت مال کیا ہو گا۔ سبحان اللہ! دنیاوی سامان جیسے اناج، گندم، چاول، پھل، پانی، دودھ، گھوڑا، اونٹ، خچر، موٹر سائیکل، کاریں، بسیں، ہوائی جہاز وغیرہ۔ نیز حیوانات، نباتات، جمادات، غرضیکہ اربوں در اربوں چیزیں جو ہمارے شمار

Marfat.com

میں نہیں۔ وہ سب اللہ کے لئے قلیل ہیں، کثیر نہیں! لیکن جو فضائل و کمالات، نعمتیں اور خوبیاں اپنے حبیب کو عطا کیں وہ قلیل نہیں کثیر نہیں بلکہ کثیر در کثیر! یعنی "کوثر" ہیں۔ جس کو اللہ نے کوثر کہہ دیا اس کا شمار کوئی نہین کر سکتا۔

اللہ تعالی کا ارشاد مقدس ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (النحل:۱۸)

"اور اللہ کی وہ نعمتیں گنو (جو حضور ﷺ جانتے ہیں) تو انہیں شمار نہیں کرسکو گے"

شفاء شریف میں ہے امام سہل بن عبداللہ تستریؒ نے اللہ کے اس بیان کی تشریح میں فرمایا: "نعمت اللہ سے مراد اللہ کی وہ نعمت ہیں جو حضور ﷺ پر ہیں"

گویا حضور ﷺ کے فضائل و کمالات جو عطائے رب ذوالجلال ہیں۔ ان کی حقیقت کو اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ نہ کوئی شمار کر سکا ہے آج تک نہ کر سکے گا۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر:۱)

"اے محبوب ﷺ بے شک ہم نے آپ ﷺ کو (ہر خیر و فضیلت میں) بے انتہاء کثرت بخشی ہے"

"اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" کے معنی و مفہوم

عربی لغت کے اعتبار سے مفہوم

- "اِنَّآ" حضور ﷺ کی نعت

اس آیت مبارکہ کی ابتدا "اِنَّآ" سے کی گئی ہے یعنی رب خود فرما رہا ہے کہ 'اے محبوب ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو عطا کیا' یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ "قُل' اے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے" اللہ پاک اپنے محبوب کی تعریف و ثناء خود فرما رہا ہے کہ ہم نے خود اپنے محبوب کو کل کائنات کے خزانے عطا کر دئے ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کے اختیار میں کچھ

Marfat.com

نہیں وہ خود جب جب اس سورۃ مبارکہ کی تلاوت کرتے ہیں تو اقرار کرتے جاتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ہی اللہ نے خود سب اختیارات کے خزانے عطا کر دیے ہیں اب مالا مال ہو گا وہ حضور ﷺ کی عطاؤں سے جو دل سے مانتا ہو گا کہ:

خالق کل نے آپ ﷺ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہان ہیں آپ ﷺ کے قبضہ و اختیار میں

”اَعْطَیْنٰکَ“ کب سے ہے عطا؟

یہاں لفظ ”اَعْطَیْنٰکَ“ استعمال ہوا جس کا مطلب ہے 'اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو **عطا کیا**“ یعنی یہاں ماضی کا ذکر آیا۔ یعنی ہم یہ نعمت آپ ﷺ کو پہلے سے ہی عطا کر چکے ہیں۔ اگر یہ کہنا ہوتا کہ 'عنقریب آپ ﷺ کو عطا کریں گے' تو اللہ فرماتا: 'سَنُعْطِیْکَ' جبکہ ایسا نہ کہا یعنی اللہ تو اپنے محبوب ﷺ کو تمام نعمتیں قبل از وجود عنصری ہی عطا کر چکا ہے۔

اب چونکہ اللہ پاک نبی اکرم ﷺ کو یہ نعمتیں پہلے سے ہی عطا کر چکا ہے تو نعمت کا چرچہ بھی خود فرما رہا ہے۔ پچھلے تمام آسمانی صحیفے جہاں متعدد مقام پر حضور ﷺ کی مدح بیان کرتے ہیں۔ وہاں حضور ﷺ کے مالک ارض و سماء، مالک کل اور مالک اختیار ہونے کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

¤ امام الطائفہ کے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحفہ میں **زبور مقدس** سے نقل کرتے ہیں:

"بھر گئی زمین احمد ﷺ کی حمد اور ان کی پاکی بولنے سے احمد ﷺ مالک ہوئے، ساری زمین اور تمام امتیوں کی گردنوں کے"

¤ **توریت مقدس** میں حضور ﷺ کا وصف یوں بیان ہوا ہے۔

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، وہ کنجیاں دئیے گئے ہیں"

(الخصائص الکبریٰ، ج:۱، ص:۱۱)

Marfat.com

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کی ثناء **انجیل پاک** میں مکتوب ہے:

"انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں"

محبوب سرور کائنات ﷺ کو بن مانگے عطا کر دیا

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسول — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
ملک کونین میں انبیاء تاجدار — تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

سبھی انبیاء کرام علیہ السلام اللہ کے معزز و مقرب بندے ہیں، انعام یافتہ ہیں۔ (الفتح) اور اللہ کی خاص عنایات سے بہرہ ور ہیں لیکن جو مقام اللہ نے ہمارے آقا و مولیٰ رحمت دو جہاں ﷺ کو عطا کیا ہے اس کی نہ کوئی مثل ہے نہ مثال۔

اللہ نے اپنے محبوب کریم کو کل کائنات کی سب نعمتیں بن مانگے عطا کر دیں۔ فرمایا:
"اے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کو مانگنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے آپ ﷺ کو خود سب نعمتیں (کوثر) عطا کر دیں سب خزانوں کا مالک آپ ﷺ کو بنا دیا ہے"۔

دیگر انبیاء کرام علیہ السلام نے رب کے حضور سوال کیا اور مانگا تو پھر رب تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا:

وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿﴾ (الشعراء:۸۷)

"جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے مجھے رسوا نہ کرنا"

لیکن اللہ نے اپنے محبوب ﷺ اور ان کی امت کے خاص لوگوں کی شان میں فرمایا:

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ ﴿﴾ (التحریم:۸)

"اس دن اللہ رسوا نہ فرمائے گا نبی ﷺ کو اور ایمانداروں کو جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں"

اسی طرح حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کی:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿﴾ (طٰہٰ:۲۵)

Marfat.com

"اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے"

مگر محبوب ﷺ کے لئے خدا فرماتا ہے:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۝ "اے محبوب ﷺ! کیا ہم نے آپ ﷺ کا سینہ کشادہ نہ فرمایا"

(الم نشرح:۱)

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا:

وَاجۡعَلۡنِىۡ مِنۡ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيۡمِ "اور بنا کے بھیج مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں سے"

۝(الشعراء:۸۵)

لیکن جب محبوب کریم ﷺ کی بات آئی تو فرمایا:

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ۝(الکوثر:۱) "ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کر دیا"

محبوب کریم ﷺ کو بن مانگے سب نعمتوں کا مالک بنا دیا

سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں لیکن آقا ﷺ کا منصب جدا ہے

وہ ﷺ امام صف انبیاء علیہ السلام ہیں ان ﷺ کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے

اور کیوں نہ ہو کہ وہ ﷺ محبوبِ خدا ہیں۔ یعنی جب نبی آخری زماں محبوب خدا ﷺ کی بات آئی تو یہ نہ کہا کہ مانگو ہم عطا کریں گے بلکہ فرمایا: "ہم اتنا عطا کریں گے (آپ ﷺ کو) کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے" یہ محب اور حبیب ﷺ کا اتنا پیار ارشتہ ہے کہ محب بس اپنے حبیب کی رضا کی خاطر عطاؤں پر عطائیں کرتا جا رہا ہے۔

مفتی احمد یار نعیمی ؒ فرماتے ہیں:

"تمام لوگ تو رب کو راضی کرنے کی ہزار ہا کوششیں کرتے ہیں مگر محبوب ﷺ کی یہ شان ہے کہ رب تعالیٰ ان ﷺ کو دے دے کر مناتا ہے"

Marfat.com

اور ہم اتنے خوش نصیب ہیں کہ وہی محبوب رب العالمین ﷺ ہم امتیوں سے کتنی محبت کرتے ہیں کہ بوقت پیدائش سربسجود ہیں اور لب مبارک جنبش کر رہے ہیں، دعا فرما رہے ہیں: "امتی ! امتی! امتی!"، معراج پر تشریف لے جاتے ہیں تب بھی امت کو نہیں بھولتے۔ روز محشر جب سب تعلق ختم ہو جائیں گے تب بھی ہمارے آقا کریم ﷺ ہی ہیں جو ہمیں اپنے دامن رحمت میں جگہ دیں گے۔ اور تب بھی زبان مبارک پر یہی ہوگا: مولا میری امت کو بخش دے۔ مولا! ان کو عذاب نہ دینا۔ پل صراط پر سلامتی عطا فرمانا۔

؎ دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا

کیونکہ رسول پاک ﷺ سے دیکھا نہ جائے گا

اَلْکَوْثَرْ کا معنی و مفہوم

اَلْکَوْثَرْ سے مراد دنیا و آخرت میں خیر کثیر ہے۔ خیر کثیر سے مراد ہے بہت زیادہ بھلائی ہے کہ جس کی کثرت کی کوئی حد نہیں۔ (مدارج نبوت؛ تفسیر سورۃ الکوثر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **"کوثر کے معنی وہ خیر کثیر ہے جو اللہ نے خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائی"**

علمائے تفسیر نے 'اَلْکَوْثَرْ' کو بیان کرتے ہوئے متعدد روایات نقل کی ہیں۔

- بعض علما نے 'اَلْکَوْثَرْ' سے مراد **نبوت و رسالت** لیا ہے۔
- بعض علماء 'اَلْکَوْثَرْ' سے **قرآن حکیم** مراد لیتے ہیں
- بعض 'اَلْکَوْثَرْ' سے مراد **دین اسلام** لیتے ہیں
- بعض علماء نے 'اَلْکَوْثَرْ' سے مراد **حضور ﷺ کے دل کا نور** لیا ہے
- بعض کے نزدیک اس سے مراد **مقام محمود** ہے

Marfat.com

• 'اَلْکَوْثَرْ' سے مراد **بہت خوبیاں اور ذکر کثیر** بھی لیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی رکھ دیا۔ کہ نماز میں، اذان میں حضور ﷺ کا ذکر شامل کر دیا، کہ جب بھی مسلمان نماز ادا کرے، درود ابراہیمی پڑھے: حضور ﷺ کا ذکر۔ اذان دیں یا سنیں: اس میں حضور ﷺ کا ذکر، بلکہ مسلمان ہونے کے لئے کلمہ پڑھیں تو حضور ﷺ کا نام لیں۔ گویا یہ اللہ کی اپنے محبوب ﷺ کو عطا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ گزرے مگر کسی کی ایسی تاریخ نہ لکھی گئی جیسے آقائے دو جہاں ﷺ کی وقت ولادت سے وقت وصال ایک ایک حال اس طرح تاریخ میں آ گیا۔

• 'اَلْکَوْثَرْ' سے مراد **اولاد کثیر** بھی ہے۔ یعنی آپ ﷺ کے فرزند صلبی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔ مگر آپ ﷺ کی صاحبزادی بی بی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے آپ ﷺ کی نسل چلتی آ رہی ہے اور قیامت تک چلتی رہے گی۔ آج بھی دیکھ لیں تو اللہ کے فضل و کرم سے سادات ہر جگہ موجود ہیں۔

• 'اَلْکَوْثَرْ' سے مراد **امت کثرہ** بھی لیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہوا ہے کہ اگرچہ جسمانی فرزند وصال فرما گئے مگر آپ ﷺ کو روحانی اولاد یعنی امت اس قدر عطا کی گئی کہ اس سے پہلے کسی کو نہ دے گئی۔ چنانچہ نصف جنت تو حضور ﷺ کی امت سے بھر جائے گی۔

• 'اَلْکَوْثَرْ' سے مراد **حضور ﷺ کے صحابہ** رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی لیا گیا ہے۔ کہ سوا لاکھ کے قریب حضور ﷺ کے صحابہ ہوئے۔ اتنے جانثار عاشقِ رسول صحابہ کسی اور نبی کو اتنی کثیر تعداد میں عطا نہ ہوئے۔

• 'اَلْکَوْثَرْ' سے مراد **عالم کثرت** بھی ہے۔ یعنی ماسویٰ اللہ سارا عالم آپ ﷺ کو دے دیا۔ جس کا اللہ رب ہے حضور ﷺ اس کے مالک ہیں۔

Marfat.com

اَلْکَوْثَرْ سے متعلق آئمہ تفسیر کے اقوال:

مذکورہ لفظ ''اَلْکَوْثَرْ'' کے کوزے میں معنوی طور پر حضور ﷺ کے فضائل و خصائل کے کیا کیا سمندر بند کر دیے ہیں اس کا اندازہ کچھ آئمہ تفسیر کے چند اقوال سے ہوتا ہے۔

☆امام فخر الدینؒ اس کی شرح میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'''اَلْکَوْثَرْ' سے مراد حضرت محمد ﷺ پر کی جانے والی اللہ کی جمیع نعمتیں ہیں۔ یہی معنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کیونکہ لفظ 'اَلْکَوْثَرْ' میں بے شمار نعمتیں شامل ہیں لہٰذا ان نعمتوں میں سے بعض نعمتوں کو مراد لینا اور دوسری نعمتوں کو ترک کر دینا بھی سہی نہ ہوگا اس آیت کریمہ کو ایسے معنی پر محمول کرنا چاہیئے جو تمام نعمتوں اور معانی پر محیط ہو'' (تفسیر الکبیر)

☆علامہ اسماعیل حقیؒ 'اَلْکَوْثَرْ' کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں 'اَلْکَوْثَرْ' میں داخل ہیں۔ ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی نعمت سے مراد علوم لدنیہ ہیں جو بغیر کتب کے محض فیضان الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں''
(تفسیر روح البیان)

☆علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں

''کوثر'' کثرت سے ماخوذ ہے۔ اس کا وزن فوعل ہے جو مبالغے کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہے: کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ اس کا اندازہ نہ لگایا جا سکے۔

☆امام فخر الدین رازیؒ تفسیر الکبیر میں فرماتے ہیں

لغت میں ''کوثر'' کا معنی ہر وہ چیز ہے جس کی کثرت میں زیادتی کی جائے

☆امام قرطبیؒ الجامع الاحکام القرآن میں فرماتے ہیں

Marfat.com

جو چیز تعداد میں، قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو عرب اسے "کوثر" کہتے ہیں۔

ملکیت مصطفیٰ کریم ﷺ۔ احادیث کی روشنی میں (شان مصطفیٰ ﷺ بازبان مصطفیٰ ﷺ)

ملک کل کہلاتے یہ ہیں ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
ساری کثرت پاتے یہ ہیں اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی)

* کنجیوں کے مالک حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

"بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں"

(صحیح بخاری؛ج:۲،ص ۵۸۵، صحیح مسلم؛ج:۲،ص:۱۸۹)

* حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور ساقی کوثر آقا کریم ﷺ فرماتے ہیں: "میں سو رہا تھا کہ تمام زمین و آسمان کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں" (صحیح بخاری؛ج:۱،ص:۴۱۸)

سرکار کیا و مختار بنایا دی کنجی آپ ﷺ کو اپنے خزانے کی خدا نے

حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے بعد اعلان ہوا اور کہنے والا کہہ رہا تھا کہ "نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد مجتبیٰ ﷺ نے قبضہ فرمایا" ساری دنیا میرے آقا مالکِ ارض و سماء کے قبضے میں آ گئی۔ ساری دنیا حضور ﷺ کی مٹھی میں کہ زمین و آسمان میں کوئی مخلوق، کوئی شے، کوئی دولت، کوئی خزانہ، کچھ بھی ایسا نہ رہے جو حضور ﷺ کے قبضہ میں اللہ نے نہ دیا ہو۔

دوسری جگہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ رضوان خازنِ جنت بعد ولادت سرکار مدینہ حضور ﷺ سے عرض کی:

Marfat.com

معك مفاتيح النصر يا خليفه الله
"حضور ﷺ آپ ﷺ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں اے اللہ کے نائب!"

(بحوالہ: مقام رسول ﷺ؛ ص۲۹۱)(الخصائص الکبریٰ؛ ج:۱، ص:۴۹)

* حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
"عزت دینا اور کنجیاں اس دن (قیامت میں) میرے ہاتھ میں ہوں گی"
(مشکوٰۃ شریف؛ باب فضائل سید المرسلین، ص:۵۱۴)

یعنی خالق کائنات نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو یہ مقام عطا فرمادیا کہ روز محشر جسے چاہیں گے عزت دیں گے، جسے چاہیں گے بخشوادیں گے۔

؎ دل میں الفت ہو محمد ﷺ کی تو دوزخ کیسی پھر سر حشر یہ رحمت کا لبادہ کیا ہے
اے فرشتو میرے اعمال نہ تولو ٹھہرو پہلے دیکھو میرے آقا ﷺ کا ارادہ کیا ہے

اب حضور ﷺ خود فرمار ہے ہیں کہ اللہ نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میں جسے چاہوں عزت دے دوں گا۔ اب تو حضور ﷺ کیسے اپنے امتیوں کو جہنم میں جانے دیں گے۔ حضور ﷺ کب چاہیں گے کہ میزان پر جب ان کے امتیوں کے اعمال نامے تولے جارہے ہوں اور جہاں کوئی کمی ہو وہاں امتی شرمسار ہوں؟ حضور ﷺ تو سراپا رحمت ہیں وہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ ان کے امتی دنیا و آخرت میں رسوا ہوں۔

؎ آج جو ﷺ عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ ﷺ چاہیں گے میری حشر میں رسوائی ہو

* حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم مالک و قاسم ﷺ فرماتے ہیں: "قیامت کے دن جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی اور میں یہ فخراً نہیں کہتا"
(بحوالہ: الخصائص الکبریٰ؛ ج:۲، ص:۲۲۴)

Marfat.com

محمد علی ظہوریؒ صاحب فرماتے ہیں:

مٹھے مٹھے سوہنے تیرے بول کملی والیا ﷺ — کج لیندے عاصیاں دے پول کملی والیا ﷺ
غم کیوں ظہوری کرے قبر دا تے حشر دا — جناں دی کنجی تیرے کول کملی والیا ﷺ

حضور ﷺ جسے چاہیں گے اپنے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل فرمادیں گے۔

اللہ خالقِ کل جہاں ___ حضور ﷺ مالک ارض وسماء

قارئین محترم! یہ ہمارا عقیدہ ہے، ہمارا ایمان ہے کہ اللہ جس کا خالق ہے حضور ﷺ اس کے مالک ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیاو آخرت میں جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ اللہ کی بارگاہ سے حضور ﷺ کے وسیلے سے ملیں گی۔ حضور ﷺ کو ہی اللہ نے اپنے خزانوں کی چابیاں عطا کی ہیں۔ ان خزانوں میں سے جو کچھ بھی عطا ہوتا ہے وہ آپ ﷺ کے ہاتھوں سے عطا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ خزانوں کا خالق و مالک ہے۔ اور حضور ﷺ اس کے خازن و قاسم ہیں۔

بزبانِ اعلیٰ حضرتؒ:

رَبّ ہے معطی یہ ﷺ ہیں قاسم — رزق اس کا کھلاتے یہ ﷺ ہیں

(معطی: عطا کرنے والا)

اللہ اور رسول ﷺ کا فضل

اللہ نے اپنی عطا کو رسول کریم ﷺ کی عطا اور رسول کریم ﷺ کی عطا کو اپنی عطا قرار دیتے ہوئے فرمایا:

* "کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ **اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عطا** پر راضی ہو جاتے کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ عنقریب اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہمیں اپنے **فضل سے عطا** فرما دیں گے" (التوبہ: ۲۹)

Marfat.com

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی تقسیم و عطا اللہ تعالیٰ کی تقسیم و عطا ہے۔ خیال رہے کہ اللہ کا فضل اور عطا حقیقی ہے جبکہ حضور ﷺ کا فضل و عطا **عطائی** (یعنی خدا کی عطا) ہے۔

*اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (التوبہ:۷۴)

"**اللہ اور اس کے رسول ﷺ** نے اپنے **فضل** سے ان کو غنی کر دیا"

یہاں بھی اللہ پاک اپنے فضل کے ساتھ محبوب ﷺ کے فضل کا ذکر فرما رہا ہے کہ میرا اور میرے محبوب کا فضل جدا نہیں۔

ہو تصرف کیوں نہ پھر اس ہاتھ کا اُکوان میں
جس کو خالق نے 'ید اللہ' کہہ دیا قرآن میں

☆'ید اللہ'۔ اللہ کا ہاتھ۔

کہ "اے محبوب ﷺ یہ کنکریاں آپ ﷺ نے نہیں پھینکیں ہم نے پھینکیں" (القرآن)
اور پھر؛ "اور جس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی---" (القرآن)

ع محب اور محبوب میں نہیں تیرا میرا

*فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "اور اے محبوب ﷺ! یاد کریں جب آپ ﷺ فرماتے تھے جسے اللہ نے اپنی نعمت دی اور آپ ﷺ نے اپنی نعمت دی"

معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عطا جدا نہیں، اللہ جس پر فضل فرمائے حضور ﷺ بھی اس پر فضل فرماتے ہیں اور حضور ﷺ جس پر فضل فرمائیں اللہ بھی اس پر فضل فرماتا ہے۔

Marfat.com

؎ نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

؎ وہ ﷺ خدا نہیں باخدا نہیں وہ خدا سے مگر جدا نہیں

وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب اور حبیب ﷺ کی بات ہے

منعم حقیقی صرف اللہ کی ذات ہے۔ مگر آیت بالا میں بھی حضور ﷺ کو **نعمت دینے والا** فرمایا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اللہ کی نعمتیں، فضل اور برکتیں حضور ﷺ ہی کے وسیلے اور صدقے سے ملتی ہیں اور ملتی رہیں گی۔

؎ سمیٹے گا خزانے دین و دنیا کے وہی جس نے

تمہارے سامنے دامن پسارا یا رسول اللہ ﷺ

حضور اکرم ﷺ۔ خازن و قاسم

اللہ پاک نے رحمت، بخشش، کرم، دنیاوی و اخروی سب نعمتوں کے خزانوں کی کنجیاں اپنے حبیب کریم ﷺ کے تصرف میں دے دیں۔ اور آپ ﷺ کو قاسم بنا دیا۔ یعنی آپ ﷺ خلق خدا میں اللہ کی نعمتیں تقسیم کرنے والے ہیں۔

*حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"انما انا قاسم واللہ یعطی" "بے شک میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ مجھے عطا فرمانے والا ہے"

(صحیح بخاری؛ ج:۱، ص:۴۳۹)

* حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں ہی قاسم ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں"

(صحیح بخاری و مسلم، کتاب الآداب)

؎ قاسم مطلق ہے تو یار حمۃ للعٰلمین ﷺ

بخشش و رحمت کی دولت آپ ﷺ کے قدموں میں ہے

حضور ﷺ کا ایک نام مبارک "الخازن لمال اللہ" یعنی اللہ کے مال کے خازن" بھی

Marfat.com

ہے۔اور یہ نام حدیث پاک میں آتا ہے۔جیسا کہ:

"انما انا قاسم وخازن واللہ یعطی"
(صحیح بخاری؛ج:۱،ص:۴۳۹)

"(اللہ کی ہر نعمت کا) میں ہی قاسم و خازن ہوں اور اللہ ہی عطا فرماتا ہے"

خلافت عظمیٰ باعطائے خدا تعالیٰ

اللہ کا سب کارخانہ سب لینا دینا نبی پاک ﷺ کے واسطے سے ہے۔حضور اکرم فرماتے ہیں کہ اللہ نے عرش پر لکھا:۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ به اخذ واعطی' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں انہی کے واسطے سے لوں گا اور انہی کے واسطے سے دوں گا" (الحدیث)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ کی بارگاہ کا تمام لینا دینا، اخذ (لینا) وعطا سب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں، ان کے واسطے، ان کے وسیلے سے ہے۔اسی کو **خلافت عظمیٰ** کہتے ہیں۔(از فیوضات امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرتؒ)

قارئین محترم! اب ہم حضور ﷺ مالک کون ومکاں، قاسم نعمتِ ربِ رحمٰن کے مختار کل ہونے پر آئمہ کرام، علماء عظام اور بزرگان دین کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

*امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے 'احیاء العلوم' میں فرمایا:

"ہمارے نبی ﷺ! نبوت، ملک اور سلطنت کے جامع ہیں اسی لیے آپ ﷺ باقی تمام انبیاء علیہ السلام سے افضل ہیں۔بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ ہی کے واسطے اور وسیلے سے دین ودنیا کی اصلاح مکمل فرمائی۔

*امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

فان من جودک الدنیا و ضرتھا
ومن علومک علم اللوح والقلم

"یعنی دنیا و آخرت (کی ہر نعمت) یا رسول اللہ ﷺ آپ کے خوان (تھال) سخاوت سے ایک ذرہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ ﷺ کے علوم کا ایک قطرہ ہے"

*امام ربانی احمد بن محمد خطیب رضی اللہ عنہ مواہب میں اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ خزانہ رازِ الٰہی اور جائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور ﷺ کے دربار سے۔ اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ کی سرکار سے۔ میرے ماں باپ ان پہ قربان جو ﷺ بادشاہ اور سردار ہیں، اس وقت سے کہ آدمؑ ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ ﷺ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ تمام جہان میں کوئی بھی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں"

یہ ارض و سماوات تیری ﷺ ذات کا صدقہ
محتاج ہے یہ ساری خدائی تیرے ﷺ دربار کی

*علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر حضور ﷺ کو حاکم مقرر کیا" (زرقانی؛ ج ۲، ص ۵۳)

*امام حافظ ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بے شک نبی اکرم ﷺ، اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور ﷺ کے دستِ رحمت کے فرمانبردار اور حضور ﷺ کے زیرِ حکم و زیرِ ارادہ و اختیار کر دیے۔ جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں نہیں دیں۔"

Marfat.com

الغرض یہ کہ اس جہان میں رنگ و بو میں حضور ﷺ اللہ تعالی کے خلیفہ و نائب ہیں۔ اور اللہ تعالی کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے متولی ہیں۔ دنیا و آخرت میں جس کو بھی کوئی نعمت ملی وہ حضور ﷺ ہی کے وسیلے اور واسطے سے ملی۔ آپ ﷺ ہر ایک کو جو اس کی طلب کے مطابق ہے عطا فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کے پاس ہی اللہ کے سب خزانوں کی چابیاں ہیں۔ گویا حضور ﷺ کا دینا اللہ ہی کا دینا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ (ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق) اللہ کے ہی عطا کردہ خزانوں میں سے بافضل خدا عطا فرماتے ہیں۔ یعنی دنیا و آخرت میں ہر نعمت مخلوق کو حضور ﷺ کے سبب اور واسطے سے پہنچ رہی ہے۔

اور میرے آقا کریم ﷺ تو رحمت للعلمین بھی ہیں کہ کائنات کی ہر مخلوق حضور ﷺ کے در کی بھکاری ہے۔ اور میرے آقا ﷺ کی شان کریمی کہ بن مانگے اتنا عطا فرما دیتے ہیں کہ مانگنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی اور اپنے غلام کی خطاؤں کو نہیں دیکھتے بلکہ اپنی عطاؤں کے مطابق عطا فرماتے ہیں! اور اتنا کہ اسے کسی اور در سے مانگنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

؎ یہ دربار رسالت ﷺ ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
یہ دربار محمد ﷺ ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے
جو ان کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں اے حامدؔ
کسی کے سامنے اور ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

سلطنت و اختیارات مصطفیٰ ﷺ باعطائے رب کریم

قارئین محترم! جیسے کہ پچھلی عبارت میں ہم نے قرآن، احادیث، فرمان اولیاء کرام اور آئمہ عظام سے امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعلمین خاتم النبیین ﷺ **کا مالکِ کون و مکاں، سید**

Marfat.com

الانس وجان، مختار کل، نائب اکبر اللہ خلیفہ مولائے اعظم، قاسم نعمتِ ربِ کریم ہونا ثابت کر چکے ہیں تو اب گویا جو کسی چیز کی ملکیت رکھتا ہے تو وہ اس بات کا اختیار بھی رکھتا ہے کہ وہ اس چیز کا جیسے چاہے جب چاہے جہاں چاہے استعمال کرے۔ یا چاہے تو کسی اور کو بھی اختیار دے دے اپنی ملکیت کے استعمال کا۔

* حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں"

(مشکوۃ شریف، ج۲، ص۵۲۱)

اسی طرح حضور ﷺ کے معجزات سے حضور ﷺ کا تصرف و اختیار و قدرت نمایاں ہے۔ سب معجزات کا ذکر تو نہیں ہو سکتا۔ چند کا کرتے چلیں:

* حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

"ہم نے نماز میں جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑا۔ اگر ہم وہ خوشہ توڑ لیتے تو تم اس کو قیامت تک کھاتے" (بخاری و مسلم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ یہ اختیار رکھتے ہیں کہ زمین پر کھڑے ہو کر جنت کو دیکھ لیں، اور اپنی اس مملوکہ و مقبوضہ جنت تک زمین سے کھڑے ہو کر ہاتھ بڑھا کر خوشہ توڑ کر اپنے غلاموں کو جنت کا پھل کھلا سکیں۔

* چاند پر حضور ﷺ کی حکومت کہ چاند کو اشارے سے چلاتے ہیں کہ جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے ہیں، چاند اسی طرف جھک جاتا ہے۔ اس طرح چاند کو ایک بار انگلی سے چیر دیا۔ (القرآن، صحیح بخاری و مسلم)

* سورج پر بھی حضور ﷺ کی حکومت اور اختیار کہ غروب ہونے سے روک دیا (شفاء شریف)، خندق میں بھی سورج کو غروب ہونے سے روک دیا، سورج کو طلوع سے روک دیا، غروب شدہ سورج کو واپس پلٹا دیا۔ یہاں تک کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز

Marfat.com

عصر، جو کہ خدمت گزاریٔ محبوب باری ﷺ میں قضا تھی، ادا فرمائی۔

گویا: ''مَالِكِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض'' میں حضور ﷺ کا حکم جاری و ساری ہے۔ تمام مخلوق الٰہی کو ان کے لئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔ وہ محبوبِ خدا تعالیٰ، خلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ ہیں۔

؎ وہ زبان جس کو سب کُن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

عطائے حوضِ کوثر و نہر تسنیم

؎ جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل

ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب نبی احمد مجتبیٰ ﷺ کو بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ انہی میں سے ایک نعمت 'نہر کوثر و تسنیم' ہے۔ جو کہ جنت الفردوس میں واقع ہے۔ یہ نہر میدان حشر میں واقع ایک حوض میں گرتی ہے، جسے ''**حوض کوثر**'' کہتے ہیں۔

حوضِ کوثر سے متعلق پچاس سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین سے روایات موجود ہیں۔ امام بخاری نے تو 'کتاب الرقاق' میں آخری باب کا عنوان ہی یہ باندھا ہے۔

نبی اکرم ﷺ بار بار اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کو حوضِ کوثر کے متعلق بتایا کرتے تھے۔ یہ بھی فرمایا: ''خدا کی قسم! میں اپنے حوضِ کوثر کو اس وقت دیکھ رہا ہوں'' (بخاری شریف)

حوضِ کوثر اور نہر کوثر کی خصوصیات 'احادیث' کی روشنی میں

• حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں جنت کی سیر کر رہا تھا کہ میرے سامنے ایک 'نہر' پیش کی گئی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے نصب تھے۔ جبرائیل امین نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ وہ نہر کوثر ہے جو آپ ﷺ کو آپ کے رب نے

Marfat.com

عطا فرمائی ہے" (مسند احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے- اور اس میں بہت *زیادہ خیر* ہے- وہ ایک حوض ہے جس پر روز قیامت میری امت (اپنی پیاس بجھانے کے لئے) آئے گی- اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں" (صحیح مسلم)

وہ تیرے عطا کہ تیو روہ ہجوم گرد کوثر
کہیں شورے کشا کا کہیں جام چل رہا ہے

• حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے حوض کوثر کی *مسافت ایک ماہ* کی ہے (یعنی وہ اس قدر طویل ہے کہ ایک جانب سے دوسری جانب تک کا سفر ایک ماہ کی مسافت کا ہے) اس کے زاویئے برابر ہیں (یعنی طول و عرض یکساں ہے یعنی مربع) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے- *اس کا پانی ٹھنڈا*، *شہد سے میٹھا ہوگا* اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں (حسین خوشبودار) جو اس کا پانی پیئے گا وہ کبھی پیاس میں مبتلا نہیں ہوگا" (بخاری و مسلم، مسند احمد، ابوداؤد بروایت ابن مسعودؓ، ابن عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ترمذی، ابن ماجہ)

• مسند احمد کی ہی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نہر کوثر کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: "اس کی تہہ میں کنکریوں کی بجائے موتی پڑے ہوں گے"

• حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نہر کوثر سے میرے حوض تک ایک نہر نکالی جائے گی جو مشک کی مٹی اور کنکریوں میں جاری ہوگی- اس کے ارد گرد پودے بھی ہوں گے جس کی *سونے کی شاخیں* ہوں گی- ان شاخوں پر بھی پھل ہوں گے- اس کے *پھل موتی اور جواہر* ہوں گے- اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے

Marfat.com

زیادہ میٹھا ہوگا۔ اللہ جسے اس میں سے ایک گھونٹ بھی پلادے وہ اسے پینے کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور جسے اللہ نے اس سے محروم رکھا وہ کبھی سیراب نہیں ہوگا"
(حاکم، المستدرک علی الصحیحین ۲:۳۹۶، رقم ۳۳۸۵)

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ﷺ ہیں

حوض کوثر۔ مقام دید

روز محشر ایسے بھی عاشقان رسول ﷺ ہوں گے کہ جن کو دیدار کی پیاس ہوگی۔ وہ پیاس جس سے زبان تو خشک نہیں ہوتی لیکن جب تک محبوب کا دیدار نصیب نہ ہو، دل مضطرب رہتا ہے۔

غنچہ دل مضطر کا کھلادے ساقی اس حسین سراپے سے ملادے ساقی
مل جائے میری ساقی کوثر سے نظر وہ بادۂ تطہیر پلادے ساقی

• قربان میں اپنے آقا کریم ﷺ پر کہ غلاموں کو تسلی دیتے ہوئے فرمادیا:
"تم انتظار کرو۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر تمہاری مجھ سے ملاقات ہوگی" (صحیح بخاری ۳:۳۸۱)

• پھر یہ بھی فرمادیا:
"میں حوض کوثر پر تمہارا منتظر ہوں گا۔ اور تمہارا انتظار کروں گا۔ جو شخص حوضِ کوثر پر آئے گا اس میں سے پی لے گا، اسے کبھی پیاس نہیں ستائے گی" (صحیح بخاری ۴:۱۵۷۴)

ہوگا سیراب سر کوثر و تسنیم وہی جس کے ہاتھوں میں محمد ﷺ کا پیالہ ہوگا

حوضِ کوثر اور حضور ﷺ کے چار یار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:
"میرے حوض کے چار کنارے ہیں۔ ایک کنارا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوگا، دوسرا کنارا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد

Marfat.com

ہوگا، تیسرا حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوگا اور چوتھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوگا۔ اور جو ان چاروں ہستیوں میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھے گا وہ حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہے گا"

یہ چاروں ہستیاں صدیقؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ تو حضور سرور کائنات ﷺ کے صدق، عدل، حلم، شجاعت کے آئینے ہیں اور حضور ﷺ کو دل و جان سے پیارے ہیں۔ گویا جو ان سے بُغض رکھے گا وہ دنیا و آخرت میں خیر سے محروم رہے گا۔

کیونکہ یہ وہ ہستیاں ہیں جن کے متعلق قبلہ پیر نصیر الدین نصیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مینار ہیں یہ عظمت انسانی کے — حامل ہیں تجلیات قرآنی کے
بُوبکر رضی اللہ عنہ و عمرؓ عثمانؓ و علی رضی اللہ عنہ — یہ چار عناصر ہیں مسلمانی کے

روایت میں آتا ہے کہ اس حوض کوثر پر حضور پُر نور ﷺ، ان کی آل رضوان اللہ علیہ اجمعین، اصحاب رضوان اللہ علیہ اجمعین، صالحین رحمۃ اللہ علیہ اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ، حضور ﷺ کی امت کو پانی پلانے میں مشغول ہوں گے۔ تاکہ امت محمدیہ کے صدیقین اور صالحین کی عظمت جملہ انبیاء کرام علیہ السلام کی امتیں بھی دیکھ لیں۔

یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ اسی حوض کوثر سے چھوٹے حوضوں میں بھی پانی جارہا ہوگا جو دوسرے انبیاء کرام علیہ السلام کی امتوں کے صالحین کے لئے مخصوص ہوگا۔ گویا دنیا میں بھی فیضان رحمت ساقی کوثر ﷺ کے باعث تھا اور آخرت میں بھی فیضان الٰہی انہی ﷺ کے توسل سے ہوگا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے حبیب رحمت للعلمین ﷺ، شفیع المذنبین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف عطا فرمائے اور حضور پاک ﷺ کے دست مبارک سے آبِ کوثر پینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

"(اے محبوب ﷺ!) ہم نے آپکی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا"۔

باب: ۹

رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

مُحَمَّدٌ ﷺ
سب سے زیادہ تعریف
کیے ہوئے

مَحمُودٌ ﷺ
تعریف کیے گئے

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ

وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَكَ کا ہے سایہ تجھ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر

بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مٹ گئے مٹ جائیں گے اعداء تیرے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ

شانِ رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ پاک فرماتا ہے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ "(اے محبوب ﷺ!) ہم نے آپ ﷺ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا"

(الم نشرح:۴)

قرآن پاک کی یہ آیت بظاہر تو مختصر نظر آتی ہے مگر در حقیقت اپنے اندر فضائل کثیرہ، کمالات جلیلہ اور نعمتِ کثیرہ کا وہ سمندر رکھتی ہے کہ جس میں مقامِ لامحدود، بلندیٔ درجات و مراتب اور وہ عظیم ترین رفعتیں موجود ہیں کہ جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا مقام اتنا اعلیٰ و ارفع ہے کہ حضور ﷺ کی شان کو کماحقّہ بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں! یہاں تو لفظ دم توڑ دیتے ہیں۔ سیاہی خشک ہو جاتی ہے، قلم ٹوٹ جاتے ہیں۔

میرے مرشد کامل حضور صوفی حق واسع رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہے کہ یہ عاجز، سرکار کریم احمد مجتبیٰ ﷺ کو عطا کردہ فضائل کثیرہ اور کمالات جلیلہ کے علوم و معارف اور اسرار و رموز کے سمندر کے چند قطرے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ ورنہ مجھ جیسے ایک طفلِ مکتب کی کیا حیثیت۔ نبی اکرم ﷺ کے محامد و محاسن کا باب اتنا وسیع ہے کہ جنہوں نے اس گلشن میں اپنی زندگیاں گزار دیں ان کو بھی آخر کار کہنا پڑا

؎ زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

کفار کی حسد اور اللہ کا جواب

اللہ پاک کا یہ فرمان کہ "(اے محبوب ﷺ!) ہم نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا" کے جہاں متعدد مقاصد ہیں وہاں یہ بھی ایک مقصد ہے کہ کفار جو حضور ﷺ سے بغض رکھتے اور کہتے کہ آپ ﷺ کے بعد آپ کا نام لیوا کون ہوگا؟ اس کے جواب میں اللہ نے یہ آیت نازل فرما دی۔ گویا بڑے بڑے نام والے دنیا سے ایسے گئے کہ ان کا نام ہی مٹ گیا۔ مگر نہ مٹ سکا تو

Marfat.com

حضور ﷺ کا چرچہ۔ لوگوں نے ان کے ذکر کو بند کرنے کی بہت کوشش کی بدعت کہا، شرک کے فتوے لگائے مگر وہ خود مٹ گئے حضور ﷺ کا ذکر نہ مٹ سکا!

مٹ گئے مٹ جائیں گے اعدا تیرے ۔۔۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچہ تیرا

۲۳ سال کی قلیل مدت میں مخالفتوں اور ذرائع ابلاغ کے فقدان کے باوجود اسلام کا بول بالا ہوتا گیا۔ مساجد تعمیر ہوئیں، اذانیں دی گئیں، درود و سلام کی محافل ہونے لگیں اور گویا اللہ کے حبیب ﷺ کے نام لیواؤں میں اضافہ ہوتا گیا۔ کم وقت میں ہی نور محمدی ﷺ کا اجالا پوری دنیا میں پھیلنے لگا اور گویا یوں اللہ کا وعدہ پورا ہو گیا۔

مرحلہ آغاز میں عجیب بات ہوئی کہ مشرکینِ مکہ مخالفتوں کے طوفان میں باہر سے مکہ آنے والے لوگوں کو حضور ﷺ کی بات سننے سے منع کرتے مگر اس پراپیگنڈے کا اثر یہ ہوتا کہ وہی لوگ جن کو روکا جاتا تھا جب مکہ سے واپس اپنے ٹھکانوں کو جاتے تو کسی نہ کسی رنگ سے حضور ﷺ کا تذکرہ لے بیٹھتے اور انہی کے رشتہ داروں، ملنے والوں میں سے لوگ تفتیشِ احوال کے لئے مکہ آتے اور حضور ﷺ کو ایک بار دیکھتے ہی دولتِ ایمانی اپنی جھولیوں میں سمیٹتے جاتے۔ یوں اللہ نے حضور ﷺ کے **دشمنوں کے ذریعے بھی حضور ﷺ کا ذکر بلند** کر دیا۔

اب ہم چند سوالوں کے جواب کے ذریعے رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ کا معنی اور مفہوم بیان کریں گے۔

- حضور ﷺ کا ذکر **کس نے** بلند کیا؟
- حضور ﷺ کا ذکر **کب سے** بلند ہے؟
- حضور ﷺ کے ذکر **کب تک** بلند ہو گا؟
- حضور ﷺ کے ذکر کو **کتنا** بلند کیا گیا؟
- حضور ﷺ کے ذکر کو **کس لئے** بلند کیا؟
- حضور ﷺ کے ذکر سے ہمیں کیا **فائدہ** ہے؟

Marfat.com

رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ خدا کی ذمہ داری

یہ آیت کریمہ حضور ﷺ کے بلندیٔ ذکر کے مضمون کو جس انداز سے بیان کر رہی ہے وہ اپنی نوعیت اور اپنی شان میں منفرد ہے۔ اللہ کے کلام کا اصول ہے کہ کبھی اللہ پاک اپنا نام صیغۂ متکلم (واحد) اور کبھی صیغہ جمع میں لیتا ہے۔ یعنی کبھی 'میں' (واحد) کہا اور کبھی 'ہم' (جمع)۔

اللہ پاک کا اپنے آپ کو 'میں' کہنا شان توحید پر دلالت کرتا ہے۔ اور 'ہم' کہنا شان جلالت پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ کی شان 'میں' کہنے سے گھٹتی نہیں اور 'ہم' کہنے سے بڑھتی نہیں کیونکہ وہ بے نیاز ہے۔

مگر اللہ جس فعل کو بلند اور اونچا درجہ عطا کرنا چاہتا ہے وہاں صیغہ جمع استعمال کرتا ہے۔ جیسے فرمایا:'

- 'ہم نے قرآن کو نازل کیا۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''
(الحجرات:۹)

یہاں چونکہ قرآن کے اترنے کا ذکر ہے اس لئے 'ہم' کہا تاکہ بیان کی طاقت بڑھے۔

یہاں ایک اور لطیف نقطہ کہ اللہ پاک نے قرآن میں جہاں جہاں اپنے محبوب ﷺ پر عطاؤں کا ذکر کیا ہے وہاں 'ہم' فرمادیا کہ:

- ''ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کیا'' (الکوثر:۱)
- ''ہم نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا'' (الم نشرح:۲)

کہ جب جب آپ ﷺ کا ذکر آئے گا تو 'میں' نہ کہوں گا 'ہم' کہوں گا کہ لوگو! مصطفیٰ ﷺ کو تنہا نہ سمجھو 'میں' بھی ان کے ساتھ ہوں۔ اور یہاں 'ہم' کا مقصد یہ بھی ہے کہ خود خدا تو مصطفیٰ ﷺ کے چرچے کر رہا ہے ساتھ اپنی مخلوق سے بھی کروا رہا ہے۔ مطلب ہر کوئی تیرے چرچے کر رہا ہے ہر کوئی تیرے گن گا رہا ہے۔ گویا ساری کائناتِ پست و بالا، ساری کائناتِ فرش و عرش کو ذکر مصطفیٰ ﷺ میں شریک کرنے کے لئے فرمایا جا رہا ہے **''ہم نے بلند کر دیا''**

گنتے گنتے تھک گئی تاروں کی نازک انگلیاں ۔۔۔ مصطفیٰ ﷺ کے ہیں زمین پر اتنے شیدائی کہ بس

Marfat.com

خدا مصطفیٰ ﷺ کا ذاکر

اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے ذکر اور چرچے کو مخلوق (جن، اِنس، فرشتوں) کا محتاج نہ رکھا کہ محبوب ﷺ! اگر یہ لوگ آپ کا ذکر نہ کریں اپنے جلوس، محفلوں، مجلسوں، تحریروں میں، تب بھی آپ ﷺ کے ذکر کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ ﷺ کا ذکر کرنے والے، آپ ﷺ کا نام جپنے، آپ ﷺ کی نعت گوئی اور درود و سلام میں تو 'میں' مصروف و مشغول ہوں۔ اب جو یہ سمجھے کہ میرے ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے سے ذکر بلند ہوتا ہے۔ وہ محض اس کی خام خیالی ہے کہ ہمارے کروڑوں اربوں ذکر ایک طرف اور اللہ کا ذکر ایک طرف تو جس ہستی کا ذکر خود خدا کرے ان کی بلندی کا شمار کون کر سکتا ہے۔ ان کی رفعت کو کون سمجھ سکتا ہے۔ یقیناً کوئی نہیں سوائے ذاکر اور مذکور کے۔ (سبحان اللہ)

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر　　بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

نہ مٹ سکا ہے نہ مٹ سکے گا کبھی چرچہ تیرا

آدمی اپنی بنائی ہوئی چیز خود بگاڑ سکتا ہے، مگر رب کی بنائی چیز کسی کے بگاڑنے سے نہیں بگڑتی۔ گیس و چراغ آدمی بجھا سکتا ہے کیونکہ انہیں آدمیوں نے ہی روشن کیا ہے۔ لیکن چاند سورج کسی کی پھونک سے نہیں بجھتے۔ کیونکہ رب کے روشن کئے ہوئے ہیں۔ اللہ نے حضور ﷺ کی رفعت ذکر کو اپنی طرف نسبت فرما کر یہ بتا دیا کہ آپ ﷺ کی بلندی کسی مخلوق کی طرف سے نہیں بلکہ جو آپ ﷺ کو نیچا کرنا چاہے گا وہ خود نیچا ہو جائے گے۔ فرمایا:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (الکوثر:۳)　　"اے محبوب! جو آپ ﷺ کے دشمن ہیں وہ بے نام و نشان ہیں"

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے　　وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

حضور ﷺ کا ذکر تب سے ہے جب سے خدا ہے

جب اللہ پاک نے فرما دیا کہ میں خود اپنے مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرنے والا بھی ہوں اور بلند

Marfat.com

کرنے والا بھی تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جب سے خدا ہے تب سے ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جب زمین آسمان، مکاں لامکاں، کچھ بھی نہ تھا، کوئی مخلوق نہ تھی، مگر خدا تو تھا اور خدا کے لبوں پر ذکر مصطفیٰ ﷺ تھا۔

یہاں '**وَرَفَعْنَا**' کو **ماضی** فرما کر یہ بتایا کہ اے محبوب ﷺ! آپ کی بلندی آج سے نہیں بہت پہلے سے ہے۔ اور ماضی کو بھی **مطلق** فرما کر اشارہ فرما دیا کہ محبوب ﷺ آپ ﷺ کی بلندی قرب و بعید کی قید سے آزاد ہے۔ ہر زمانہ آپ ﷺ کی آن بان اور شان اعلیٰ رہا، حقیقت تو یہ ہے کہ ماضی و مستقبل، حال فقط سمجھانے کے لئے ہیں۔ آپ ﷺ کا ذکر تو تب سے ہے جب کچھ بھی نہ تھا، اور 'تھا' بھی نہ تھا تب خدا تھا اور ذکر مصطفیٰ ﷺ تھا!

انبیاء و مرسلینؑ سے عہد و میثاق

حضور اکرم ﷺ کو تو اللہ نے امام الانبیاء کا مقام و مرتبہ تب سے دیا کہ جب کوئی شے کوئی مخلوق وجود میں نہ آئی تھی۔ اللہ نے حضور پاک ﷺ کا ذکر تب سے بلند کر دیا کہ تمام انبیاء علیہ السلام کی ارواح کو بلایا گویا اللہ نے محفل کا انعقاد فرمایا۔ (سبحان اللہ) وہ محفل کہ جس کی تقریب کرنے والا اللہ پاک ہے کہ جن کے ذکر کو بلند و بالا کرنے کے لئے محفل کا انعقاد کیا جا رہا ہے وہ محبوب خدا، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہ

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد ﷺ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

گویا اللہ پاک سب انبیاء علیہ السلام کی ارواح سے ہم کلام ہوا اور فرمایا:

"تم سب شان والے ہو مگر تم سب کے بعد سب سے اعلیٰ وارفع شان والے محبوب ﷺ تشریف لائیں گے جو سب آسمانی کتب کی بھی تصدیق فرمائیں گے۔ اگر تمہارے زمانے میں وہ محبوب تشریف لائیں تو تم مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھنا شروع کر دینا اپنے کلمے اپنی شریعت کو چھوڑ کر بس مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت شروع کر دینا۔" (آل عمران:۸۱)

Marfat.com

غور کریں کہ ابھی حضور ﷺ پیدا نہیں ہوئے بلکہ عالم اجسام میں موجود نہیں اور میرا رب فرما رہا ہے کہ محبوب آپ ﷺ پیدا تو بعد میں ہوئے آپ ﷺ کا ذکر ہم پہلے ہی **بلند** کر چکے ہیں۔

اور یہ حضور ﷺ پر ایمان لانے کا صدقہ تھا کہ اللہ نے ان سب کو نبوت عطا کر دی کہ اگر تم میرے محبوب ﷺ پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں نبی بنائیں گے۔ اس پر سب نے یک زبان ہو کر کہا "ہم ایمان لائے" اس بات پر حق تعالیٰ نے فرمایا "میں تم پر گواہ ہوں" نیز شب معراج میں سارے انبیاء نے اس اقرار نامے کو **ثابت** کر دیا کہ سب نے مقتدی بن کر امام القبلتین ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔

ے یہ انبیاء مرسلین تارے ہیں تم مہر مبین سب جگمگائے، رات بھر چمکے جو تم کوئی نہیں

گویا تمام انبیاء کرام علیہ السلام حضور ﷺ کی ولادت سے قبل ہی آپ ﷺ کی ذات، بعثت زمانہ، جائے ہجرت اور علامت و اوصاف کا علم رکھتے تھے۔

❁ حدیث پاک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**میں دعائے ابراھیم** علیہ السلام **اور بشارت عیسیٰ** علیہ السلام **ہوں**" (احمد ابن حبان)

❁ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت دعا فرمائی کہ:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ (البقرۃ:۱۲۹)

"اے میرے رب مکہ والوں میں سے ہی عظمت والے رسول کو بھیج"

❁ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "تمہیں اپنے سے بعد آنے والے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں۔ ان کا نام احمد ﷺ ہے" (الصف:۶)

گویا حضرت ابراھیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہ السلام سب حضور ﷺ کا ذکر کرتے رہے اور حضور ﷺ کے ذکر سے ہی اللہ کا فیض پاتے رہے۔ جیسے جناب آدم علیہ السلام کی توبہ حضور ﷺ کے نام نامی کے صدقے سے

Marfat.com

قبول ہوئی۔

امام سیوطیؒ نے تفسیر در منثور میں طبرانی نے معجم صغیر میں حاکم اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے عرش الٰہی کی طرف نگاہ اٹھا کر دعا کی: ''الٰہی! بحق محمد ﷺ مجھے معاف کر دے'' ارشاد ہوا: ''اے آدمؑ! ان کے وسیلے سے زمین و آسمان کی ساری مخلوق کے لئے بھی دعا کرتے تو تمہاری دعا قبول فرماتا'' (سبحان اللہ)۔ یہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی برکتیں ہیں کہ جس سے انبیاء کرام علیہ السلام بھی حضور ﷺ کی ولادت سے قبل ہی فیض یاب ہوتے رہے۔

حضور ﷺ کے ذکر کو فنا نہیں بقا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کو فنا نہیں! وہ باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گا۔ اللہ خود حضور ﷺ کا ذاکر ہے تو جب اللہ کو فنا نہیں بقا ہے تو حضور ﷺ کے ذکر کو فنا کیسے ہو سکتی ہے؟

جس طرح اس بات کا جواب کوئی نہیں دے سکتا کہ رب کب تک ہے اس طرح اس بات کا جواب بھی کسی کے پاس نہیں ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کب تک باقی رہے گا۔ اللہ پاک سورۃ الرحمٰن میں فرماتا ہے کہ جب قیامت آئے گی تو ساری دنیا، سب مخلوق ختم ہو جائے گی۔ باقی رہے گی تو رب کی ذات اور رب تعالیٰ کی مصروفیت ہو گی، اور ہے بھی: محبوب کریم ﷺ کا ذکر اور محبوب ﷺ پر درود و سلام۔

نبی کا ذکر انہی کا بیان انہی کا نام
ہر ابتدا کیلئے ہے ہر انتہا کے لئے

آقائے دوجہان کو عطا کردہ رفعتِ مطلقہ

یہاں ایک نکتہ بیان کرتے جائیں کہ رفعت ایک ایسی چیز ہے جو کسی نہ کسی کے مقابلے میں ہوتی ہے۔ یعنی فلاں، فلاں کے مقابلے میں زیادہ بلندی کا حامل ہے۔ مثلاً قرب کے بیان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ۝ (قٓ:١٦) "ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں

اس طرح حضور ﷺ اور مومنین، صادقین کے تعلق کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

اَلنَّبِيُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ۝ (الاحزاب:٦) "یہ نبی (ﷺ) مومنوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں

لیکن کبھی کبھی بلندی یا کسی بھی شان کو مد مقابل رکھے بغیر ذکر کر دیا جاتا ہے جس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس کی بلندی یا عظمت کا حامل اپنی شان میں ہر شے کے مقابلے میں بلند تر مقام رکھتا ہے۔ گویا حضور ﷺ کو ذکر کی وہ بلندی نصیب ہوئی جو کسی کو کسی بھی صورت نہ ملی ہو اور نہ مل سکتی ہے۔

بلندی ذکر مصطفیٰ ﷺ ہر موازنے سے بالاتر

؎ یہ رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے، نہیں ہے کوئی مقام ایسا
جو بعد ذکرِ خدا ہے افضل ہے ذکر خیر الانام ایسا

موازنہ اس وقت کیا جاتا ہے جب اس بلندی کا موازنہ اور مقابلہ کسی شہ سے ممکن ہو اور جب عالم خلق وامر کی ہر شے سے بلند کرنا مقصود ہو اور وہ رفعت، رفعت مطلقہ ہو تو پھر یہ موازنہ نہیں بنتا کہ فلاں سے بلند کیا۔ اللہ کے کہا "ہم نے بلند کیا" اتنا جتنا ہم کر سکتے ہیں۔ مخلوق سے کوئی موازنہ نہ رہا۔ **بات خدا کی قدرت وطاقت پہ جا ٹھہری** فرمایا: کسی مخلوق سے کوئی مقابلہ ہی نہیں، مخلوقات نیچے رہ گئیں۔ سات آسمان، سدرۃ المنتہیٰ، مکان و لامکاں سب نیچے رہ گئے فقط خدا کے بعد مصطفیٰ ﷺ، اور ذکر مصطفیٰ ﷺ بلند ہو گیا۔

مصطفیٰ ﷺ کے ذکر پر کوئی حد قائم ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ حد شان مصطفیٰ ﷺ پر نہ ہو گی، خدا کی طاقت پر ہو گی۔ اگر شان مصطفیٰ ﷺ کو محدود کیا تو گویا قدرت خدا کو محدود کیا۔ (معاذاللہ)

جیسا کہ اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے قرب مطلق کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

Marfat.com

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (النجم:۸،۹)

"پھر وہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا، تو اس میں اور محبوب ﷺ میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم"

اس آیت میں کلمہ "قَابَ قَوْسَيْنِ" کے ذریعے حضور ﷺ کا مقام قرب بیان کیا جارہا ہے۔ جیسے کلمہ "اَوْ اَدْنٰى" کے ذریعے اس قربِ خاص کو تمام حدوں سے پاک قرار دیا جارہا ہے۔ کیونکہ "اَوْ اَدْنٰى" کے ساتھ کوئی ایسا لفظ نہیں آیا جو یہ بتائے کہ حتیٰ کہ اتنے میٹر یا سینٹی میٹر تک کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ گویا قاب قوسین کا قرب پھر بھی سمجھ آنے والا ہے کہ دو ہاتھ کا فاصلہ، مگر "اَوْ اَدْنٰى" کا قرب وہ قرب ہے جو سمجھ آنے والا نہیں۔ جس طرح یہ قرب اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں اسی طرح "رَفَعْنَا" کہ کتنی بلندی عطا ہوئی یہ دینے والا اللہ جانے یا لینے والے مصطفیٰ ﷺ جانیں۔

میرے نبی دا مقام کی اے جدوں وی سوچاں تے سوچ بولے
اوتھے خیالاں دی کی رسائی جتھے ٹھکانہ حضور ﷺ والے

اللہ نے حضور ﷺ کے ذکر کو وہ بلندی عطا کر دی کہ جہاں تک کسی کی سوچ نہیں پہنچ سکتی۔ عالم عدد میں کوئی ایسا عدد بنا ہی نہیں جو حضور ﷺ کی رفعت ذکر کو بیان کر سکے۔ گویا جب حضور ﷺ کی بلندی ذکر کو بیان کرنے کا وقت آیا تو اللہ نے پیمانے توڑ دیے، سب گنتیاں ختم کر دیں کہ کہیں کوئی میرے محبوب ﷺ کے ذکر کو محدود نہ کر دے۔ گویا اللہ نے کہہ دیا کہ اے بندے! اگر تو عمر بھر پرواز کرتا رہے، تیری پرواز کی سب حدود جہاں ختم ہو جائیں گی، وہ میرے مصطفیٰ ﷺ کی رفعتِ ذکر کا نقطہ آغاز بھی نہیں۔

- سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں: "میں نے معرفت کے سمندر میں

Marfat.com

غوطہ لگایا۔ اور جب حضور ﷺ کی حقیقت جاننے کی کوشش کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اور حضور ﷺ کے مقام میں ایک ہزار نور کے پردے حائل ہیں۔ اور اگر پہلے پردے کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا ہوں تو جل کر راکھ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے" (جواہر الجار ۳:۵۱)

احادیث کریمہ سے رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ کے متعدد معنی

• **پہلا معنی:**

پہلے تو عرض کرتے چلیں کہ 'ذکر' سے مراد 'مذکور کی ذات، صفات، شان، عظمت، اور رفعت کا بیان ہے'۔ اور حضور اکرم ﷺ کی شان کا مقام جو اللہ نے پہلے ہی ہر بلندی سے بلند کر دیا تھا وہ یہ تھا کہ آپ ﷺ کو اللہ نے نبوت عطا کی، رسالت عطا کی اور اس پر بلندی کہ امام الانبیاء بنا دیا۔ اور سب رسولوں پر فضیلت عطا کر دی۔

• "اللہ کے حبیب ﷺ تو وہ ہیں کہ جن کو سب رسولوں سے بلند درجہ عطا کیا" (پ:۳)
پھر اخلاق کی بھی آخری منزل پر آپ ﷺ کو فائز کیا۔

• وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم:٤) "اور بے شک آپ ﷺ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزین اور اخلاق الہیہ سے متصف ہیں)"

• وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ "فرما کر ساری کائنات پر محیط رحمت کے آخری مقام پر آپ ﷺ کو بٹھا دیا اور ظاہر ہے جن کا مقام بلندیوں کی آخری حدود کو بھی پار کر رہا ہے تو ان کا ذکر بھی سب اذکار سے بلند و بالا ہے تو باری تعالیٰ! جب ذکر مصطفیٰ ﷺ ہر بلندی سے بالاتر ہے، ہر رفعت سے ہر اونچائی سے بلند ہے۔ اب اس سے اوپر تو بلندی اونچائی کی کوئی جگہ ہی نہ رہی، اب ذکر مصطفیٰ ﷺ کتنا اور بلند ہو گا؟ کہ اب ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ مصطفیٰ ﷺ جس مقام پر آپ پہلے فائز ہیں اس سے اوپر تو صرف خالق کا مقام ہے۔ مخلوق کا تو مقام ہے ہی نہیں اور خالق، آپ ﷺ ہو نہیں سکتے۔ عالم خلق میں آخری حد پر آپ ﷺ اور

Marfat.com

آپ ﷺ کا ذکر فائز ہے۔ اب اس سے آگے آپ ﷺ کے ذکر کو مزید بلند کرنا ہو تو مخلوق میں تو کوئی جگہ نہیں تو فرمایا آپ ﷺ رب تو بن نہیں سکتے، اور نہ خدا کے برابر ہو سکتے ہیں اب ایک ہی صورت ہے کہ توحید بھی رہے اور رسالت بھی کہ:

❁ 'محبوب اب تیرا ذکر میں نے اپنے ذکر کے ساتھ جوڑ دیا۔ ایسے کہ آج سے میں نے قانون بنا دیا ہے کہ اب جہاں، جو کوئی میرا ذکر کرے گا اس کے لئے لازم ہے کہ وہ میرے ذکر کے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر بھی کرے' (حدیث قدسی بروایت ابو سعید خدریؓ)

❁ دوسری، حدیث قدسی ہے ''لا اذکر حتی تذکر''

اور" حبیب ﷺ ہم نے اس کا اعلان کر دیا کہ میرا ذکر اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک میرے مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ساتھ نہ ہو"

رب کہہ رہا ہے میرا نام وہ نہ لے جسے میرے مصطفیٰ ﷺ کا نام لینا گوارا نہ ہو۔ جو میرا نام لینا چاہے وہ میرے مصطفیٰ ﷺ کا نام ساتھ لے۔ جس نے میرا ذکر کیا اور میرے حبیب ﷺ کا ذکر ساتھ نہ کیا اس کا ذکر بھی مردود ہے۔

جہاں میرا ذکر وہاں مصطفیٰ ﷺ کا ذکر

اللہ پاک اپنے محبوب ﷺ سے محبت بھرے انداز میں کہہ رہا ہے کہ محبوب ﷺ! جہاں میرا ذکر ہوگا، وہاں آپ ﷺ کا ذکر ہوگا۔ جہاں میری توحید کا ذکر ہوتا ہے وہاں آپ ﷺ کی رسالت کا ذکر ہوگا۔ جہاں میری عظمتوں کا ذکر ہوتا ہے وہاں آپ ﷺ کی رفعتوں کا ذکر بھی ہوگا۔

گویا: جہاں میری شانِ خدائی کا ذکر ہے وہاں آپ ﷺ کی شان مصطفائی کا ذکر بھی ہوگا۔

ہر وقت ہر جگہ کہیں نہ کہیں خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ جاری و ساری ہے۔ **کلمے** کو دیکھ لیں؛ صرف ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہہ کر کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک وہ ساتھ ''مُحَمَّدٌ (ﷺ) الرَّسُوْلَ اللّٰه (ﷺ)'' نہ کہے گا۔ **خطبہ** جمعہ کا ہو یا شادی کا، کہا جاتا ہے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ''

Marfat.com

اور پھر **اذان** کے ذریعے بھی رفعت کا یوں اہتمام کیا کہ نماز کے اوقات کو سورج کے ساتھ رکھ دیا۔ یوں اب ساری دنیا میں ۲۴ گھنٹے ہر وقت کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی ملک، شہر، علاقے میں اذان گونجتی ہے اور ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا الله'' میں جہاں نعرہ توحید بلند ہوتا ہے وہاں ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً (ﷺ) الرَّسُوْلَ الله (ﷺ)'' سے نعرہ رسالت کی صدا بلند ہوتی ہے۔

نماز اور ذکر مصطفیٰ ﷺ

اس طرح مومن کی معراج 'نماز' میں تو اللہ نے اور بھی احسن انداز میں رسول اللہ ﷺ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا کہ نماز کو خالص توحید بنا ڈالا۔

؎ نماز میں اگر شامل نہیں جو سرور حضور ﷺ — تو جان لو کہ یہ کشتی ہے ناخدا کے بغیر

وہ ایسے کہ نمازی کو نماز میں کسی کی طرف متوجہ ہونے، سلام کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ نماز میں دھیان غیر اللہ کی طرف گیا تو نماز کے ثواب میں کمی ہو گی۔ سو اب بندے نے نماز شروع کی، دھیان غیر اللہ سے ہٹا۔ ''سبحان اللہ'' کہا ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم''، ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلٰی'' کہا اور ذکر اللہ سے قلب کو پاک کرتا چلا گیا۔ اور سجدہ بھی کر لیا۔ اور 'سجدہ نماز کا کمال ہے' گویا نماز کمال کو پہنچ گئی۔ **اس وقت حکم ہوا کہ اے بندے میرے مصطفیٰ ﷺ پر سلام پڑھ۔ تیری نماز اس وقت تک اپنی معراج کو نہیں پہنچے گی جب تک میرے مصطفیٰ ﷺ پر درود نہ بھیجے گا۔**

شریعت کا حکم ہے کہ 'کسی' کو سلام نہ کرو پر میرا حبیب ﷺ 'کسی' نہیں! میرا حبیب غیر اللہ نہیں!۔ سنو! مصطفیٰ ﷺ خدا نہیں مگر 'غیر اللہ' بھی نہیں۔

؎ وہ ﷺ خدا نہیں باخدا نہیں وہ خدا سے مگر جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب اور حبیب ﷺ کی بات ہے

نمازی پوچھتا ہے مولا! تیرے حبیب پر سلام کیسے بھیجوں؟ فرمایا: رجوع کر اور پھر

Marfat.com

خطاب کر میرے حبیب ﷺ سے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُ وَرَحْمَتُهُ اللهِ وَبَرَكَتُهُ" کہ "یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر سلام اور رحمت ہو" گویا میرے مصطفیٰ ﷺ سے خطاب ہو گیا تو مجھ سے ہی خطاب ہو گیا کہ مصطفیٰ ﷺ غیر اللہ نہیں۔

نام مصطفیٰ ﷺ ہے نام خدا کے ساتھ ساتھ

رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ کا ایک یہ مفہوم بھی ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنی مخلوقات مثلاً جنت، لوحِ محفوظ، کرسی، عرش اعظم حتیٰ کہ ذرے ذرے پر اپنے حبیب ﷺ کا نام ثبت کیا ہے۔ کہ جہاں جہاں میرے رب کی ربوبیت ہے وہاں وہاں اس کے حبیب ﷺ کی رسالت ہے۔

عرش اعظم پر:

• سیدنا عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں توبہ کی: "اے اللہ میں تجھ سے بحق محمد ﷺ دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرما دے" ارشاد ہوا کہ "اے آدمؑ! تجھے محمد ﷺ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا حالانکہ میں نے تو ابھی انہیں پیدا بھی نہیں کیا" حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ "اے اللہ! جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تو میں نے عرش کی جانب سر اٹھایا تو مجھے عرش کے چاروں اطراف پر یہ کلمہ لکھا دکھائی دیا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ" اس لئے میں نے جانا کہ جن کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے اس سے زیادہ مقرب، صاحب مرتبہ اور تیرے نزدیک کوئی نہیں ہے" (المستدرک: ۲: ۶۱۵)

• سیدنا حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب میں عرش پر گیا تو میں نے عرش پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ لکھا ہوا دیکھا"

(شرح الشفاء: ۱: ۳۷۵)

Marfat.com

؎ فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں　　خسرو عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

لوح محفوظ پر:

• امام آلوسی، روح المعانی میں روایت کرتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا: **"میں نے لوح محفوظ کی پیشانی پر 'لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ' لکھا ہوا دیکھا"**

اب خود اندازہ کریں کہ حضور ﷺ کے ذکر کا عالم کیا ہو گا کہ جہاں جہاں اللہ کا ذکر ہو گا وہاں ساتھ ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو گا۔ جوڑ جو دیا اور جو جڑ جاتا ہے وہ ساتھ رہتا ہے۔

جنت کی ہر شے پر:

• حضرت ابن عباس کے مروی ہے کہ جنت کے دروازے پر تحریر ہے: 'لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'

• محدث کبیر حضرت ابن عساکرؒ کے حوالے سے مواہب للدنیہ میں ایک حدیث نقل ہے جس کے راوی کعب احبارؓ ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میں نے آسمانوں کی سیر کی۔ ہر طرف گھوم پھر کے دیکھا۔ مجھے کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں اللہ کے نام کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک نہ لکھا ہو۔ میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا۔ وہاں کوئی محل، کوئی بالا خانہ اور کوئی برآمدہ ایسا نظر نہیں آیا جہاں اللہ کے نام کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا نام نامی نہ لکھا ہو۔ میں نے حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں پر، شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر، عرش الٰہی اور حریم قدس کے پردوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں میں ہر جگہ اللہ کے نام کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا نام پاک ستارے کی طرح جگمگاتا ہوا دیکھا۔"

• حضرت ملا علی قاریؒ شرح الشفاء میں ایسے واقعات بیان کرنے کے بعد کہ ہم نے ایسے

Marfat.com

جانور اور پتھر دیکھے جن پر حضور ﷺ کا نام نامی ثبت تھا، فرماتے ہیں: میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ہر شے کے ظاہر و باطن کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان تمام واقعات کا تعلق کشف سے ہے اور اہل کشف ہی اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں، دوسرے نہیں۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا نام اور اس کے ساتھ اس کے پیارے رسول ﷺ کا نام کائنات کی ہر شے: فرشتہ، فلک، زمین، عرش، فرش، پتھر، ریت کے ذرات، درخت اور پھل وغیرہ سب پر تحریر شدہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ یہ دیکھ نہیں پاتے اور نہ ہی ان کو یہ نقش نظر آتا ہے۔ اس کو باری تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ "ہر شے باری تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم اس کو سمجھ نہیں سکتے" (شرح الشفاء: ۱: ۲۷۸)

دوسرا معنی

حضرت ملا علی قاریؒ شرح الشفاء میں بلندیٔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے معنی بیان کرتے ہوئے امام ابن عطاؒ کی تفسیر لکھتے ہیں کہ اللہ پاک فرماتا ہے:

جعلتك ذكرًا من ذكري فمن ذكرك ذكرني ﴿﴾ (الشفاء: ۱: ۱۳)

"اے محبوب کریم ﷺ! میں نے آپ ﷺ کے ذکر کو اپنا ذکر بنا دیا ہے، پس جس نے آپ ﷺ کو یاد کیا اس نے مجھے یاد کیا"

ذکر بلند کرنے کا مطلب ہے کہ جتنا پہلے ذکر تھا اب اس سے بھی زیادہ بلند کیا گیا ہے۔ اور پھر ساتھ ہی **فرمادیا** کہ محبوب ﷺ! ذکر بھی آپ ﷺ کے لئے ہی بلند کیا ہے۔ اگر یہ فرماتے کہ آپ ﷺ کی **امت** کے لئے ذکر کو بلند کیا ہے تو مطلب ہوتا کہ امت کے حساب سے ذکر کو بلند کیا ہے کہ 'ساری امت سے زیادہ آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا ہے'۔ پھر اگر یہ فرمایا ہوتا کہ '**انبیاء** علیہ السلام کے لئے ذکر کو بلند کیا' تو مطلب ہوتا کہ انبیاء کرام علیہ السلام کی مناسبت سے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا گیا یعنی 'سب انبیاء علیہ السلام سے بلند کیا گیا'۔ اور اگر یہ فرمان ہوتا کہ 'ساری مخلوق کے لئے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا گیا' تو مطلب یہ ہوتا کہ 'تمام مخلوق

Marfat.com

سے زیادہ ذکر بلند ہو گیا"۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سب نہ فرمایا بلکہ فرمایا کہ "ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو آپ ﷺ کے لئے بلند فرمایا" یعنی یہاں مناسبت حضور ﷺ سے ہو گئی۔ یعنی جتنی بلندی آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کو حاصل ہے، جتنی رفعت آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو حاصل ہے، یہ تو آپ ﷺ کی اپنی بلندی ہو گئی۔ اگر ذکر اس بلندی تک ہو، تو بلند تو نہ ہوا کہ یہ تو پہلے ہی عطا ہے۔ ذکر تو ہوا مگر پہلے سے بلند نہ ہوا۔ کیونکہ جب حضور ﷺ کا ذکر حضور ﷺ سے بھی بلند ہو جائے تو یہ ذکر کی بلندی ہوئی۔ اب کائنات میں کوئی شے نہیں جو حضور ﷺ سے بلند ہو کہ معراج کی رات ساری مخلوق، ساتوں آسمان، عرش معلیٰ سے بھی بلند مقام، قاب قوسین و ادنیٰ، تک حضور ﷺ بلائے گئے گویا سب قدر و منزلت، مقام، بلندی اور مرتبے میں حضور ﷺ سے نیچے رہ گئے۔ بلکہ ساری بلندیاں ہی پست ہو گئیں۔ فقط مصطفیٰ ﷺ بلند ہو گئے۔ اب اس سے آگے بلندی کا مقام ہو تو آپ ﷺ سے اوپر صرف اللہ ہی ہے، باقی سب نیچے۔ اسی لئے آپ ﷺ کو ذکر کو آپ ﷺ سے بھی زیادہ بلند کرنے کے لئے اللہ پاک نے فرمایا: **"محبوب ﷺ! آپ ﷺ کو ہم نے خدا نہیں بنایا مگر آپ ﷺ کے ذکر کو اتنا بلند کیا کہ مصطفیٰ ﷺ خدا نہ ہوئے لیکن آپ ﷺ کا ذکر، ذکر خدا ہو گیا"**

گویا اب جو "یا رسول اللہ"، "یا حبیب اللہ" کہے گا اور "محمد ﷺ محمد ﷺ" کا ورد کرے گا اس کے نامہ اعمال میں "اللہ اللہ" لکھ دیا جائے گا۔ کیونکہ ذکر رسول ﷺ ہی ذکرِ خدا ہو گیا۔ تو جو عمر بھر محبوب خدا ﷺ کے گن گاتا رہا، محبوب ﷺ کے گیسو و رخسار کی باتیں کرتا رہا، محبوب ﷺ کے چال و حال، کیف و سرور، حسن نور، حسن سراپا و جمال زیبا کی باتیں کرتا رہا، محبوب ﷺ کی یاد میں غرق ہو کر محبوب ﷺ کا ذکر کرتا رہا تو روز قیامت جب اس کا نامہ اعمال کھولا جائے گا تو اس میں لکھا ہو گا کہ وہ عمر بھر **تسبیح اللہ** کرتا رہا۔ (سبحان اللہ) گویا:

Marfat.com

جو محمد ﷺ محمد ﷺ کہے گا وہ اللہ اللہ کا اجر پائے گا

جو محبوب ﷺ میں فنا ہو گیا وہ فنا فی اللہ ہو گیا

جو حضور ﷺ کا ہو گیا وہ خدا کا ہو گیا

قرآن میں اس کی شہادتیں ملتی ہیں کہ:

جو حضور ﷺ کی اطاعت کرے وہ اللہ کی اطاعت تسلیم کی جائے گی۔

جو حضور ﷺ سے محبت کرے وہ اللہ کی محبت مانی جائے گی

جسے حضور ﷺ کی قربت مل گئی اسے اللہ کی قربت مل گئی

جسے حضور ﷺ کی رضا مل گئی اسے اللہ کی رضا مل گئی

حتیٰ کہ جسے حضور ﷺ مل گئے اسے اللہ مل گیا (سبحان اللہ)

اب زبان عشق میں اس کا ترجمہ دیکھیں کہ:

"اے محبوب ﷺ! جس نے تیرا ذکر کر دیا بس اسی میں میرا ذکر ہو گیا"

یہاں اشارہ ہے حقیقت محمدیہ ﷺ کی طرف کہ اللہ نے ذکر رسول ﷺ کو عین 'ذکر اللہ' قرار دے دیا۔

❁ سیدنا امام جعفر صادقؒ اس آیت کریمہ '' وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ '' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جو شخص بھی میرے حبیب ﷺ کا ذکر شانِ رسالت کے ساتھ کرتا ہے تو ذکر تو آپ ﷺ کی شان رسالت کا کر رہا ہوتا ہے مگر اس خوش نصیب نے دراصل میری ربوبیت کا ذکر کر دیا ہے"

اس کی تائید قرآن سے ہوتی ہے: اللہ نے فرمایا:

"کہ چاہتے ہو میری ربوبیت کو دیکھنا تو میں رب ہوں ساری کائنات کا میری ربوبیت عام ہے میری ربوبیت کو دیکھنا ہے تو رسالت محمدی ﷺ کو دیکھ لو"

گویا "رسالت محمدی ﷺ رب کی ربوبیت کا مرتبۂ اعلیٰ ہے"

Marfat.com

محمد ﷺ محمد ﷺ کیا کرو۔ اللہ اللہ ہو جائے گا

یہاں ایک **لطیف نکتہ** بیان کرتے جائیں کہ **'اللہ نے محبوب ﷺ کے ذکر کو اپنا ذکر بنایا'** اگر یہ بات ہوتی کہ **میں نے اپنے ذکر کو آپ ﷺ کا ذکر بنادیا** تو لوگ ''اللہ اللہ'' کا ورد کرتے اور کہتے کہتے کہ ''اللہ اللہ'' کرتے حضور ﷺ کا ذکر بھی ہو ہی گیا۔ لیکن اللہ کی محبت کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ اگر میں نے یہ اصول بنادیا تو لوگ میرے محبوب ﷺ کا ذکر چھوڑ کر صرف میرا ذکر کریں گے۔ اسی لئے فرمایا کہ ''میں نے مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کو اپنا ذکر بنایا''

گویا محمد ﷺ محمد ﷺ کرنے کے دو اجر ہیں۔ **ایک** حضور ﷺ کا ذکر کرنے کا اجر اور **دوسرا** حضور ﷺ کے ذکر کے ذریعے خدا کا ذکر کرنے کا اجر۔

اسی لئے عاشق فرماتے ہیں کہ ''محمد ﷺ والا بنا کرو! جو محمد ﷺ والا ہے وہی خدا والا ہے۔ جو محمد ﷺ کے راستے سے نہیں آتا اور خدا والا بننا چاہتا ہے، اللہ بھی اسے اپنا نہیں بناتا'' جیسے شیطان کو اپنی بارگاہ سے نکال دیا کہ میرے پیغمبر کو چھوڑ کر (نورِ محمدی ﷺ کا انکار کر کے) تو میرے رستے پر آنا چاہتا ہے یہ ممکن نہیں۔ اسی لئے راندہ درگاہ ہو گیا۔

تیسرا معنی

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد ابن عطاء البغدادی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جو آپ ﷺ کو رفعت ذکر عطا فرمائی اس کا معنی یہ ہے:

جعلت تمام الایمان بذکرك معی (الشفاء:۱:۱۲)

''اے میرے حبیب ﷺ! میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر رکھ دیا کہ میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی ہو یعنی میرا ذکر ایمان تب قرار پائے گا، جب ساتھ تیرا ذکر بھی ہوگا''، یعنی ساری عمر کا صرف ''اللہ اللہ'' کہنا اللہ کی بارگاہ میں منافقت قرار پا کر رد کر دیا جاتا ہے جب تک ساتھ اللہ کے محبوب ﷺ کا ذکر نہ ہو۔

Marfat.com

چنانچہ اب کوئی آدھا کلمہ پڑھ کر ایمان والا نہ ہو سکے گا۔ نبی پاک ﷺ کے ذکر کے بغیر ایمان کا تصور بھی نہیں۔

اب اللہ تو کسی کا محتاج نہیں ہے مگر وہ اپنا تعارف کرواتا ہے تو اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے کرواتا ہے۔ لہٰذا 'توحید وہی معتبر ہوگی جو ذات رسالت سے ہم تک پہنچی ہے' سورۃ اخلاص کا بیان دیکھ لیں:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (الاخلاص:۱)

اے میرے حبیب ﷺ، آپ ﷺ فرما دیجئیے کہ اللہ ایک ہے"

بیان تو صرف اتنا ہے کہ 'اللہ ایک ہے' **'قُلْ'** کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر صرف هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہوتا' تو کوئی پوچھ لیتا کہ 'کون اللہ؟' تو جواب موجود ہے 'قل' کہ وہ اللہ جس کا پتہ مصطفیٰ ﷺ نے بتایا لہٰذا توحید وہی معتبر ہے جو ذات رسالت سے ہم تک پہنچی ہے۔ **تو جب تک محمد ﷺ پر ایمان نہیں ہوگا ہم اللہ کو جاننے، ماننے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔**

خدا سے پوچھیئے شانِ محمد ﷺ محمد ﷺ سے صفت پوچھو خدا کی

لہٰذا ہم نے اللہ کو بھی جانا ہے تو نبی ﷺ کے بتانے سے جانا ہے۔ جو نبی پاک ﷺ کو مانتا ہے وہ نہ صرف مومن بن جاتا ہے بلکہ اللہ کا بھی پیارا بن جاتا ہے۔ رحمتیں اس کا مقدر بن جاتی ہیں، اس کی دنیا و آخرت سنور جاتی ہے۔ اسکے برعکس جو کلمے میں نبی پاک ﷺ کا نام نہ لے وہ مسلمان نہیں۔ اذان میں نبی پاک ﷺ کا نام نہ لے وہ اذان نہ ہوگی۔ نماز میں نبی پاک ﷺ پر درود و سلام نہ بھیجے، تو نماز نہ ہوگی۔ تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے ہٹ کر کوئی خود کو مومن نہیں کہلوا سکتا۔

خدا کو مانا ہے دیکھ کر کہ اس کی شان جمیل تو ہے
خدا کی ہستی پہ میرے نزدیک سب سے روشن دلیل تو ہے

ایسے ہی **بخاری و مسلم شریف کی حدیث** ہے کہ "جب کوئی شخص مر جائے گا، لوگ اسے دفنا

Marfat.com

کر واپس لوٹ جائیں گے۔ منکر نکیر آئیں گے، تین سوال کریں گے۔ **بتا تیرا رب کون ہے**؟ مومن کہے گا میرا رب اللہ ہے۔ **دوسرا سوال ہوگا تیرا دین کیا ہے**؟ مومن کا جواب ہوگا **اسلام**، **تیسرا سوال ہوگا تیرا نبی کون ہے**؟ اس وقت بندے کو نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوگی اور فرشتے بندے سے پوچھیں گے کہ یہ مرد کامل جن کو تو دیکھ رہا ہے ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ '**تھا**' اس لئے کہ اپنی زندگی میں وہ شخص نبی کریم ﷺ کے متعلق کیا سوچ رکھتا تھا؟ کہ جو **زندگی** میں نبی کریم ﷺ سے **محبت** کرتا تھا وہ تو سرکار ﷺ کے قدموں میں جا گرے گا اور عذاب سے محفوظ رہے گا۔ اس کے برعکس وہ بدبخت جو نبی پاک ﷺ سے بغض رکھتا رہا، نبی پاک ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتا رہا وہ حضور ﷺ کو پہچان نہ سکے گا چاہے پہلے سوالوں کے جواب سہی کیوں نہ ہوں، یہاں کوئی بھول ہوئی تو وہ عذاب الٰہی کا مستحق قرار دیا جائے گا۔

گویا اللہ نے یہاں بھی نبی کریم ﷺ کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ **ملا کر** کہہ دیا کہ جب تک میرے نبی ﷺ کے ساتھ بندے کا تعلق درست نہیں وہ لاکھ کلمہ بھی پڑھ لے کوئی فائدہ نہیں۔ شیطان کی چھ لاکھ برس کی عبادت کا اس کو کوئی اجر نہ ملا کیونکہ اس کے نزدیک تصور آدمؑ ہی درست نہ تھا۔ تو جب کسی کے نزدیک تصور آدمؑ درست نہیں وہ شیطان بن جاتا ہے۔ تو اندازہ کریں کہ سید عالم امام الانبیاء پیارے مصطفیٰ ﷺ کے متعلق جس کا تصور درست نہیں، جس کا ان سے تعلق درست نہیں وہ کیسے ایمان والا ہو سکتا ہے؟ یقیناً وہ کبھی بھی ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ یعنی ساری عمر اللہ اللہ کہنا، رب کی بارگاہ میں منافقت قرار پا کر رد کر دیا جاتا ہے جب تک ساتھ اللہ کے محبوب ﷺ کا ذکر نہ ہو۔

دعا ہے کہ:

؎ خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ کرے

ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے

Marfat.com

حضرت ملا علی قاری مذکورہ قول پر دلیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واقعتاً جب تک کوئی آدمی توحید باری اور رسالت محمدی ﷺ، دونوں کو نہ مانے، اس کے ایمان کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا" (شرح الشفاء:۱:۴۶)

صرف توحید کا شیطان بھی ہے قائل یوں تو — شرط ہے محمد ﷺ کی غلامی یہ نہ بھول

چوتھا معنی

رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ کا اگلا درجہ جسے اہل عرفان نے بیان فرمایا وہ یہ کہ:

جعلت ذکرا من ذکری (الشفاء:۱:۱۲) میں اللہ نے خود حضور ﷺ کی ذات پاک کو اپنا ذکر بنا دیا۔ پہلے فرمایا کہ **حضور ﷺ کا ذکر اللہ کا ذکر ہے**۔ اب حضور ﷺ کے ذکر کو اور بھی رفعت عطا فرمادی کہ **خود حضور ﷺ** کو ہی اللہ کا ذکر بنا دیا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح اللہ نے حضور ﷺ کے دست اقدس کو اپنا ہاتھ کہہ کر فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ
(الفتح:۱۰)

"اے محبوب ﷺ بے شک جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے"

قرآن میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ ایک چیز جو حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو جائے خدا بلا جھجک اسے اپنی طرف منسوب قرار دے دیتا ہے مثلاً حضور ﷺ کے فعل مبارک کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ
(الانفال:۱۷)

"اور(اے محبوب ﷺ!) وہ خاک جو آپ ﷺ نے پھینکی، آپ ﷺ نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکی"

اس طرح حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

Marfat.com

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ۝ (النسا:۸۰)

"جس نے حضور ﷺ کا حکم مانا بے شک اسی نے اللہ کا حکم مانا"

ایک اور مقام پر رضائے مصطفیٰ ﷺ کو رضائے الٰہی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗۤ اَحَقُّ اَنۡ يُّرۡضُوۡهُ ۝ (التوبہ:۶۲)

"اور **اللہ اور رسول ﷺ** کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے"

یوں اللہ نے اپنے اور اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کو یکجا کیا اور دوئی کا تصور ہی مٹا دیا۔ دو کی بات ہو تو "اسے" نہیں کہتے "انہیں" کہتے ہیں اسی طرح جب ایک واحد کی بات ہو تو "انہیں" نہیں کہتے "اسے" کہتے ہیں۔ مذکورۃ آیت میں اللہ نے فرمایا: "اللہ اور اسکا رسول ﷺ حقدار ہیں کہ "اسے" راضی کیا جائے" بات دو (اللہ اور رسول ﷺ) کی ہے 'انہیں' کہنا چاہیئے تھا 'اسے' کیوں کہا؟ وہ اس لئے کہ

ذاتیں دو ہیں مگر 'رضا' تو ایک ہے۔

ذاتیں دو ہیں مگر 'رفعت' تو ایک ہے۔

ذاتیں دو ہیں مگر 'حرمت' تو ایک ہے۔

ذاتیں دو ہیں مگر 'جہت و سمت' تو ایک ہے۔

جس طرح خدا کی رضا مصطفیٰ ﷺ کی رضا سے جدا نہیں ویسے ہی

خدا کا در مصطفیٰ ﷺ کے در سے جدا نہیں

خدا کی عطا مصطفیٰ ﷺ کے عطا سے جدا نہیں

خدا کی قربت و محبت مصطفیٰ ﷺ کی محبت سے جدا نہیں

خدا کا حکم و اطاعت مصطفیٰ ﷺ کے حکم و اطاعت سے جدا نہیں

تو جو مصطفیٰ ﷺ کا ہو گیا وہ خدا کا ہو گیا اور جو مصطفیٰ ﷺ کا نہ ہو سکا وہ خدا کا بھی نہ ہو سکا۔

Marfat.com

؎ تم ذاتِ خدا سے نہ جدا نہ خدا ہو　　　　اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

اس لئے فرمادیا کہ ''محبوب ﷺ تیرا وجود ہی میرا ذکر ہو گیا''

سواب　　مصطفیٰ ﷺ کی زلفوں کا ذکر خدا ہی کا ذکر ہے۔

مصطفیٰ ﷺ کے حسن و جمال کا ذکر خدا ہی کا ذکر ہے۔ گویا

خدا نہ ہوئے پر آئینۂ خدا ہو گئے　　　　خدا نہ ہوئے پر جلوۂ خدا ہو گئے

خدا نہ ہوئے پر منظرِ خدا ہو گئے　　　　خدا نہ ہوئے پر مشہدِ خدا ہو گئے

خدا نہ ہوئے پر مظہرِ خدا ہو گئے

خدا نہیں جدا بھی نہیں

جب دو لوگوں کا ذکر اکٹھا ہو تو درمیان میں 'اور' آتا ہے جیسے: زید اور حامد۔ جہاں 'اور' نہ ہو وہاں مطلب دوئی نہیں ہے۔ اللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ دو ہیں کہ:

اللہ خالق ہے محمد ﷺ مخلوق ہیں　　　　اللہ رب خدا ہے محمد ﷺ مصطفیٰ ہیں

اللہ معبود ہے محمد ﷺ عبد ہیں

تو کہنا چاہیئے تھا لا الہ الا اللہ و محمد (ﷺ) الرسول اللہ یعنی: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں مگر اللہ نے اپنے اور محبوب ﷺ کے درمیان سے 'اور' ہی نکال دیا۔ 'اور' کے لگنے سے دوئی بنتی ہے، ہٹانے سے دوئی ختم ہوتی ہے۔

سید قطب مصر کے دورِ جدید کے مفسر فرماتے ہیں: ''اے حبیب ﷺ! تیرے نام کو اللہ نے اپنے نام کے ساتھ متصل کر دیا ہے۔ یوں کہ اللہ اور مصطفیٰ ﷺ دو کی بات ہوتی ہے مگر وہ درمیان میں 'اور' لگانا گوارا نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اگر 'اور' لگ گیا تو دوئی ہو گی۔ وہ چاہتا ہے کہ رہیں بھی 'دو' مگر 'دو' کہے بھی کوئی نہ!

اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں:　　**؎ یک ہے یک ہے یک ہے**

جیہڑا یک نوں دو کر جانے　　　　او کافر تے مشرک ہے

Marfat.com

حکم مصطفیٰ ﷺ عین عبادت ہے

جب کہ اللہ نے حضور ﷺ کو ہی اپنا ذکر بنا دیا تو حضور ﷺ جو حکم دیں وہ اللہ ہی کا حکم مانا جائے گا۔ یعنی رسول ﷺ کی اطاعت عبادت الہیٰ کا درجہ رکھتی ہے۔ اور رجوعِ رسول ﷺ ہی رجوعِ اللہ ہے۔ اس لئے فرما دیا:

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول ﷺ تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ کے لئے حکم تھا کہ اگر وہ نماز پڑھ رہے ہوتے اور حضور ﷺ انہیں آواز دیتے تو ان پر لازم تھا کہ اسی وقت نماز چھوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور جو حضور ﷺ حکم دیں اس کی تعمیل کریں۔ اس کے بعد نماز وہیں سے شروع کرلیں جہاں سے چھوڑی تھی۔ 'سجدہ سہو' کا بھی حکم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ نماز خدا کے ذکر میں مشغول ہونے کا نام ہے اور جب **مصطفیٰ ﷺ خود ہی خدا کا ذکر ہیں** تو جو مصطفیٰ ﷺ کے کام میں لگ گیا گویا وہ خدا کے کام میں لگ گیا۔ اور اگر انہوں نے نماز میں کلام کیا تو کس ہستی سے کہ جن کو نماز میں سلام کرنا واجب ہے! "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِی "اور اگر کعبہ سے منہ پھرا تو کس طرف پھرا؟ ادھر جو کعبے کا بھی کعبہ ہے۔ اگر چلے تو کدھر چلے؟ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی طرف جو عین عبادت ہے!

اور پروانے ہیں، جو ہوتے ہیں کعبہ پہ نثار
شمع اک ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

ایک اور بات کہ مذکورہ آیت میں اللہ نے **دو** بلانے والوں کا ذکر کیا ہے۔ "**اللہ اور رسول ﷺ**" اور یہ ظاہر ہے کہ بلاواسطہ تو اللہ کسی کو پکارتا نہیں اور نہ کسی کے کان میں اللہ کی آواز آتی ہے تو اللہ کی طرف سے بھی حضور ﷺ ہی پکاریں گے۔ اسی لئے حضور ﷺ کا پکارنا بھی اللہ ہی کا پکارنا ہے۔ اسی لیے آگے فرمایا: "اِذَا دَعَاکُمْ" جو واحد کا صیغہ ہے۔

اسی حکم کی تعمیل سیدنا امام علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمائی کہ حضور ﷺ نے علیؓ

Marfat.com

کی گود میں سر رکھا ہے آرام فرما رہے ہیں، ادھر نماز عصر کا وقت جا رہا ہے۔ کہ **ایک طرف ادبِ مصطفیٰ ﷺ** اور آرام مصطفیٰ ﷺ ہے **اور دوسری طرف ظاہری عملِ عبادت خدا ہے**۔ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اگر حضور ﷺ کو دو لمحے روک کر نماز ادا کرتے تو بندگی نہ ہوتی۔ مگر مصطفیٰ ﷺ کے ادب میں **نماز چھوڑ دی تو بندگی ہو گئی**۔ گویا مصطفیٰ ﷺ کے حکم کی تعمیل کر لینا ہی اصل بندگی ہے۔ اسی لئے فرمایا:

''مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ'' (النساء:۸۰)

" جس نے رسول ﷺ کا حکم مانا بے شک اسی نے اللہ کا حکم مانا"

صاحبؒ تفسیر مظہری رقم طراز ہیں

"ہر بات میں رسول خدا ﷺ کی اطاعت سے دل زندہ ہوتا ہے اور ان کی نافرمانی سے دل مردہ ہو جاتا ہے" اب یہاں یہ بات بھی سمجھنا ضروری ہے کہ حضور ﷺ کی اطاعت ہر زمانے میں فرض ہے کیونکہ آیات کریمہ قیامت تک کے لئے صادر ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

پانچواں معنی

رفعت ذکر مصطفیٰ ﷺ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ کو 'مقام محمود' عطا کر دیا۔ وہ مقام کہ جہاں ساری مخلوق اول تا آخر سب امتیں حضور ﷺ کا ذکر کریں گی۔ کہ روز قیامت فقط مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کی دھوم ہو گی۔ اس دن ہر مذکور کا ذاکر اپنے مذکور کا ذکر بھول گیا ہو گا۔ ذکر کے سارے چراغ بجھ چکے ہوں گے۔ وہاں ہر سمت مصطفیٰ ﷺ... مصطفیٰ ﷺ کی دھوم مچی ہو گی۔ فرمایا کہ: "قریب ہے کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب آپ ﷺ کی حمد کریں گے" (اسریٰ)

اس طرح اللہ نے حضور ﷺ کے ذکر کو ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا کہ جن کے کان آج نہیں

Marfat.com

سن سکتے وہ قیامت کے دن مصطفی ﷺ .... مصطفی ﷺ ہی سنیں گے۔

حضور کریم ﷺ کا ذکر بلند کرنے کی وجہ (لکَ کا مفہوم)

مذکورہ آیت "" میں "لکَ" کے معنی ہیں "محبوب ﷺ! آپ کی خاطر"

افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ۹۰٪ ترجمہ قرآن پاک میں "لکَ" کے ترجمے میں "آپ ﷺ کی خاطر" کو نہیں لکھا جاتا جو سراسر غلط ہے!

اللہ پاک نے بڑے پیارے انداز میں اپنے محبوب کریم ﷺ سے اظہار محبت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اے محبوب ﷺ! ہم نے جو آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا ہے تو اس کا سبب فقط ایک ہے اور وہ یہ کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں، خوش ہو کر مسکرا دیں" گویا رب کا مقصود مصطفی ﷺ کی رضا ہے۔ یعنی

؎ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

خدا اگر کوئی فعل کرتا ہے تو اس کا مقصود اپنے محبوب ﷺ کی رضا ہوتا ہے۔ اعلیحضرتؒ نے اسی لئے فرمایا:

؎ زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے کل جہاں تمہارے لئے

یہی وہ مقصودیت ہے جو کلمہ "لکَ" کے ذریعے سمجھائی جا رہی ہے۔

اللہ اس کائنات میں اگر کسی چیز کو مقدم رکھتا ہے۔ اگر وہ کچھ چاہتا ہے، کوئی خواہش کرتا ہے تو وہ فقط صرف یہ کہ میرا محبوب ﷺ راضی ہو جائیں۔ اسی لئے فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (الضحیٰ:۵)

"اور بے شک عنقریب آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے"

یعنی محبوب ﷺ ہم آپ ﷺ کو عطا کریں گے وہ اس لئے کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں

Marfat.com

اور خوشی سے آپ ﷺ کا حسین مکھڑا جو میرے حُسنِ مطلق کا مظہر ہے کِھل کِھل اٹھے گا۔

ساری کائنات میں ہر کوئی اگر کوئی عمل کرتا ہے تو اس کا مقصود اللہ کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے، حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہ السلام بھی اللہ کی رضا جوئی کرتے ہیں مثلاً

حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں ایسا نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے" (النمل:۱۹)

خود باری تعالیٰ نے فرمادیا ہے:

"اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے" (المائدہ:۱۱۹)

ایک اور مقام پر فرمایا:

"اللہ کی رضا سب سے بڑی (نعمت) ہے" (التوبہ:۷۲)

اب چونکہ رب ہے لہٰذا وہ ہر ایک کو بلا تفریق و امتیاز اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ فرماتا ہے:

"ہم ہر کس و ناکس کو اپنی نعمتوں سے نوازتے ہیں" (بنی اسرائیل:۲۰)

ان تمام اشاراتِ الٰہیہ میں قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ کسی بھی مقام پر کسی کو بھی عطا کرتے وقت اللہ تعالیٰ اس کی رضا کے حصول کو اپنا مقصود نہیں بتاتا۔ جبکہ آقائے دو جہاں ﷺ کی شان یہ ہے کہ جب رب عطا کرنے لگتا ہے تو بلا روک ٹوک اور بغیر اپنی عطاؤں کی کوئی حد قائم کئے، فرماتا ہے کہ محبوب ﷺ آپ ﷺ کی باری آئے گی تو تمام حدوں کو اُٹھا دوں گا اور عطا کرتا ہی چلا جاؤں گا یہاں تک کہ آپ ﷺ خوش ہو جائیں۔

کعبہ وہی جس پر حضور ﷺ راضی

اب جبکہ اللہ پاک نے حضور ﷺ کو اپنا محبوب اور مقصود قرار دے دیا ہے کبھی وہ مختلف طریقوں سے بڑے پیارے انداز میں آپ ﷺ کی دلجوئی کرتا ہے اور کبھی آپ ﷺ کی رضا کے حصول میں مگن دکھائی دیتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس مقام کو 'قبلہ' نہ بنائے جسے آپ ﷺ پسند فرمائیں۔ ارشاد ہوا: "تو ضرور ہم تمہیں پھیریں گے اس قبلے کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہو" (البقرۃ:۱۴۴)

Marfat.com

اللہ کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ کوئی مشرق کی طرف منہ کر کے رب رب پکارے یا کوئی مغرب کی طرف منہ کر کے اللہ اللہ کرے۔ وہ تو بے نیاز ہے۔ اس نے تو اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کے چہروں کو اسی طرف پھیر نا پسند کیا جس طرف اس کے حبیب ﷺ نے پسند کیا۔

؎ کعبہ بنتا ہے اس طرف ہی ریاض ؔ وہ جدھر رخ کو موڑ دیتے ہیں

تو قارئین محترم! جب رب کی ذات نے آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات بابرکت کو اپنا مقصود بنا کر ہمیں عطا فرمادیا تو پھر ہماری بندگی بھی ایسی ہونی چاہیئے کہ

؎ میری زندگی بھی عجیب ہے میری بندگی بھی عجیب ہے
جہاں مل گیا تیرا نقش پا وہیں میں نے کعبہ بنا دیا

شرف نبوت کے ذریعے بلندیٔ ذکر مصطفی ﷺ

سب انبیاء سے حضور ﷺ کا ذکر بلند:

اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کی بلندی کے لئے ایسا اہتمام کیا کہ آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کا وہ عظیم شرف عطا کیا کہ شرف نبوت اور فضیلت نبوت و رسالت میں آپ ﷺ کو وہ درجے عطا کر دیے کہ آپ ﷺ کا ذکر ہر نبیؑ سے بلند ہو گیا۔

؎ سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ

اللہ نے سب نبیوں کو نبوت و رسالت عطا کی اور نبوت اور رسالت کے جتنے مرتبے تھے، جتنے درجے تھے، فضیلتیں تھیں وہ سب انبیاء علیہ السلام میں چند ایک کر کے بانٹیں، لیکن جب دامن مصطفی ﷺ کی بات آئی تو نبوت کی ساری فضیلتیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب حضور ﷺ کو عطا کر دیں۔ دیگر انبیاء علیہ السلام کو بٹ کر ملا، مصطفی ﷺ کو یکجا ملا۔ مگر حقیقتاً اللہ نے جو حضور ﷺ کو عطا کیا وہ کسی کو نہ دیا۔

گویا نبوت کی تمام فضیلتیں، سب مرتبے، سب کمالات حضور ﷺ کو عطا کرتے ہوئے فرمایا "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝" کہ اے حبیب ﷺ میرے نبی تو بہت ہوئے، ہر ایک کا ذکر اور چرچہ

Marfat.com

ہوالیکن آپ ﷺ کا ذکر ہم نے سب سے زیادہ بلند کر دیا لہٰذا سب انبیاء کے ذکر ایک طرف اور مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ایک طرف!

تمام عالمین میں حضور ﷺ کا ذکر:

جیسے حضور رحمت للعلمین ﷺ ہیں ویسے آپ ﷺ کا ذکر بھی کسی ایک قوم، وقت، یا مخلوق تک محدود نہیں۔ جہاں جہاں اللہ کی ربوبیت ہے وہاں وہاں حضور ﷺ کا چرچہ بھی ساتھ ساتھ ہے۔

اللہ نے ہر قوم کی طرف نبی بھیجے۔ ان میں سے جو ایمان والے تھے وہ اپنے نبی کا ذکر کرتے رہے۔ الغرض ہر نبی اور رسول کا ذکر فقط ان کی قوم میں سے ایمان والوں نے کیا۔ جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہ السلام کی رسالت کا دائرہ کار محدود تھا اس طرح ہر نبی علیہ السلام کے ذکر کی وسعت ایک خاص حد تک تھی۔

مگر جب نبی اکرم ﷺ کی بات آئی تو زماں و مکاں کی حدیں بھی توڑ دیں۔ **آپ ﷺ کی نبوت و رسالت زماں و مکاں میں نہیں بلکہ زماں و مکاں آپ ﷺ کی نبوت میں ہیں۔** جب زمانہ بھی نہ تھا تب سے ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے۔ یہاں تک کہ جب زمانے بھی ختم ہو جائیں گے مگر حضور اکرم ﷺ کا ذکر ختم نہ ہوگا، کہ آپ ﷺ کا ذکر نہ زمانے کا محتاج ہے نہ کسی مخلوق کا، کہ صرف انسان ہی نہیں آپ ﷺ کا ذکر کرتے بلکہ جنات بھی آنسو بہا بہا کر آپ ﷺ کی مجلس میں ذکر کرتے۔ نہ صرف جنات بلکہ زمین و آسمان کے فرشتے ستر ہزار ٹولیاں بنا کر آپ ﷺ کے روضۂ اقدس کا **طواف** کر کے آپ ﷺ کا ذکر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ کہ ان میں سے ہر ایک فرشتے کی باری قیامت تک دوبارہ نہ آئے گی۔

تو اندازہ کریں کہ حضور ﷺ کے ذکر کو کس قدر وسعت حاصل ہے کہ محبوب ﷺ! انسان بھی تیرے ذاکر، جن بھی تیرے ذاکر، عرش پر بھی تیرا ذکر، فرش پر بھی، مکاں میں بھی آپ ﷺ کا ذکر، لامکاں میں بھی

Marfat.com

آپ ﷺ کا ذکر اور جہاں کوئی ذکر کرنے والا نہ رہے، وہاں خدا کی زبان پر آپ ﷺ کا ذکر۔

حضور کریم ﷺ کا ذکر بے چین دلوں کا چین

مشہور آیت کریمہ ہم تلاوت کرتے ہیں:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ "بے شک اللہ ہی کا ذکر جس سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے"
(الرعد:۲۸)

پیچھے ہم بیان کر چکے ہیں کہ "حضور ﷺ کا ذکر' بلکہ 'حضور ﷺ خود' اللہ کا ذکر ہیں"، گویا دلوں کا چین اگر کسی میں ہے تو وہ حضور ﷺ کا ذکر ہے۔

میں جو اک برباد ہوں آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسم محمد ﷺ شاد رکھتا ہے مجھے

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے 'تفسیر در منشور' میں ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن المنذرؒ کے حوالے سے حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ کے ذکر سے حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ کیونکہ ذکر محمد ﷺ ہی عین ذکر الٰہی ہے۔

دلوں کی مضبوطی

اللہ پاک فرماتا ہے

"میں نے موسیٰ علیہ السلام کا، نوح علیہ السلام کا، عیسیٰ علیہ السلام کا، لوط علیہ السلام کا، ابراہیم علیہ السلام کا قصّہ سنایا تاکہ تیرا دل مضبوط ہوجائے"

گویا اللہ کے نبیوں کے ذکر سے دل مضبوط ہوتے ہیں۔ تو نبیوں کے امام، امام الانبیاء ﷺ کا ذکر سن کے اور کر کے دل کس قدر مضبوط ہوتا ہوگا۔

عبادت اور گناہوں کا کفارہ

حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "**انبیاء** علیہ السلام **کا**

Marfat.com

تذکرہ ایک طرح کی عبادت اور اولیاءؒ کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے''

جب انبیاء علیہ السلام کا ذکر عبادت اور اولیاءؒ کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے تو سلطان الانبیاء و اولیاء ﷺ کا ذکر کس درجے کی عبادت اور گناہوں کا کفارہ ہو گا؟ اس کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

جہاں بھی تذکرے سلطان الانبیاء ﷺ کے چلے وہی پہ تھم گئی گردش دوراں

جو حضور ﷺ کا ہو گیا وہی بلند ہو گیا

آیت '' وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ؀ '' میں ''لَکَ'' اس لئے فرمایا کہ ''لام'' ملکیت کی علامت ہے۔ اللہ نے اس کا مالک حضور ﷺ کو بنا دیا۔ اب جس کی شان بلند ہو گی، ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے ہو گی کہ اولیاء، مشائخ، علماء جو کچھ ان کو عزت ملتی ہے ان ﷺ ہی کے نعت گو اور خدام ہونے کی وجہ سے ملتی ہے۔

اب جو یہ سوال کرتے ہیں کہ 'جب اللہ خود حضور ﷺ کا ذکر کر رہا ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے ذکر کرنے کی؟' تو وہ جواب سن لیں کہ: حضور ﷺ کا ذکر ہمارے کرنے سے بلند نہیں ہوتا کیونکہ حضور ﷺ کا ذکر تو خود اللہ بلند کر چکا ہے۔ اب حضور ﷺ کا ذکر جو کرے گا اسے ذکر مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ عطا ہو گا کہ خدا اس کا ذکر بلند کر دے گا۔

اس دنیا میں حقیقی بلندی اسی کو عطا ہوئی جو مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرے گا۔ جس نے اپنا جینا مرنا، اوڑھنا، بچھونا، زندگی کی سب حرکات و سکنات، سب کچھ حضور ﷺ کے ذکر کی نذر کر دیا بس وہی بلند ہو گیا۔

جب اللہ نے خود وعدہ کر دیا کہ: '' فَاذۡكُرُوۡنِیۡۤ اَذۡكُرۡكُمۡ (البقرۃ:۱۵۲) '' ''تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا'' اب جب مصطفیٰ ﷺ اللہ کا ذکر کریں تو ان کا ذاکر اللہ کا مذکور بن جاتا ہے۔ کہ پھر اللہ اپنے بندوں سے ان کا ذکر کرواتا ہے۔ جیسے ۷۰۰ سال گزر گئے، حضرت بابا فرید الدینؒ کے نام لیواؤں میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ۹۰۰ سال گزر گئے، مگر غوث پاکؒ کی گیارھویں منانے

Marfat.com

والے بے شمار ہیں۔ ۹۷۰ سال گزر گئے داتا حضورؒ کے نعرے آج بھی لگ رہے ہیں۔

دعا ہے اللہ پاک ہمیں ذکر مصطفیٰ ﷺ کرنے، اسے پھیلانے اور گلی گلی کوچے کوچے، شان مصطفیٰ ﷺ بیان کرنے اور اسکے ساتھ ہی حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر اور اتباع کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

٭ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

"میں نے اپنے کلام سے محبوب ﷺ کی تعریف نہ کی بلکہ ان کے ذکر پاک سے اپنے کلام کو قابل تعریف بنایا"

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿﴾

("اے غیب کی خبریں بتانے والے ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا گواہ بنا کر، خوشخبری سنانے والا، اور ڈر سے آگاہ کرنے والا)

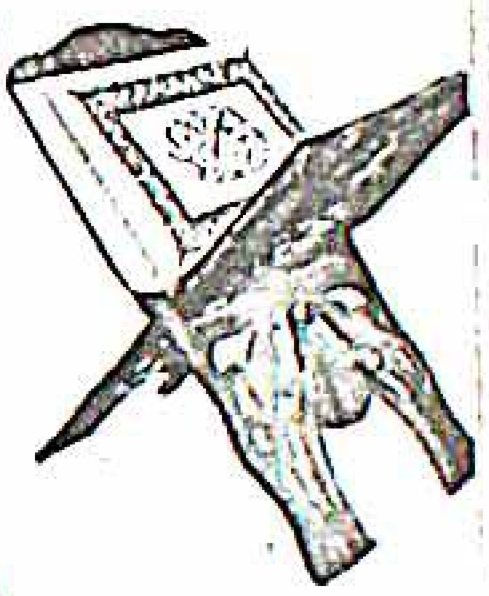

باب: ۱۰

مبشریت ونذیریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

بشیرٌ ﷺ
خوشخبری دینے والے

نذیرٌ ﷺ
عذاب سے ڈرانے والے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ مُحَمَّدٍ بَشِیْرٍ وَّنَذِیْر

بشیر کہیے نذیر کہیے انہیں سراجِ منیر کہیے

جو سر بسر ہیں کلامِ ربّی وہ میرے آقا ﷺ کی زندگی ہے

Marfat.com

مبشریت و نذیریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بشیر و نذیر - معنی و مفہوم

لفظ 'بشیر' 'بشارت' سے اخذ ہے جس کے معنی ہیں خوشخبری دینے والا۔ بشیر بھی حضور ﷺ کی شان ہے۔ اور لفظ 'نذیر' 'انذار' سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں 'خبر دار کرنے والا اور ڈر سنانے والا'۔ نذیر کے معنی 'ڈرانا' لئے جاتے ہیں جو صحیح طور پر 'انذار' کے مفہوم کو ادا نہیں کر سکتا اور شانِ مصطفیٰ ﷺ میں بے ادبی کے معنوں میں آتا ہے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ کی **'نذیریت'** سے مراد ہے کہ آپ ﷺ تمام انسانیت کو ایسے اعمال کے نقصان سے آگاہ اور خبر دار کرتے ہیں جس کے کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

حضور ﷺ کی **مبشریت و نذیریت** نبوت کی طرح سب پر عام ہے۔ حضور ﷺ کافروں کو عذاب کا ڈر سنانے والے ہیں، گناہگاروں کو عتاب (قہر) سے، نیکو کاروں کو ضبطیٔ اعمال کے خوف سے، پرہیز گاروں کو رب کی بے نیازی سے، یونہی حضور ﷺ کفار کو قبولیتِ ایمان کی بشارت دیتے ہیں، اور گناہگاوں کو قبولیتِ توبہ کی بشارت دیتے ہیں کہ ابھی ایمان لے آؤ، توبہ کر لو تو بخشے جاؤ گے۔ اسی طرح حضور ﷺ خوشخبری سنانے والے ہیں۔ نیکو کاروں کو جنت کی، انبیاءؑ و اولیاءؒ کو قربِ الٰہی کی اور امتِ مصطفیٰ ﷺ کو شفاعت کی بشارت دینے والے ہیں۔ ایسے کہ قیامت میں جب ہر نبی کی طرف سے بندوں کو مایوس کن جواب ملے گا کہ ہم شفاعت نہیں کر سکتے تب حضور ﷺ ہی سب کی ڈھارس بنیں گے۔ اور اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا کہہ کر شفاعت کی بشارت دیں گے کہ 'مت گھبراؤ' اسی لیے اللہ نے حضور ﷺ کی بشارت کو کسی قوم یا کسی وقت سے خاص نہ فرمایا۔

'بشیر و نذیر' ایک ساتھ فرمانے کی حکمت

Marfat.com

انسانی فطرت ہے کہ جب تک اسے کسی چیز کا فائدہ نقصان دونوں نہ بتائے جائیں تب تک وہ کسی کام کو کرنے کے لئے راضی نہیں ہوتا۔ اسی لیے اگر صرف 'بشیر' فرمایا ہوتا تو کوئی ڈر خوف نہ ہوتا اور ہر بندہ یہی کہتا کہ جب یہ کام نہ کرنے کا کوئی نقصان ہی نہیں تو میں یہ کام کیوں کروں؟ اگر نماز نہ پڑھنے والوں کو عذاب سے نہ ڈرایا جاتا تو یقیناً آج بہت ہی کم لوگ نماز پڑھتے۔ 'جمعہ کی نماز' دیکھ لیں عام دنوں میں مساجد میں اتنی تعداد میں لوگ نہیں ہوتے جتنے جمعہ کی نماز میں، کہ اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے سختی سے فرمادیا کہ: **"لوگ جمعہ چھوڑدینے سے باز آجائیں نہیں تو اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے"** (صحیح مسلم کتاب الجمعہ)

اس ڈر سے جمعہ کی نماز میں قدرے رش نظر آتا ہے۔ اسی طرح اگر اللہ فرما دیتا کہ حضور ﷺ 'نذیر' ہیں تو بھی صرف خوف ہوتا، محبت نہ ہوتی۔ اسی لیے جزا اور سزا کا تصور ایک ساتھ رکھنا ضروری تھا۔

مبشریت ونذیریت-نبوت کی ذمہ داری

اللہ نے ہر نبی کو **'بشیر ونذیر'** بنا کر بھیجا۔ حضور ﷺ خاتم النبیین، امام الانبیاء کو بھی اللہ نے شانِ مبشریت وشانِ نذیریت عطا فرمائی۔ لیکن حضور ﷺ کے بشیر ونذیر ہونے میں اور دیگر انبیاء علیہ السلام کے بشیر ونذیر ہونے میں فرق ہے۔ جس کا تذکرہ ہم آگے کریں گے۔

پہلے بیان کریں گے کہ مبشریت و نذیریت نبوت کی ذمہ داری کیسے ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کو اللہ نے کیا ذمہ داری عطا فرمائی۔ اللہ نے فرمایا:

"اورحکم مانو اللہ کا، اورحکم مانو رسول ﷺ کا اور ہوشیار رہو، پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ **ہمارے رسول ﷺ پر واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے"**

آسان الفاظ میں اللہ کا حکم یہی ہے کہ "ایسے کام کرو گے تو بخشے جاؤ گے" اور "یہ کام نہ کرو کہ بُرا ہے" "ورنہ دوزخ میں جاؤ گے" اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے یہی احکام مخلوق تک پہنچائے۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے تو ہر لمحہ اپنی ذمہ داری کو ادا فرمایا۔ اسی لیے اللہ بندوں سے فرما رہا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ اگر تم نے حضور ﷺ کی اطاعت نہ کی، حکم نہ مانا تو معاذ اللہ آپ ﷺ کا کوئی نقصان ہوگا۔ وہ ﷺ تو اپنا فرضِ تبلیغ ادا فرما چکے ہیں۔ اب نہ ماننے کا وبال تم پر ہوگا۔ تمہاری اطاعت سے ان ﷺ کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں۔ وہ بے نیاز بادشاہ ہیں، ہاں تم نیاز مند ہو۔

ے میں نیاز مند ہوں تیرا بندہ نواز تو ہے — تیرے کرم سے میری دنیا میں آبرو ہے

ایک اور پیاری بات کہ اللہ نے حضور ﷺ کے اس وصف کو حضور ﷺ کی اطاعت سے ملا کر بیان کیا ہے۔ اس لیے کہ جس کام کی نسبت حضور ﷺ فرما دیں کہ اس کام سے فلاح پاؤ گے، یا جس کام کے لئے حضور ﷺ حکم فرما دیں کہ یہ نہ کرو نقصان اٹھاؤ گے، تو بندوں کو اللہ کا حکم ہے کہ ''اس کام سے فوراً رک جاؤ'' اگرچہ تم نے اس کام کا انجام نہیں دیکھا، جنت دوزخ بھی تمہاری نظروں سے اوجھل ہیں۔ مگر بتانے والے چونکہ حضور مصطفیٰ کریم ﷺ ہیں اسی لیے ان کے حکم سے سرتابی نہ کرو، ان ﷺ کی بات مانو، دنیا و آخرت کی سب بھلائی اسی میں ہے اور یہ تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے۔

حضور اکرم امام الانبیاء خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ حبیب خدا اور دیگر انبیاء اعظام علیہ السلام کی مبشریت ونذیریت میں فرق

اللہ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ ۝
(فاطر:۲۴)

''اور اے محبوب ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ڈر سنانے والا گزرا''

اس آیت کریمہ میں تین صفات تو حضور ﷺ کی ارشاد ہوئیں، رسالت عامہ، بشیر ہونا، نذیر ہونا اور آخر میں گزشتہ امتوں کے متعلق رہنماؤں کے آنے کا ذکر فرمایا گیا۔ کہ جس قدر بھی

Marfat.com

امتیں گزری ہیں ہر قوم میں ڈرانے والے گزرے خواہ وہ پیغمبر ہوں یا علماء ہوں یا بزرگانِ دین۔ روح البیان میں فرمایا کہ یہاں امتوں سے مراد وہ امتیں ہیں جن پر دنیا میں عذاب آیا۔ تو مطلب یہ ہوا جس جس گروہ پر عذاب آیا، پہلے ان میں انبیاء، علماء و صلحاء بھیجے گئے کہ ان کو عذاب سے ڈرائیں، جب وہ نہ مانے تب عذاب آیا۔

اب یہاں حضور ﷺ کی رسالت اور دیگر انبیاء کی رسالت کا فرق بیان ہے کہ فرمایا 'اے محبوب ﷺ! آپ تو ساری امتوں کی طرف بھیجے گئے اور آپ ﷺ کی رسالت سب پر عام ہے مگر آپ ﷺ سے پہلے ہر جماعت کے لئے علیحدہ علیحدہ **ڈر سنانے والے** ہوتے تھے۔'

اللہ نے سورۃ احزاب میں فرمایا ''مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ'' میں حضور ﷺ کی تین صفات کا ذکر ہے۔ خوشخبری دینا، ڈر سنانا، اللہ کی طرف بلانا۔ اگرچہ پہلے انبیاء کرام نے بھی یہ فرائض سرانجام دیے مگر ان کی تبلیغ میں اور حضور ﷺ کی تبلیغ میں تین طرح کا فرق ہے۔

ا) **اولاً** تو یہ کہ وہ حضرات سن کے یہ کام انجام دیتے کہ ان کی بشارتیں سنی ہوئی تھیں مگر حضور پاک ﷺ کی بشارت ونذارت سب دیکھی ہوئی تھیں۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے معراج کی رات جنت اور دوزخ کا خود مشاہدہ فرمایا اور فرمایا اللہ سے کہ ''اے باری تعالیٰ! میں نے تیری بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی مصیبتیں دیکھ لی ہیں۔ اے خداوند تیری بہشت کی نعمتیں بے شمار ہیں اور دوزخ کی تکالیف بھی گنتی سے زیادہ ہیں'' پھر بارگاہِ خداوندی سے آواز آئی: ''اے حبیب ﷺ! اب آپ ﷺ دنیا میں لوگوں کو بہشت کی رغبت (بشیر) اور دوزخ کے عذاب کا ڈر سنائیے (نذیر)''

اگرچہ دیگر انبیاء کرام علیہ السلام بھی بشیر ونذیر تھے مگر حضور ﷺ وہ کہ جنہوں نے معراج میں بچشمِ سر اُس رب کو دیکھا (جس نے رب کو دیکھ لیا اس سے بھلا کچھ پوشیدہ رہ سکتا ہے؟)، پھر جنت کی وہ نعمتیں بھی دیکھیں جو کسی آنکھ نے نہ دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے وہم و گمان میں

Marfat.com

آئیں۔ جہنم کی ساری چیزوں کو بھی دیکھا۔ لہٰذا دیگر انبیاء علیہ السلام کی بشارت کامل ہے اور حضور ﷺ کی بشارت کامل تر ہے۔

دوسرا فرق یہ کہ وہ خاص جماعتوں کے نبی اور مبشر ونذیر تھے اور حضور ﷺ تمام عالم کے لئے بشر ونذیر ہیں۔

تیسرا فرق یہ کہ دیگر انبیاء کرام علیہ السلام خاص وقت کے لئے بشیر و نذیر تھے مگر حضور اکرم ﷺ قیامت تک کے لئے، آج جو تبلیغ بذریعہ علماء ومشائخ وقرآن ہو رہی ہے وہ حضور ﷺ ہی کی تبلیغ ہے۔

شاهدًا کا مبشرًا و نذیرًا سے تعلق

قرآن میں اللہ پاک فرماتا ہے

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ "(الاحزاب:۴۵)

"اے غیب کی چیزیں بتانے والے ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا گواہ بنا کر، خوشخبری سنانے والا، اور ڈر سے آگاہ کرنے والا

شہید، شاهدًا کے معنی ہیں 'گواہ' چونکہ 'حضور اکرم ﷺ دنیا میں اللہ کی ذات وصفات اور سارے عالم غیب کے گواہ ہیں اور حضور ﷺ قیامت میں سب کی گواہی دیں گے۔

پھر اس دن کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے حبیب ﷺ ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے (النساء:۴۱)

نیز تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے جنت ودوزخ کی گواہی سُن کر دی اور حضور اکرم ﷺ نے دیکھ کر۔ حضور ﷺ شاہدِ حقیقی ہیں لہٰذا آپ ﷺ جس کے ایمان یا کفر کی گواہی دے دیں تو ممکن نہیں کہ اس کے خلاف ہو۔

"بنا کر بھیجا" اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ حضور ﷺ دنیا میں تشریف آوری سے قبل خالق کے قربِ خاص میں رہ کر تمام چیزوں کا مشاہدہ فرما کر یہاں تشریف لائے۔ اور آخرت میں خالق کے

Marfat.com

سامنے مخلوق کے گواہ ہوں گے۔ لہٰذا گواہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر چیز سے باخبر ہو۔ چونکہ حضور ﷺ رب کے گواہ ہیں لہٰذا حضور ﷺ جس کے جنتی ہونے کی گواہی (بشارت) دے دیں وہ یقیناً جنتی ہے۔ جسے دوزخی فرمادیں وہ دوزخی۔ جسے حلال فرمادیں وہ حلال۔ جسے حرام فرمادیں وہ حرام۔ کیونکہ آپ ﷺ گواہِ مطلق ہیں، اس شاہدِ پروردگار (نبیِ مکرم ﷺ) کی زبان سے جو نکلے وہ حق ہے۔ جیسے سونے کی کان سے لوہا نہیں نکل سکتا ایسے ہی اس شاہدِ پروردگار (ﷺ) کی زبان مبارک سے باطل نہیں نکلتا۔

اللہ کی بشارت ونذارت کا معیار

چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت ونذارت اللہ ہی کے حکم سے ہے اسی لئے آپ ﷺ جس کے لئے دنیا میں ہی جنت واجب فرمادیں اسے جنت میں جانے سے کوئی روک نہیں سکتا اور جس کے لئے اللہ کے عذاب کی وعید سنادیں اسے کوئی بچا نہیں سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ ہی کے حکم سے ہے۔ اسی لئے تو اللہ نے قرآن میں اپنے نام کے ساتھ نبی ﷺ کا نام لے کر فرمایا کہ:

۱) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝ (النور:۵۲)

"اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اور ڈرتا رہا اللہ سے اور بچتا رہا اس (کی نافرمانی) سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں"

۲) وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝

"جو مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے" (الانفال:۱۳)

۳) وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا۝ (الفتح:۱۳)

"اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لایا تو ہم نے کفار کے لئے (آگ کے) شعلے تیار رکھے ہیں"

Marfat.com

۴) اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ (التوبہ:۳)

ترجمہ: بےشک اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں، پس اے مشرکو اگرتم توبہ کرلو توتمہارے حق میں بہتر ہےاور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے اور (اے حبیب ﷺ) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں

۵) وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (النساء:۳)

"اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ ایسی جنتوں میں داخل ہوگا جس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے"

اس کے علاوہ بے شمار ایسی آیات ہیں جن میں اللہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی، انکار، اذیت دینے، خیانت کرنے، عداوت کرنے، مخالفت کرنے، لڑائی کرنے، اظہارِ بیزاری کرنے اور گستاخی کرنے والوں کے لئے سخت عذاب کی وعید سنادی اور اپنے نام کے ساتھ محبوب ﷺ کا نام اس لئے رکھا کہ کوئی میرے محبوب ﷺ کو مجھ سے جدا نہ سمجھے اور جس نے بھی میرے حبیب ﷺ کو دکھ دیا، اذیت دی وہ میرے شدید عذاب کی گرفت میں ایسا آئے گا کہ اسے کوئی بھی اس دردناک عذاب سے بچا نہ سکے گا۔ فرمایا:۶

۶) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ یُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (الحشر:۴)

"یہ عذاب اس وجہ سے ہے کہ انہوں (بنو نضیر) نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی پس بے شک اللہ کا عذاب بہت سخت ہے"

اس آیت کریمہ میں اللہ نے بنو نضیر کے یہودیوں (کے افعال جو وہ حضور ﷺ کی مخالفت

Marfat.com

میں کرتے تھے اور آپ ﷺ کی اتباع نہ کرتے تھے) کو دردناک اور سخت عذاب کی وعید سنائی ہے اور پوری انسانیت کو بھی درسِ اتباع واطاعت دیا ہے اور اپنے رسول ﷺ کی مخالفت کو اپنی مخالفت قرار دیا ہے۔ اور یہ حکم صرف آج سے ۱۴۳۶ سال پہلے کے لیے نہ تھا بلکہ آج بھی لاگو ہے۔ کہ جو لوگ بغاوت وغداری اور منافقت وارتداد کو اپنے دامنِ تنگ میں لیے، دنیاوخواہشات پر وارفتہ وفریفتہ ہو کر مشہودِ جہاں آرا ﷺ کی نفرت سینوں میں لیے ابوجہل وابولہب، کعب بن اشرف، ابورافع یہودی، ابن خطل اور اس کی لونڈیاں، عصمہ بنت مروان، مسلمہ کذاب، ریجی نالڈ، سلمان رشدی، چارب، ٹیری جونز، اور دیگر ایسے جہنمی ملعون اور ان کے متبعین بن گئے وہ رسواء زمانہ کا لقب پاکر عذاب جہنم اور اللہ کی لعنت کے حقدار ٹھہرے۔

عشرہ مبشرہ اور اتباع وعشق رسول ﷺ

یوں تو حضور رحمت للعلمین ﷺ نے اپنے بہت سے صحابیوں ؓ کو مختلف اوقات میں جنت کی بشارت دی اور دنیا میں ہی ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا۔ مگر دس ایسے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین ہیں جن کو آپ ﷺ نے مسجدِ نبوی کے منبر پر تشریف فرما ہو کر ایک ساتھ ان کے نام لے کر جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ انہیں "**عشرہ مبشرہ**" کا لقب دیا گیا۔ جن کی مبارک فہرست یہ ہے:

- حضرت صدیق اکبرؓ
- حضرت عمر فاروقؓ
- حضرت عثمان غنیؓ
- حضرت علی المرتضیٰؓ
- حضرت طلحہ بن عبیدؓ
- حضرت زبیر بن العوامؓ
- حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ
- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ
- حضرت سعید بن زیدؓ
- حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ

(بحوالہ ترمذی ج:۲، ص:۲۱۶)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کا وہ کونسا عمل تھا کہ جس نے ان کو

Marfat.com

عشرہ مبشرہ کی صف میں شامل کر دیا۔ وہ عمل تھا ''اتباع و عشق مصطفیٰ ﷺ'' چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

• سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ''آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ زیادہ پیارا ہے یا محبوب ﷺ؟'' فرمایا'' محبوب اللہ ﷺ! کیونکہ ہم نے اللہ کو انہی کے ذریعے سے پایا ہے۔ وہ ﷺ تشریف لائے تو ہمیں اللہ ملا ورنہ وہ تو ازل سے موجود ہے''

• سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بار طواف فرمارہے تھے حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے فرمایا: ''میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا'' (بخاری کتاب الحج؛ رقم: ۱۵۲۰)

• صلح حدیبیہ کے موقع پر جب رسول کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ معظمہ بھیجا کہ کفار مکہ سے مذاکرات کیے جائیں مگر کفار نے مسلمانوں کو اس سال حجِ بیت اللہ پر پابندی لگا دی اور کہا کہ عثمان غنیؓ اگر آپ آئیں ہیں تو اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے طواف کی اجازت دیتے ہیں لیکن سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کفار کی اس پیش کش کو بڑی شانِ بے نیازی سے ٹھکرا دیا کہ ''حضور ﷺ کے بغیر طواف کرنا مجھے گوارہ نہیں، میں اس وقت تک طواف کعبہ نہیں کروں گا جب تک حضور ﷺ طواف نہ کرلیں'' (بیہقی، السنن کبریٰ، ۹: ۲۲۱)

• اسی طرح ایک موقع پر حضرت عثمان غنیؓ مسجد نبوی کے دروازے میں بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے جب آپؓ سے وہاں بیٹھنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''مجھے اور تو کچھ خبر نہیں بس اتنا پتہ ہے کہ ایک بار میرے آقا و مولا ﷺ نے یہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا تھا۔ میں بس ان کی سنت ادا کر رہا ہوں''

• پھر ایک موقع پر آپؓ وضو کرنے کے بعد بغیر کسی وجہ مسکرانے لگے۔ وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''میں نے ایک بار حضور ﷺ کو اسی طرح وضو کے بعد مسکراتے دیکھا تھا۔ بس محبوب ﷺ

Marfat.com

کی سنت ادا کر رہا ہوں"

• سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عشقِ مصطفیٰ ﷺ کہ ایک سفر پر ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہیں معمول ہوتا کہ رستے میں ایک مخصوص درخت کی ڈالی کو پکڑ لیا کرتے، اپنے امامے سے لگاتے اور چھوڑ دیتے۔ جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر جا رہا تھا، تب حضور ﷺ کا امامہ شریف اسی درخت کی اسی ڈالی سے لگا۔ بس اسی ادا کو دہرا رہا ہوں"

اس کے علاوہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور اتباعِ رسول کریم ﷺ سے سرشار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کے بے شمار واقعات کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ یہ عشق و اتباعِ مصطفیٰ ﷺ کی ہی برکتیں تھیں کہ ان کا درجہ دنیا میں بھی بلند ہو گیا اور آخرت میں بھی۔ قانون ہے کہ کسی بھی مومن کو نیکی کرنے کے سبب اس کے اعمال کو تولنے کے بعد آخرت میں جنت کا فیصلہ ہو گا۔ مگر قدرتِ رب نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو یہ اختیار دے رکھا ہے کہ جس کو چاہیں، دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا فرما دیں۔ اور جس کو دے دیں اس سے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اور جس کو پکڑ لیں اس کو کوئی چھڑوا نہیں سکتا اور جس کو دوزخ سے چھڑوا لیں پھر اس کو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ حضور ﷺ کی بشارت بھی رد نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور ﷺ کی خوشخبری اللہ کی خوشخبری ہے۔ اور آپ ﷺ کی پکڑ اللہ کی پکڑ ہے۔

اب اس مقام کے بارے میں عرض کرتے چلیں جس مقام پر یہ ۱۰ خوش نصیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین 'عشرہ مبشرہ' بنے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جب رسول کریم ﷺ نے دورانِ نماز اپنا رخ مبارک بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے اتباعِ رسول ﷺ فرماتے ہوئے جدھر حضور ﷺ کا رُخ مبارک تھا ادھر رُخ فرما لیا۔

روایت میں آتا ہے کہ سب سے پہلے جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے رُخ تبدیل فرمایا وہ یہی دس عشرہ مبشرہ کرامؓ تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے نماز کے بعد منبر پر تشریف فرما ہو کر ان تمام

Marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جنتی ہونے کی بشارت فرمائی۔

چونکہ حضور ﷺ پیچھے بھی ویسے ہی دیکھ سکتے ہیں جیسے آگے، اسی لیے آپ ﷺ نے دیکھ لیا تھا کہ کس صحابیؓ نے میری اتباع پہلے فرمائی۔

مجھے کیا خبر تھی رکوع کی مجھے ہوش کب تھا سجود کا
ترے ﷺ نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

قرآن میں بشارت ونذارت مصطفیٰ ﷺ

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ نے حضور اکرم ﷺ کی بشارت ونذارت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس میں سے چند ہم یہاں پیش کریں گے۔

۱) "بے شک ہم نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور (عذاب کا) ڈر سنانے والا اور آپ ﷺ سے درزخ والوں کا سوال نہ ہوگا" (البقرۃ:۱۱۹)

اس آیت کریمہ میں حضور ﷺ کے بہت سے فضائل کا ذکر ہے **اولاً** تو اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ کو کفار اور منکرین کی حالت دیکھ کر رنج و ملال ہوتا تھا۔ تقاضۂ رحمت یہ تھا اور محبوب ﷺ کی آرزو تھی کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں اور جنتی بن جائیں۔ مگر پروردگارِ عالم کی منشاء یہ تھی کہ محبوب ﷺ جو آپ ﷺ کا بدگو اور دشمن ہے۔ وہ میری جنت کی بُو بھی نہ پاسکے گا۔ اس لیے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ 'اے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کا فرض تھا تبلیغ فرمانا وہ آپ ﷺ نے بخوبی سرانجام دے دیا۔ اب آپ ﷺ سے قیامت میں یہ سوال نہ ہوگا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے' **اور دوسری** یہ بات کہ اللہ کو یہ گوارا نہیں کہ اس کے محبوب کریم ﷺ کا دل غمگیں ہو، اس لیے تسکینِ قلب فرمادی۔

۲) "اے محبوب ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو حق کے خوشخبری سنانے والا اور آخرت کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت (ایسی) نہیں مگر اس میں ڈر سنانے والا کوئی (نہ کوئی ضرور) گزرا ہے" (فاطر:۲۴)

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں رسول ﷺ کی رسالتِ عامہ، بشیر ہونا، نذیر ہونا بیان ہے۔ **اول** تو یہ کہ دوسری قوموں میں علیحدہ علیحدہ سے '**نذیر**' گزرے مگر حضور ﷺ کی رسالت سب کو عام ہے۔ اس میں نہ وقت کی قید ہے نہ زمانے کی۔ اور **دوسرا** یہ کہ اللہ نے فرمادیا کہ رسول ﷺ آپ خالی نہیں آئے بلکہ تین چیزیں لے کر آئے:

- حق باتیں،
- مومنوں کے لئے خوشخبریاں
- منکرین کے لئے عذاب کی خبر۔

۳) "بڑی برکت والا وہ ہے جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ ﷺ پر جو سارے جہان کو ڈرسنانے والا ہو" (الفرقان:۱)

اس آیت مبارکہ میں معاندین و مشرکین سے خطاب ہو رہا ہے انہی کی اصلاح کی کوشش کی جارہی ہے اسی لیے اس آیت میں بڑے پُر جلال انداز میں حضور ﷺ کی صفتِ نذارت کا بیان ہے۔ 'لِلْعٰلَمِيْنَ' 'سارے جہان کو' اس لیے فرمایا کہ یہاں خطاب انسانوں، جنوں اور شیاطین کو کرنا مقصود ہے۔ یہ تینوں گروہ بعثت کے وقت کفر پر تھے کوئی بھی ان مخاطبین میں سے مستحقِ بشارت نہ تھا اس وجہ سے صرف نذیر فرمایا گیا۔

۴) "اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا حاضر و ناظر، خوشخبری دینے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا" (الاحزاب:۴۵)

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یوں ہے کہ جب کوئی تاجر دکان بناتا ہے، اس کو سجاتا ہے، اس کے اشتہارات تقسیم کرتا ہے گویا اس کی دکان کی مشہوری کے لئے لگے بلب، اخبار، اشتہار، دکان کی زیبائش اس کے 'داعی' (یعنی بلانے والے) ہیں تو اللہ نے جنت بنائی، اس کو آراستہ کیا ہر نعمت سے، سارے انبیاء علیہ السلام کو اس کے اعلان کے لئے بھیجا۔ ان حضرات ؑ نے لوگوں

Marfat.com

کو جنت کی دعوت دی مگر نبی کریم ﷺ نے سب کو ذات الٰہی کی طرف بلایا۔ سب 'داعی الیٰ الجنان' تھے مگر حضور ﷺ 'داعی الی اللہ' حضور ﷺ کا ہر عمل **داعی الی اللہ** ہے۔ سبحان اللہ

احادیث سے بشارت ونذارت کا بیان

¤ اہل بیت سے محبت اور بشارت رسول ﷺ

حضور ﷺ کے اہل بیت تو وہ کہ جو خود جنت کے سردار ہیں۔ سیدہ خاتون جنتؓ کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**فاطمہ** رضی اللہ عنہ **جنت کی عورتوں کی سردار ہیں**" (بخاری شریف)

اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہ اجمعین کے متعلق فرمادیا کہ

"**یہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں**" (سنن ترمذی؛ج:۵)

مختصر یہ کہ جنت تو میرے آقا کریم ﷺ کے اہل بیت علیہ السلام کے قدموں کی دھول ہے۔

نبی اکرم ﷺ اپنے اہل ابیت رضوان اللہ علیہ اجمعین سے بے حد محبت فرماتے۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک روز رسول اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے دونوں شہزادوں (حسنین کریمینؓ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "**جو مجھ سے محبت رکھے گا اور ان دونوں سے محبت کرے گا اور ان کے ماں (حضرت فاطمہؓ) باپ (حضرت علیؓ) سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ قیامت میں میرے درجے پہ ہوگا**"

یہ کتنی اعلیٰ درجے کی بشارت ہے جو حضور ﷺ نے فرمادی۔ یعنی جنت میں بھی اس مقام پر جہاں رسول کریم ﷺ تشریف فرما ہوں گے۔ (سبحان اللہ)

¤ پہلے جنتی

بسند صحیح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی**"۔ اس پر جناب صدیق اکبرؓ نے عرض کیا: "میری خواہش تھی کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا

Marfat.com

،تاکہ میں اس دروازے کو دیکھتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سنو! میری امت میں جنت میں جانے والوں میں سے تم سب سے پہلے ہو گے'' (حاکم)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ارشادِ عالیشان ہے: ''جنت میں سب سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ داخل ہوں گے''۔ ارشاد مبارک کو سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے عرض کی: 'یارسول اللہ ﷺ آپ سے بھی پہلے؟' فرمایا: '' مجھ سے پہلے، جس ناقے پر میں سوار ہوں گا، اس کی مہار میرے بلالؓ نے تھامی ہو گی یوں وہ مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہو گا''

☆ اہلِ جنت آرہا ہے

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا'' تو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص داخل ہوئے۔

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حضور ایک پیالہ کھانا لایا گیا۔ حضور ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا اور پیالہ میں کھانا بچ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرف سے ایک شخص آئے گا جو اہل جنت میں سے ہے وہ اس کھانے کو کھائے گا'' تو حضرت عبداللہؓ بن سلام آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

☆ فتح کی بشارت

بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کے متعدد مقامات پر فتح ہونے کی بشارت پہلے سے ہی دے دی۔ وہ فتوحات بھی جو آپ ﷺ کی ظاہری زندگی کے بعد ہوئیں۔ جیسے 'حیرہ کے فتح ہونے کی خبر'، یمن، شام، عراق، بیت المقدس اور خوز و کرمان کے فتح ہونے کی خبر پہلے سے ہی دے دی۔

☆ کوہِ احد پر حضور ﷺ کی بشارت

بسند صحیح حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ کوہ احد نے حرکت کی اور اس پر رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانِ غنیؓ تشریف فرما تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر نبی ﷺ صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے" (ابو یعلیٰ)

¤ امت کے لئے بشارت

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جن پر کوئی حساب نہ ہوگا نہ ان پر عذاب ہوگا اور وہ جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔ او اس ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ میرے رب کی جانب سے تین حیثیتیں ہوں گی" (ترمذی)

¤ بدر و حدیبیہ اور بیعت والوں کے لیے بشارتِ مصطفیٰ ﷺ

روایت میں ہے کہ حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں امید کرتا ہوں کہ جو بدر یا حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا"۔ میں بولی 'یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ نے یہ نہ فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر دوزخ پر ضرور وارد ہوگا'۔ فرمایا "تم نے یہ نہ سنا کہ اللہ فرماتا ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے"

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ "انشاء اللہ کوئی وہ شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی شجر والوں میں سے وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا" (مسلم)

حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ میں امید کرتا ہوں بالکل یقین کے لئے ہے (جیسے مقام محمود کے متعلق فرمایا کہ امید ہے وہ مجھے عطا ہوگا) اور انشاء اللہ فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ برکت کے لئے ہے یا اس کے معنی ہیں اللہ کے فضل سے۔

¤ مومنین کے لئے بشارت

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ (الاحزاب:۴۷،۴۶،۴۵)

"اے نبی ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو شاہد مطلق، بشارت دینے والا اور ہر وقت متنبہ کرنے والا اللہ کے حکم سے اسکی طرف بلانے والا اور منور کرنے والا آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔ مومنین کے لئے خوشخبری سنا دیجئے کہ بے شک ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ پاک نے مومنوں کو خوشخبری سنائی ہے تو پہلے مومن کی تعریف بھی فرمادی کہ جو نبی کریم ﷺ کی چھ شانوں کو مانے:

- 'شانِ نبوت'
- 'شانِ مبشریت'
- 'شانِ سراج منیر'
- 'شانِ شاہدیت'
- 'شانِ نذیریت'
- 'داعی الی اللہ'

اور پھر بشارت کی ہے کہ

"ان کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارت ہے، اللہ کے فرمان بدلا نہیں کرتے یہ بشارت عظیم کامیابی ہے" (یونس:۶۴)

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید لیکن قیامت کے دن قربِ الٰہی کی وجہ سے انبیاءؑ اور شہداء ان پر رشک کریں گے"۔ فرمایا: 'یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بتادیجئے وہ کون ہیں؟ ان کے اعمال کیا ہیں؟ تاکہ ہم ان لوگوں سے محبت کریں'۔ فرمایا: " وہ لوگ جو اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ نہ ان مں کوئی رشتہ ہے اور نہ مالی منفعت۔ بخدا ان کے چہرے سراپا نُور ہوں گے۔ اور انوار کے منبروں پر بٹھائے جائیں گے۔ دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہ ہوگا"

پیر محمد کرم شاہؒ فرماتے ہیں کہ جیسے حضور ﷺ نے متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی حیات مبارکہ میں بشارتیں دیں۔ ویسے ہی بعد از وصال بھی آپ ﷺ اپنے ادنیٰ غلاموں کو ان کے

Marfat.com

نیک انجام اور مراتبِ عالیہ پر فائز ہونے کی خوشخبری سناتے ہیں اور انہیں ان کے مستقبل کے بارے میں مطمئن کر کے ہر خوف وحزن سے پاک فرماتے ہیں۔

نذارت مصطفیٰ ﷺ کا بیان

- "اے نبی ﷺ آپ ڈر سنانے والے ہیں" (ھود:۱۲)
- "آپ ﷺ تو ڈر سنانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی" (الرعد:۷)
- "وہ تو نہیں مگر ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے" (سبا:۶)
- آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں ہی تو تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں" (القرآن)

مذکورہ آیات سے واضح ہے ہوا کہ جانِ کائنات ﷺ نے مخلوقِ خدا کو جو ڈر سنایا وہ آپ ﷺ کی نبوت کی ذمہ داری میں شامل تھا تاکہ مخلوق کم از کم عذاب کے خوف سے ہی ایمان لے آئے۔ اور راہِ راست سے برگشتہ نہ ہو جائے۔ اور اپنی آخرت برباد نہ کر بیٹھے۔ ڈر ان لوگوں کے لیے جو منافقین ومشرکین ہیں کہ وہ خوف ہی وجہ سے ہی اللہ اور اس کے سول ﷺ پر ایمان لے آئیں اور خوشخبری ان لوگوں کے لیے جو مؤمنین ہیں اور رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں اور اپنے نفس پر قابو رکھتے ہیں۔

یہ بھی حضور ﷺ کی رحمت للعٰلمینی کا انداز ہے کہ کسی نہ کسی انداز میں امت بخشی جائے۔ آپ ﷺ کے قلبِ اطہر میں امت کے لیے بے حد پیار ہے تبھی تو بار بار آپ ﷺ ڈر سنا کرامت کو عذاب الٰہی سے بچانا چاہتے ہیں۔ اسے ایسے سمجھ لیں کہ جیسے بجلی کے کھمبوں پر 'خطرہ' لکھا ہوتا ہے کہ کرنٹ نہ لگ جائے۔ جنگلات میں تختیاں لگائی جاتی ہیں کہ یہاں رات کے وقت نہ آیا جائے کہ جانور نقصان نہ دے دیں۔ اور سڑک پر سائن بورڈ نسب ہوتے ہیں کہ ٹریفک حادثات سے بچایا جائے۔ ایسی ہی اللہ کے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے کمال شفقت فرماتے ہوئے ہر نقصان سے آگاہ فرما دیا ہے۔ اب اگر امت دنیا و آخرت میں کسی قسم کے نقصان سے بچنا چاہتی ہے تو چاہیئے کہ اللہ

Marfat.com

کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔ اور ہر اس عمل سے خود کو دور رکھے جس سے اللہ کے حبیب ﷺ نے منع فرمادیا ہے۔

اللہ پاک ہم سب کو اطاعت مصطفیٰ کریم ﷺ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝

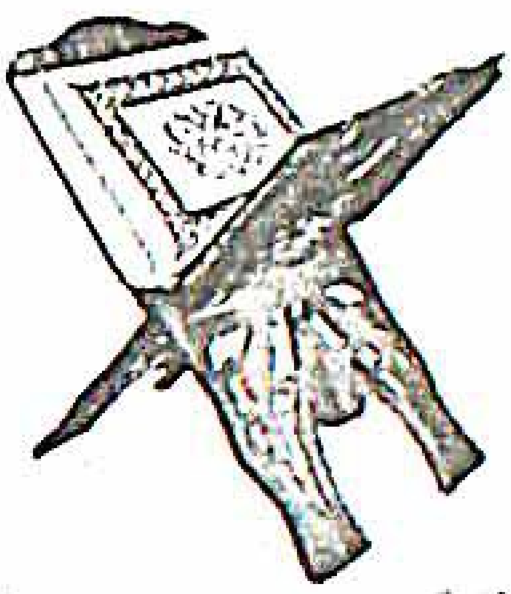

پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

باب: ۱۱

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

قریب ﷺ

اللہ کے قریب

کلیم اللہ ﷺ

اللہ سے ہمکلام ہونے والا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ

سرِ لامکاں سے طلب ہوئی سوئے منتہیٰ وہ چلے نبی ﷺ
سرِ منتہیٰ بھی کہاں رُکے سوئے لامکاں وہ چلے نبی ﷺ
کوئی حد ہے ان ﷺ کے عروج کی
بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

Marfat.com

معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

معراج کے معنی

لفظ معراج 'عروج' سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں 'بلندی'۔ معراج اوپر چڑھنے اور بلندی پر جانے کا نام ہے۔ آیت قرآنی: تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ

اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ''

اسی مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اسی لئے اس بے مثل عروجی سفر کو 'معراج' کہتے ہیں۔ معراج کا لغوی معنی 'سیڑھی' ہے۔ جس طرح سیڑھی کے درجے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درجہ بدرجہ بلندی پر تشریف لے کر گئے اور پھر براق پر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر طے فرماتے ہوئے، ساتوں آسمان کو یکے بعد دیگرے مشاہدہ فرماتے ہوئے 'دَنٰی فَتَدَلّٰی' کی منزلیں طے فرماتے ہوئے قرب و حضوری کے اس مقام رفیع پر فائز ہوئے جس کی تعبیر زبانِ قدرت نے 'فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی' کے پیارے کلمات سے فرمائی۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج

قرآن کریم کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء کو بھی شرف معراج سے نوازا گیا۔ مگر فرق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کو کوہ طور پر جا کر رب سے کلام کی سعادت ملی اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج تھی۔ حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں بلائے گئے، یہ ان کی معراج تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کو زمینوں اور آسمانوں کے ملکوت کی سیر کروائی گئی، یہ ان کی معراج تھی۔ لیکن میرے آقا تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج یہ کہ زمین اور آسمان سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ سے بلند عرش اعظم کو دیکھا، لوح و قلم کو دیکھا، جمال فطرت کو دیکھا، جلالِ قدرت کو دیکھا، جلوۂ اسماء و صفات کو دیکھا اور معراج اپنی معراج کو تب پہنچی جب مقام قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی پہ خود خدا کو دیکھا۔

Marfat.com

ابن یعقوبؑ کو اللہ نے صورت بخشی   ید بیضیٰ کی کلیم اللہ کو نعمت بخشی
ہر کسی کو کوئی عزت کوئی دولت بخشی
پر میرے سرکار ﷺ کو بے پردہ زیارت بخشی

سفرِ معراج کا مختصر بیان

بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث میں بیان ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب ہے رات کا آخری حصّہ ہے، محبوبِ خدا، سید المرسلین ﷺ اپنی ہمشیرہ اُم ہانی بنت ابی طالبؓ کے گھر آرام فرما رہے ہیں۔ دل بیدار ہے آنکھیں بند، جبرائیلِ امینؑ بحکمِ خدا تشریف لائے، ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، سوچ رہے ہیں اگر آواز دے کر جگایا تو بے ادبی ہو جائے گی (کہ نبی ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھو) اسی وقت حکمِ خدا ہوا کہ اے جبرائیلؑ! میرے محبوب ﷺ کے قدموں کا بوسہ لے تاکہ تیرے لبوں کی ٹھنڈک سے میرے محبوب ﷺ بیدار ہو جائیں۔ تجھے نہیں معلوم کہ اس دن کے واسطے ہی تو تیرے ہونٹوں کو کافور سے بنایا تھا۔ حکم سنتے ہی جبرائیلؑ آگے بڑھے اور اپنے کافوری ہونٹ محبوب دوعالم ﷺ کے پائے ناز سے مَس کر دیے۔ وہ جبرائیلؑ کی معراج تھی دل خوشی سے جھوم رہا تھا کہ مصطفیٰ ﷺ!

تیری معراج کہ تو جانے کہاں تک پہنچا
میری معراج کہ آپ ﷺ کے قدم تک پہنچا

حضور ﷺ بیدار ہوئے، فرمایا: ''اے جبرائیل کیسے آنا ہوا؟'' عرض کی 'یا رسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل آپ ﷺ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ سُوئے عرش بلایا ہے'

انہیں تو عرش پہ محبوب ﷺ کو بلانا تھا   تڑپ تھی دید کی معراج کا بہانہ تھا

سرکارِ محترم ﷺ حرم کعبہ تشریف لے جاتے ہیں۔ سینۂ مبارک کو چاک کیا جاتا ہے (شقِ صدر) قلب اطہر کو آبِ زمزم سے دھویا جاتا ہے، پھر سواری پیشِ خدمت ہوتی ہے۔ 'براق' جو جنتی

Marfat.com

جانور ہے، اس کی رفتار کا یہ عالم ہے کہ جہاں نگاہ پڑتی ہے وہاں قدم رکھتا ہے اور براق کا بھی اپنے آقا حضورِ اکرم ﷺ سے اندازِ محبت کہ حضور ﷺ اس پر سوار ہوئے تو وجد میں آگیا۔ جبرائیلِ امینؑ نے کہا ’ٹھہر جا‘ اس پر کہنے لگا: ’میری مسرّت کا یہ عالم ہے اور خوشی سے جھوم رہا ہوں کہ مجھ پر اللہ کے محبوب ﷺ تشریف فرما ہیں‘ پھر یہ فرشتوں کے جھرمٹ میں آن ہی آن میں دولہا کی سواری مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ پہنچتی ہے۔ وہاں تمام انبیاءؑ و رُسلؑ و ملائکہ موجود ہیں۔ استقبال کے لئے حاضر ہیں۔ درود و سلام کے گجرے پیش کیے جا رہے ہیں۔ پھر تمام انبیاء و ملائکہ مقتدی بنے، پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے، حضور ﷺ نے امامت فرمائی۔ سبحان اللہ! کیا نماز ہے کہ کُل انبیاءؑ مقتدی، امام الانبیاء ﷺ امام، قبلہ مسجدِ اقصیٰ، ملائکہ مقربین، اور مؤذن حضرت جبرائیلِ امینؑ۔

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِر کہ عیاں ہوں معنیٔ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

یہ فرش کا منظر، اور عرش کا منظر یہ کہ اللہ کے حکم سے سب زمانے کی حرکت بند تھی، سب فرشتے اپنی اپنی عبادات چھوڑ کر نظروں کو جھکائے حبیبِ خدا ﷺ کے منتظر درود و سلام کے گجرے اپنے آنگن میں سجا کر استقبالِ محبوب ﷺ کے لئے کھڑے ہیں۔ حوروں نے بھی پُرانے لباس تبدیل کر کے نئے لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ اُدھر نماز سے فارغ ہوئے، ’’سُوئے عرش سفر‘‘ کے لئے براق تیار ہے، اور آن کی آن میں دولہا کی سواری سرِ عرش پہنچتی ہے۔ پہلے آسمان پر پہنچے، حضرت آدمؑ نے استقبال کیا، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰؑ و حضرت عیسیٰؑ، تیسرے پر حضرت یوسفؑ، چوتھے پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت ہارونؑ، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ اور ساتوں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ زیارتِ سرکار ﷺ سے مشرف ہوئے۔ یہاں سے گزرنا تھا کہ سدرۃ المنتہیٰ آگیا۔ جبرائیلؑ نے عرض کی ’یا رسول اللہ ﷺ! اس سے آگے اگر بال برابر بھی بڑھا تو تجلیات کی تاب نہ لا سکوں گا‘ کہ

پہنچ کہ سدرہ پہ روح الامیں یہ کہنے لگے — یہاں سے آگے کا رستہ حضور ﷺ جانتے ہیں

Marfat.com

کہ یہاں سے آگے بڑھنا صرف حضور ﷺ کی شان ہے۔ آگے محب جانے اور وہ جانے والے محبوب ﷺ کہ کہاں گئے، 'وہاں' گئے جہاں 'کہاں' ہی ختم ہو چکا تھا۔ 'کب' اور 'کہاں' تو مکاں و زماں کے لئے ہے۔ جہاں سرکار ﷺ تشریف لے گئے وہاں نہ زماں ہے، نہ مکاں۔ آگے کیا ہوا، محب اور حبیب ﷺ کے درمیان کیا راز و نیاز ہوئے، کیا باتیں ہوئیں، یہ سب راز میں رکھ دیا۔ بس اتنا کہہ دیا کہ "ہم نے اپنے بندے کو وحی کی جو کی" کسی کو کیوں بتائیں (سبحان اللہ)

قارئین محترم! اب ہم قرآن مجید، احادیث کریمہ، آئمہ کرام و مفسرین کے اقوال اور صوفیاء عظام کے فرمودات کا سہارا لیتے ہوئے 'معراجِ مصطفٰی ﷺ' سے 'شانِ مصطفٰی ﷺ' کے چند نقطے بیان کریں گے۔

قرآن کریم اور بیان معراج مصطفٰی ﷺ

واقعہ معراج کے مختصر بیان کے بعد اب ہم آیتِ اسریٰ کی طرف آتے ہیں۔ ارشاد ہوا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ (بنی اسرائیل: ۱)

ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات، جس نے سیر کرائی اپنے بندۂ خاص کو رات کے قلیل حصّہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، بابرکت بنا دیا ہے ہم نے اس کے گِرد و نواح کو، تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی نشانیاں اور آثارِ قدرت، بے شک وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

'سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ' کا بیان

'سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ' کے معنی ہیں 'پاک ہے وہ ذات'

اصول تو یہ ہے کہ جب کسی ہستی کی خاص فضیلت بیان کی جاتی ہے تو فقط اسی کی بات ہوتی ہے۔ یہ قرآن کا بھی اصول ہے جہاں جہاں جس موقع کی مناسبت سے بات ہوتی ہے، اسی سے متعلق ہی بات کی جاتی ہے۔ اسی اصول کے تحت اس آیت مین بھی معراج کے ذکر میں آغاز 'ذکر

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ ' سے ہونا چاہیئے تھا، مگر 'سُبْحَانَ الَّذِیْ' کہہ کر ذکرِ خدا سے آغاز کیوں کیا گیا؟ اس کی جہاں بے شمار حکمتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی کہ اللہ جانتا تھا کہ ہر شخص 'ابو بکرؓ' کی عاشقانہ نگاہ نہیں رکھتا۔ کوئی ابو جہل کی آنکھ سے بھی دیکھتا ہے۔ کہ جب مصطفیٰ ﷺ معراج کا احوال بیان فرمائیں گے تو جہاں بن دیکھے تصدیق کرنے والے ہوں گے وہاں حاسدیں اس پر اعتراض بھی کریں گے۔ لہٰذا فرمادیا کہ 'وہ ذات جس نے اپنے حبیب ﷺ کو معراج کی نعمت عطا کی ہر پابندی، ہر نقص، ہر مجبوری اور ہر رکاوٹ سے پاک ہے۔ وہ اللہ جو قادرِ مطلق ہے جو چاہے کرتا ہے۔ (اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بے شک وہ اللہ ہر چاہے جانے پر قدرت رکھتا ہے) اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں' گویا اگر کسی کو حضور ﷺ کی معراج سے انکار ہے تو وہ اللہ سے جنگ کرے گا کہ اللہ نے حضور ﷺ کو یہ نعمت نہیں دی یا نہیں دے سکتا (معاذ اللہ)

'سُبْحَانَ الَّذِیْ' کا لفظ استعمال کر کے یہ بھی فرمادیا کہ 'میں ہر اعتراض سے پاک ہوں' گویا مقصود یہ ہوا کہ خبردار! ہم نے اپنے حبیب ﷺ کو جو معراج عطا کی ہے، کسی کو اس کے عالمِ بیداری میں جسدِ بشری کے ساتھ ہونے پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔

نفیٔ تعجب و اعجاب

لفظ 'سُبْحَانَ الَّذِیْ' سے شروع کرنے کا مقصد دو چیزوں کی نفی کرنا ہے۔

- ''نفیٔ تعجب'' یہ کفار، مشرکین، منکرین و منافقین کے لیے ہے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ یہ لوگ تعجب کریں گے کہ ایسا کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص رات کے کچھ پہر میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک چلا بھی جائے اور واپس بھی آجائے۔

تو اللہ نے اس تعجب کی نفی کردی کہ اے بدبخت کفار! تم جو تعجب کر رہے ہو اس بات پر، میں نے اس عظیم الشان معراج کو اپنی طرف منسوب کر کے تمہارے ہر منفی تعجب و حیرانی کی نفی کردی ہے۔

Marfat.com

• ''نفیٔ اعجاب'': اعجاب کے معنی ہیں تکبر کے ساتھ کسی بات کا دعویٰ کرنا۔

اللہ پاک نے لفظ 'سُبحَان' کے ذریعے امتِ مسلمہ کو یہ تعلیم دی ہے کہ تمہیں کتنا بڑا شرف بھی مل جائے، یہ نہ کہو کہ 'میں نے کیا'، 'میں نے دیا' یا 'میں گیا'، بلکہ عاجزی سے کہو کہ جیسے میرے مصطفیٰ ﷺ نے کہا۔ کہ رب کی بارگاہ سے اتنا بڑا کرم ہوا کہ زمین و آسمان، سب کی سیر کر کے عرشِ معلیٰ سے بھی اوپر، قَابَ وَ قَوْسَیْنِ وَ اَوْاَدْنیٰ تک خدا سے ملاقات فرما کر بے پردہ دیدار کر کے واپس لوٹ بھی آئے، تو وقت کی اکائی وہیں کھڑی ہے جہاں چھوڑ کے گئے تو اتنا عظیم تحفہ عطا ہونے پر بھی بندے کی یہ شان ہے کہ وہ یہ نہ کہے 'میں گیا' بلکہ یوں کہے کہ 'میرا رب لے گیا'۔ بندہ وہ ہے جو بڑے سے بڑا کرم ہو جانے پر بھی 'میں' کو نکال دے اور رب پہ چھوڑ دے کہ جب بتائے تو کہے 'میرے ربّ کا کرم ہے'

'سُبْحَانَ الَّذِیْ' اور بیانِ محبت

دنیا کا قانون ہے کہ جب کوئی شخص بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے تو ماں باپ، دوست، رشتہ دار اس کامیابی پر خوشی کے اعتراف میں 'سُبحَانَ اللہ' کہتے ہیں کہ تمہاری کامیابی پر دل خوش ہوا۔

حضور ﷺ کے لئے سفرِ معراج کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اب باتقاضۂ بشریت یہ جی چاہتا تھا کہ کوئی عمر، علم و عمل اور قدرت و عظمت، غرض کسی بھی اعتبار سے حضور ﷺ سے بڑا یہ کہتا کہ 'سُبحَانَ اللہ' کہ بڑا کرم ہوا ہے آج رب کا آپ ﷺ پر۔

اب چونکہ والدین انتقال فرما چکے تھے، اگر کسی کو حضور ﷺ سے بڑا ہونے کا منصب حاصل ہے تو وہ صرف خدا کی ذات ہے۔ اسی لیے خدا نے کہہ دیا کہ: ''اے حبیب ﷺ! اگر کوئی شخص ستائش و تحسین کرنے والا ظاہراً نہیں ہے تو کیا ہوا، ہم جو ہیں کمال شفقت و محبت کے ساتھ 'سُبحَانَ اللہ' کہنے والے''

معراج کا انکار ــــ قدرتِ خدا کا انکار

Marfat.com

لفظ 'سُبْحَانَ' کے ذریعے اللہ نے معراجِ مصطفٰی ﷺ کے منکرین کے منہ بند کر دیے۔

ہے کہ لفظ 'سُبْحَانَ' میں اشارہ 'تقدیس' ہے۔ مطلب 'پاک ہے وہ ذات' یعنی ہر شے سے بلند و بالا ات وہ جسے کوئی پا نہیں سکتا، کہ پالینے سے پاک، وہ جسے کوئی دیکھ نہیں سکتا، کہ دیکھے جانے سے پاک، جسے کوئی سُن نہیں سکتا کہ سنے جانے سے پاک، یونہی سمجھ میں آنے سے پاک، چھوئے جانے سے ک۔ وہ مکاں سے پاک، وہ 'یہاں'، 'وہاں' سے پاک۔ گویا وہ پاک ہے ہر شے سے، ہر کیفیت، ساس اور ادراک سے کہ عقل و فہم اور ادراک میں نہیں آسکتی۔ تو سوال یہ ہوا کہ جب اللہ ہر شے سے پاک ہے تو پھر دیکھنے والے محبوب ﷺ نے کیسے دیکھا؟ ملاقات کرنے والے نے ملاقات کیسے ں؟ کہ خود کہا کہ دیکھا بھی، سنا بھی، بات بھی کی۔ (سورۃ اسرٰی۔ نجم)

تو رب نے لفظ 'سُبْحَانَ الَّذِیْ' کے ذریعے اس کا جواب دے دیا کہ میرے محبوب ﷺ نے یہ دعویٰ کب کیا کہ 'میں نے رب کو دیکھا'، 'میں گیا'، 'میں نے بات کی' محبوب ﷺ تو خاموش ں یہ تو میں کہہ رہا ہوں، اعلان کر رہا ہوں کہ: "پاک ہے وہ ذات جس نے محبوب ﷺ کو خود سے لایا، جس نے محبوب ﷺ کو بلایا، اپنا آپ سنایا، اپنا آپ دکھایا، اپنے قریب کیا، وہاں تک جہاں ربتوں کی حدود بھی ختم ہو گئیں"

سو اب جب یہ بات واضح ہو گئی کہ معراج کا دعویٰ مصطفٰی ﷺ کا نہیں اللہ کا دعویٰ ہے تو معراج کا انکار بھی مصطفٰی ﷺ کا انکار نہیں بلکہ قدرتِ خدا کا انکار ہے۔ اسی لیے لفظ 'سُبْحَانَ' کے ذریعے اللہ نے سب شکوک و شبہات، سب ابہامات کو دور کر دیا۔

تیری بات کروں تیرا نام نہ لوں

'الَّذِیْ' اور 'بِعَبْدِہٖ' کا ایک خاص تعلق ہے۔ 'الَّذِیْ' یعنی 'وہ' سے مراد اللہ کی ذاتِ اقدس ہے۔ اور 'بِعَبْدِہٖ' سے مراد مصطفٰی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکت ہے۔ یہاں 'اشارہ اخفاء' (یعنی اشارۂ غیب) ہے۔ نہ اپنا نام لیا نہ محبوب ﷺ کا اور بات پردے (غیب) میں رکھ دی کہ

Marfat.com

؎ جہ اختیاط تمنا یہ احترامِ جنوں — کہ تیری بات کروں اور نام نہ لوں

خود غیب میں رہا کہ 'عالم الغیب' ہے اور عالم الغیب کا پروردگار بھی ہے۔ اور محبوب ﷺ کو اس لئے غیب میں رکھا کہ وہ عالم الغیب کے رسول ﷺ ہیں۔

دونوں کی پہچان ہر ایک سے نہ کرائی کہ نہ میرے رب کی حقیقت کو تحت السریٰ سے عرشِ معلیٰ تک کوئی جان سکا، اور نہ 'بِعَبْدِہٖ' کے پردے میں جو چھپا ہے اس کی حقیقیت کو کوئی پہچان سکا۔ دونوں کی حقیقت پردے میں رہی کہ 'الَّذِیْ' کی حقیقیت 'عبد' پہچانتا ہے اور 'بِعَبْدِہٖ' کی حقیقیت 'الَّذِیْ' جانتا ہے۔

ایک لطیف نقطہ

ایک اور اشارہ جو یہاں 'الَّذِیْ' اور 'بِعَبْدِہٖ' کے تعلق سے ہے وہ یہ کہ 'الَّذِیْ' کا اطلاق ہر ایک پر ہوتا ہے۔ یعنی ہر جاندار پر، ہر ایک کو 'الَّذِیْ' کہتے ہیں مگر 'وہ الَّذِیْ' کوئی نہیں۔ اسی طرح 'عبد' بھی ہر ایک کو کہتے ہیں مگر 'وہ عبد' کوئی نہیں۔ اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ جس 'الَّذِیْ' کی بات ہم کر رہے ہیں اس کے جلوے 'ہر الَّذِیْ' میں نہیں۔

؎ جگ میں آکر ادھر اُدھر دیکھا — تو ہی نظر آیا جدھر دیکھا

'جس' الَّذِیْ کو دیکھا اس میں 'وہ' الَّذِیْ تھا۔ 'وہ' الَّذِیْ 'ہر' الَّذِیْ میں تھا مگر کوئی الَّذِیْ 'وہ' الَّذِیْ نہ تھا۔ 'وہ' الَّذِیْ ایسا کہ جس کے 'ہم' بھی الَّذِیْ ہیں 'ہر' الَّذِیْ کے آئینے میں 'اس' کی جھلک ہے۔

اسی طرح ایک 'وہ عبد ﷺ' ہیں اور ایک ہر کوئی عبد ہے (عبد معنی مخلوقِ خدا) فرق ہے کہ اُس عبد ﷺ کو دیکھنا چاہو تو 'اُس عبد ﷺ' کی حقیقت بھی ویسے ہی ہے جیسے 'الَّذِیْ' کی۔

Marfat.com

'اُس الَّذِیْ' کی حقیقت ہر الَّذِیْ میں ہے۔ اسی طرح 'عبدہٗ' کا نور اور حقیقت، کائنات کے 'ہر عبد' میں جلوہ گر ہے۔ سو حضور ﷺ کی عبدیت، حضور ﷺ کا جلوہ اور حقیقت بھی ہے اور پردہ بھی۔

اَسْرٰی --- سے بیانِ محبت

اس آیت میں ایک ایک لفظ 'معنیٰ محبت' پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اللہ نے اس کے ہر لفظ کا انتخاب ایسے کیا ہے کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ سفرِ معراج 'سفرِ محبت' تھا 'سفرِ محبت سے سفرِ وصال' تھا کہ اسے سمجھنے کے لیے محبت والوں کی نگاہ درکار ہے۔ جن کو محبت کی تپش حاصل نہیں وہ کیا سمجھیں۔

عموماً ہم 'اَسْرٰی' کا ترجمہ سنتے ہیں 'جو لے گیا' مگر 'اَسْرٰی' کا یہ ترجمہ درست نہیں۔ فرمایا گیا ہے: 'اَسْرٰی'' جس نے سیر کرائی' اگر اللہ پاک 'اذھبا' کہتا تو مطلب ہوتا 'جو لے گیا' لیکن یہ نہ فرمایا۔ اسی لیے کہ 'لے جانا' تو کئی مقاصد کے لئے ہوتا ہے مثلاً کوئی حکم سنانا، کوئی کام بتانا وغیرہ۔ مگر 'سیر کرانا' فقط محبت کے لئے ہوتا ہے۔ تاکہ محبوب ﷺ خوش ہو جائیں۔

اور یہ بھی نہ فرمایا کہ 'وہ ذات جس نے اپنے بندے کو بلایا'

یا 'وہ ذات جس نے اپنے بندے کو طلب کیا'

کوئی ایسا کلمہ جس سے بیانِ محبت کا اظہار نہ ہو، وہ نہ فرمایا۔

ایک اور بات پر اللہ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

''طٰہٰ یعنی اے میرے چودہ طبقوں کی زینت! قرآن آپ ﷺ پر اس لیے تو نہیں اتارا کہ آپ ﷺ ساری رات جاگیں کہ آپ ﷺ کے قدموں کو ورم آجائے''

فرمایا: ''اے محبوب ﷺ! میری خاطر آپ ﷺ راتوں کو جاگتے رہے۔ میں بھی اب رات ہی کو آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کو سیر کراتا ہوں'' کہ مقصود آپ ﷺ کی چاہت ہے۔

Marfat.com

مقصودِ سفر — محبوب ﷺ کی دلجوئی

قولِ معروف کے مطابق جس سال اللہ نے حضور ﷺ کو معراج کرائی اس سال قلبِ اطہر رسول ﷺ بہت دکھی تھا۔ جب ۳ سال مکہ کے لوگوں نے ہر طرح کا قطع تعلق کیا، شعیب ابی طالب کا مشکل وقت، پھر اہلیہ حضرت خدیجہؓ اور چچا ابو طالبؓ کا بھی وصال ہو گیا یعنی اس سال رنج و غم بے پناہ ہو گئے۔

اسی واسطے اللہ نے جب اپنے حبیب ﷺ کے قلب اطہر کو دکھی پایا تو فرمایا کہ محبوب ﷺ دنیا کی یہ راحتیں کم ہو گئیں ہیں تو دل دکھی مت کیجئے، ہم آپ ﷺ کو سیر کرواتے ہیں۔

جب بھی حضور ﷺ کا قلبِ اطہر دکھی ہوتا تو اللہ کوئی نہ کوئی پیار بھرا پیغام بھیج دیتا۔ کبھی 'وَالضُّحیٰ' کے ذریعے دلجوئی فرمائی، تو کبھی یہ کہہ کر تسکین دی کہ 'ولسوف یعطیك فترضیٰ'

"عنقریب آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے"

پھر کبھی اظہارِ محبت یوں کر دیا کہ "اے پیارے حبیب ﷺ! پس بے شک آپ ﷺ میری نگاہوں میں رہتے ہیں"

اب چونکہ اس سال دکھ انتہاء کو پہنچ گئے تھے اس لئے اللہ کہہ رہا ہے کہ اب ہمارا کرم بھی انتہاء کو پہنچ جائے گا۔ اب آپ ﷺ کو پیغامِ محبت نہیں بھیجتے بلکہ اب سفرِ محبت طے کرواتے ہیں۔ پہلے پیغام آتا رہا ہے، اب آپ ﷺ کو سیر کروا کے اپنے قریب لے آتے ہیں۔

لطائف کی سیر

عرفاء فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنی شانِ قدرت کے تحت جسمِ مصطفیٰ ﷺ، قلبِ مصطفیٰ ﷺ، نفسِ مصطفیٰ ﷺ، روحِ مصطفیٰ ﷺ، سرِ مصطفیٰ ﷺ، خفیِ مصطفیٰ ﷺ اور اخفاء مصطفیٰ ﷺ کو بھی سیر کرائی۔

اللہ نے حضور ﷺ کے ظاہر کو، باطن کو۔ جسدِ اقدس کو، روح انور کو، سماعتِ

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کو اور چشمانِ مصطفیٰ ﷺ کو بھی سیر کرائی۔ اور پھر سیر ہوتے ہوئے سیرِ آیات (نشانی) بھی ہوئی، سیرِ صفات بھی ہوئی۔

حضور ﷺ اللہ کی صفات کے انوار سے گزارے گئے، یہ بھی سیر تھی۔

حضور ﷺ پر اللہ کی صفات کا رنگ چڑھ گیا، یہ بھی سیر تھی۔

حضور ﷺ اللہ کی صفات کا پیکر بن گئے، یہ بھی سیر تھی۔

پھر قابَ قوسَیْن اَوْاَدنیٰ تک سیر ہوئی (اَوْ اَدْنیٰ پر کھڑی زبر مطلب سفر جاری رہا، اور رُکا نہیں)

اللہ نے بتا دیا کہ لوگو! تمہاری عقل و فہم جہاں تک جا سکتی تھی، تم وہاں تک کی سیر سمجھے، تمہاری عقل و فہم کی حد ختم گئی، سمجھ ختم ہوگئی۔ مگر سیر تو جاری رہی کہ

بشریت کو خبر ہے مسجدِ اقصیٰ تک، اس سے آگے بشریت کو خبر نہیں۔

عالم ملکوت کو خبر ہے آسمانوں تک، اس سے آگے عالم ملکوت کو خبر نہیں۔

جبرائیلؑ کو خبر ہے سدرۃ المنتہیٰ تک، اس سے آگے جبرائیلؑ کو خبر نہیں۔

پھر رف رف آیا، عالم لامکاں تک دنیٰ کا مقام، پھر اَوْ اَدْنیٰ آگیا، سیر جاری رہی۔ یہ وہ مقام جہاں اُس بے مثل ذات نے اپنی طرف سیر کروائی۔

"بِعَبْدِہٖ" کا بیان

'بِعَبْدِہٖ' کے معنی ہیں 'اپنے بندۂ خاص کو'۔ 'بندگی' بھی رب کے ہاں بہت اعلیٰ مقام ہے۔ اللہ کی کامل بندگی ایمان میں کامل ہوئے بغیر نہیں۔ اور ایمان کا کامل ہونا تبھی ممکن ہے جب بندہ اللہ سے بے انتہاء محبت (عشق) کرے۔ جیسے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۝ (البقرۃ:١٦٥)

"اور وہ لوگ جو ایمان میں کامل و یکتا ہیں (ان کی علامت یہ ہے کہ) وہ ٹوٹ کر اپنے رب سے محبت کرتے ہیں

Marfat.com

بندہ رب سے جس قدر محبت کرتا ہے اسی قدر بندگی کے اعلیٰ و ارفع مرتبے پر فائز ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے رب سے جس قدر محبت کی اللہ کے سارے بندوں کی محبت، حضور ﷺ کی اللہ سے محبت کے سامنے ایسے ہے جیسے سات سمندر ایک قطرہ۔ گویا حضور ﷺ بندگی کے جس اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہیں، کوئی اس مقام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ چونکہ 'عَبۡد' ہونے میں خدا کی محبت کا راز پوشیدہ ہے لہٰذا 'اپنے بندۂ خاص (ﷺ)' کو سیر کرانے کا مطلب یہ ہوا کہ 'اس' بندۂ کامل (ﷺ) کو سیر کرائی جو اللہ سے محبت اور بندگی کے بلند و بالا مقام پر فائز ہیں۔

معراج اور اظہارِ عبدیت

حضور ﷺ کو اس جگہ اللہ نے 'عَبۡد' کہا نہ کہ رسول یا نبی۔ وجہ یہ کہ آج تو مخلوق سے خالق کی طرف جا رہے ہیں۔ آج شانِ رسالت کے اظہار کا وقت نہیں ہے، اظہارِ عبدیت کا وقت ہے۔ 'عَبۡد' وہ جو رب کا منتظر ہو (موسیٰ کوہ طور پر)، 'عَبۡد' وہ جس کا رب منتظر ہو (آقا کریم ﷺ) اور 'عَبۡد' وہ جس کی عزت رب کی نسبت سے ہو اور 'عَبۡد' وہ اعلیٰ غلام کہ اس کی 'عبدیت' سے اس کے آقا کی عظمت ظاہر ہو۔

بندہ بندہ ہی رہا

معراج اتنا بڑا کمال کہ اس میں حضور ﷺ کو مقام قاب قوسین او ادنیٰ پر فائز کیا گیا جہاں سب دوریاں مٹ گئیں، سب فاصلے ختم ہو گئے اور سب پردے اُٹھ گئے۔ دو جلوے اکٹھے ہو گئے اور 'قرب' اپنی اُس انتہاء کو پہنچا کہ ہم اور آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ نے یہ بات واضح کرنے کے لیے کہ اس بلند و بالا مقام پر پہنچ کر بھی 'بندہ' نہ تو 'خدا' ہو سکا (یہودیوں اور ہندوؤں کا عقیدہ) اور نہ 'خدا کا بیٹا' (عیسائیوں کا عقیدہ)، بلکہ 'بندہ' 'بندہ' ہی رہا۔

عبد کا مقام بقول علامہ اقبال

؎ عبدہٗ دہر است دہر از عبدہٗ ماہمہ رنگیم وبے رنگ وبود

Marfat.com

عبدہٗ چند و چگونِ کائنات
عبدہٗ رازِ درونِ کائنات

کس ز سرِ عبدہٗ آگاہ نیست
عبدہٗ جز سرِ الّا اللہ نیست

عبدہٗ صورت گرِ تقدیرہا است
اندر ایں تخریب ہا تعمیرہا است

مدعی پیدا نہ گردد زیں دو بیت
تا نہ بینی از مقام مَا رَمَیْتَ

یعنی: 'عبدہٗ' وہ جو سارے عباد کی اصل ہے۔ 'عبدہٗ' وہ جس کا رنگ سارے عباد میں ہو اور خود بے رنگ ہو، 'عبدہٗ' وہ جو سارے عباد کا رازِ دروں ہے۔ 'عبدہٗ' کے مقام تک اب تک کوئی نہ پہنچا۔ 'عبدہٗ' سے سارے عباد کی تقدیریں بنتی سنورتی ہیں۔ میں ان چند اشعار میں 'عبدہٗ' کے پورے معنی بیان نہ کر سکا۔ اگر تو 'عبدہٗ' کا مرتبہ پہچاننا چاہے تو یہ آیت پڑھ لے:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۝ (الانفال:۱۷)

اور اے محبوب ﷺ! وہ جو کنکریاں آپ نے پھینکیں وہ آپ نے نہیں ہم نے پھینکیں۔

عبدہٗ میں بیانِ محبت

اللہ چاہتا تو حضور ﷺ کا اسم گرامی لے کر بھی فرما سکتا تھا۔ یا اے نبی ﷺ! بھی کہہ سکتا تھا مگر نام نہ لینا بھی بیانِ محبت ہے۔

یہ احترامِ تمنا یہ احتیاطِ جنوں
کہ تیری بات کروں اور تیرا نام نہ لوں

نام نہ لینا اور پھر بھی محبوب ﷺ کی بات کر دینا بھی محبت کی علامت ہے۔

قرآن میں دو مقامات پر معراج مصطفیٰ ﷺ کا ذکر آیا۔ 'جانے' کا سورۃ الاسریٰ میں اور 'واپس آنے' کا سورۃ النجم میں۔ نہ 'جاتے' ہوئے محبوب ﷺ کا نام لیا اور نہ 'بھیجتے' ہوئے بلکہ 'عبدہٗ' کہہ کر اظہارِ محبت کر دیا۔

لیکن تو چیزے دیگری

Marfat.com

اگر کوئی شخص بہت زبردست مصوّر ہو اور اس نے بے شمار تصاویر بنائی ہوں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہوں تو ظاہر ہے کہ ہر تصویر اس کی بنائی ہوئی کہلائی گی لیکن کوئی نہ کوئی تصویر ایسی بھی ہوگی جو بذاتِ خود اسے پسند ہو اور اسے خود بھی اس پر فخر ہو۔ تو ظاہر ہے کہ وہ جب فخر کے ساتھ کہے گا کہ یہ تصویر میں نے بنائی ہے تو اپنے فن کے کمال کے اعتبار سے وہ زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہوگا کہ 'اے نقص نکالنے والو! دیگر تصاویر میں تو نقص نکالا کرتے ہو، ذرا اس پر بھی ایک نظر ڈالو تا کہ تمہیں پتہ چلے کہ نقص سے پاک ہونا کسے کہتے ہیں۔' بِلا تمثیل اور بِلا مثال اللہ رب العزت نے یہ فرمانے کی بجائے کہ 'جس نے 'بندے' کو سیر کرائی' یوں فرمایا کہ ''جس نے **'اپنے بندے'** کو سیر کرائی'' یعنی یہ بتایا کہ بندہ تو ہر کوئی ہے مگر اس کا 'ایسا بندہ' ہر کوئی نہیں ہوتا کہ جس کے 'اپنا بندہ' ہونے پر وہ خود فخر کرتا ہو کہ تم ابھی میرے اس بندے کی حقیقت کو نہیں جانتے، اگر جان لو تو کوئی نقص نکال کر بے ادبی نہ کر سکو گے۔ اللہ اپنی اس شاہکار تخلیق پر ہر سُو ناز کرتا ہے اور پھر محبت کرنے والوں کے لیے اس سے بڑا کمال کیا ہوگا کہ محبوب خود اپنی زبان سے کہہ دے کہ یہ میرا ہے۔ بقولِ اقبال:

؎ عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر ‏‏‏ ما سراپا انتظار او منتظر

''عبد'' کا اطلاق 'روح' اور 'جسم' دونوں پر

'عبدہٗ' میں بہت سے اعتراضات کے جواب بھی ہیں۔ اب وہ جو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو جسمانی نہیں صرف روحانی (خواب میں) معراج ہوئی تو وہ یہ جان لیں کہ ''عبد'' جسم اور روح دونوں کے مجموعے کا نام ہے، اس بات پر مفسرین، محدثین اور محققین متفق ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے اپنی کتاب 'فتوحاتِ مکیہ' میں نبی پاک ﷺ کی جسمانی معراج کو ثابت کرتے ہوئے دیگر دلائل حقہ کے علاوہ ایک لطیف دلیل یہ بھی رقم فرمائی ہے کہ:

''اگر معراجِ نبوی ﷺ محض روحانی ہوتی تو آپ ﷺ کو پیاس نہ لگتی کیونکہ محض روحوں پر پیاس کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

Marfat.com

حالانکہ حضور اکرم ﷺ کو شبِ معراج دو مرتبہ پیاس لگی اور آپ ﷺ نے دونوں مرتبہ دودھ نوش فرمایا'' (الیواقیت والجواہر)

لیلاً کا بیان

آیت اسریٰ میں جہاں حضور ﷺ کی معراج کے بے شمار پہلو بیان ہیں ان میں سے ایک پہلو 'لیلاً'، یعنی 'رات سے تھوڑے سے حصے میں' میں پوشیدہ ہیں، پوشیدہ کیوں ہیں اس کی وجہ بھی آگے بیان کریں گے۔

'اسریٰ' اور 'لیلاً' جب اکٹھے بیان ہوتے ہیں تو ایک حکمت کے اعتبار سے یہ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ 'سفر طویل تھا مگر یہ طے رات کے کچھ حصے میں ہوا، ساری رات جاری نہ رہا' اور یہ سفر رات کے اتنے قلیل حصہ میں ہوا کہ جو نہ سمجھ سکے وہ آج تک مغالطے میں ہیں کہ وہ گئے بھی تھے یا نہیں۔ احمد یار خان نعیمیؒ 'لیلاً' کی وجہ فرماتے ہیں کہ یہ سفر رات کے پچھلے حصے میں ہوا، تب جب کہ چاند بھی غائب اور سب نیند میں مشغول، کیونکہ آج حقیقتِ محمدیہ ﷺ بے حجاب جلوہ گر ہے۔ کس آنکھ میں طاقت ہے کہ اس کو نظر بھر دیکھ لے۔ ملائکہ مقربین بھی کچھ ساتھ چل کر آگے پیچھے رخصت ہو رہے ہیں آج حضور ﷺ کی مثال آفتاب کی سی ہے کہ جوں جوں چڑھتا ہے نُور بڑھتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ سفرِ معراج، سفرِ محبت ہے اسی لیے اس سفر کے لیے رات کا انتخاب کیا گیا۔

'لیل' (رات) کی اہمیت

○ 'رات' قُربِ الٰہی کا ذریعہ

رات قربِ الٰہی کے لیے، عباداتِ الٰہی کے لیے اور مجاہدہ و مشقت کے لیے دن سے افضل ہوتی ہے۔ اسی لیے صوفیاء کرام فرماتے ہیں ''اللہ کے بندوں کی رات ان کے لیے تختِ سلطنت ہوتی ہے'' یعنی وہ احوال جو وہ دن میں طے نہیں کرتے وہ رات میں طے کرتے ہیں۔

Marfat.com

• فضیلت کی گھڑیاں رات میں ہیں

اللہ نے جو خاص لمحوں کو فضیلت عطا کی ہے اور جو شرف بخشا ہے وہ لمحے بھی رات کے دامن میں رکھے جیسے "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ" (یعنی نزولِ قرآن کے لیے بھی جس لمحے کا انتخاب کیا وہ رات ہے یہاں ایک بار ہی قرآن کے نزول کا ذکر ہے)، شب برأت جو دعاؤں کی قبولیت کی رات ہے، اس مقبول لمحے کو بھی رات میں رکھا۔

گویا قدر و منزلت کی گھڑیاں بھی اللہ نے رات میں رکھیں۔

• حصولِ مقصد کے لیے رات بہتر

اللہ نے رات کو حصولِ مقصد کے لیے بہتر قرار دیا ہے۔ اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کو جب کوہِ طور پر بلایا اور مجاہدے کے لمحے سے گزارنے کا فیصلہ فرمایا کہ چالیس دن اور راتیں یہاں قیام فرمائیں۔ یہ خلوت نشینی دن اور رات دونوں کی تھی مگر قرآن میں اس کا ذکر یوں فرمایا کہ: "ہم نے موسیٰ سے چالیس راتیں یہاں ٹھہرنے کا وعدہ لیا" اس لیے کہ ٹھہرنے کا مقصود جس طرح رات کو پورا ہو سکتا ہے، دن میں پورا نہیں ہو سکتا۔ اور 'تہجد' جو کہ خصوصی عبادت ہے کہ جس میں اللہ کا خاص قرب اور عنایات نصیب ہوتی ہیں، وہ خصوصی قرب حاصل کرنے کے لیے بھی رات کا وقت ہی مقرر فرمایا۔ فرمایا: "اور اے محبوب ﷺ! رات کے اندر قیام فرمائیں اور اضافی نماز (نمازِ تہجد) پڑھیں"

اب سفرِ معراج چونکہ سارے سفروں کا سرتاج تھا اور معراج کی فضیلت حضور ﷺ کو عطا کردہ ساری فضیلتوں سے اعلیٰ و ارفع تھی اور اس کے لیے سفر کرایا جانا تھا تو اللہ نے پسند فرمایا کہ چونکہ سفر سب سے اعلیٰ ہے تو اس کے لیے انتخاب بھی وقت کی اعلیٰ اکائی کا ہونا چاہیئے۔ اس لیے سفرِ معراج کے لیے رات کو منتخب فرمایا گیا۔

سفرِ معراج --- سفرِ محبت

Marfat.com

• محبوب ﷺ سے خلوت میں ملاقات

نقطۂ محبت کے اعتبار سے معراج محبوب سے محبوب کی ملاقات کا سفر تھا۔ اور محبوب کی محبوب سے ملاقات کے لیے رات کا وقت ہی بہتر تھا۔ چونکہ دن جلوت اور ہنگاموں کا آئینہ دار ہے اور رات تنہائی کا محل ہے اور خلوت کا آئینہ دار ہے۔ دن میں بہت سی ملاقاتیں ہیں اور رات میں تنہاء ملاقات ہے۔ دن میں بہت سے لوگوں کا آنا جانا ہے اور رات میں فقط محبوبوں کا آنا جانا ہے۔

تو فرمایا: محبوب ﷺ ! میری ذات اور میری بارگاہ تو خلوتوں اور جلوتوں کے تمام تصورات سے پاک ہے، زماں و مکاں تو یہاں پائے جاتے ہیں، لیکن چونکہ ملاقات کی عظمت ان لوگوں کو سمجھانا مقصود ہے جو یہاں دن رات کی جلوت و خلوت کے پیمانے پر سوچتے ہیں۔ اسی لیے ان کی خاطر رات کو منتخب کیا اور محبوب ﷺ ! آپ کو رات میں سفر کراتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ ملاقات ایک اچھوتی اور تنہائی و خلوت کی ملاقات تھی۔ جلوت کی ملاقاتیں تو دن میں پانچ وقت نمازوں کی صورت میں ہوتی رہیں گی۔ تو جلوت کی ملاقاتیں تو کئی ہو گئیں اور ہوتی رہیں گی۔ لیکن آج ایک خاص خلوت کی ملاقات کرتے ہیں۔ تاکہ رات کا لفظ شروع سے ہی یہ نقطہ سمجھا دے کہ لوگو! یہ سارا سفر داستانِ محبت ہے۔ اگر محبت کی سمجھ ہو تو اس معجزے کی عظمت سمجھ میں آئے گی۔ یہ سارا سفرِ معراج عقل کے پیمانے پر پرکھا ہی نہیں جا سکتا اور نہ ہی تولا جا سکتا ہے۔ اگر عقل کے پیمانے پر ماپنا چاہو گے تو مغالطوں کی گرد میں کھو جاؤ گے کہ یہ تو بات ہی 'لیلا' کی ہے۔

• محبوب ﷺ سے تنہاء ملاقات

قربت کے مختلف درجات ہیں۔ جیسے نماز میں دورانِ سجدہ اللہ کی قربت زیادہ ہوتی ہے۔ سجدہ کی قربت سے قیام بے خبر ہے۔ اسی طرح رات کی قربت سے دن بے خبر ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ خود فرماتا ہے کہ میں رات کے آخری حصہ میں آسمانِ دنیا پر اُتر آتا ہوں۔ ہر ایک کو (جو اس کا طالب ہو) اپنی قربت عطا کرتا ہوں تو پھر محبوب ﷺ کو اپنی

Marfat.com

قربت عطا کرنے کے لیے کیوں بلایا؟ تو جواب یہ ہے کہ 'اِس' قربت میں جو سب لے لیے ہے ہزاروں، لاکھوں کروڑوں شریک ہیں اور اپنے اپنے ظرف اور طلب کے مطابق کم یا زیادہ پاتے ہیں۔ مگر شبِ معراج محبوب ﷺ کو جو 'قربت' عطا کرنا مقصود تھی وہ 'قربتِ خاص' ہے یعنی ایسی قربت جس میں کوئی شریک نہ ہو۔

سفرِ محبت دل کی آنکھ سے سمجھو

دن میں اجالا ہوتا ہے، رات میں اندھیرا۔ اُجالے میں نظر آتا ہے اور آنکھیں رات کے اندھیرے میں نہیں دیکھتیں۔ گویا یہ سمجھا دیا کہ یہ معجزۂ معراج ان سَر اور عقل کی آنکھوں سے نظر آنے والا نہیں۔ اسے سمجھنے کے لیے دل کی آنکھ درکار ہے۔ اگر دن کی بات ہوتی تو ابو جہل و ابولہب کو بھی مغالطہ لاحق نہ ہوتا۔ اس کو وہی سمجھ سکے گا جن کا تعلق رات کی تنہائیوں سے تھا (یعنی حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ)

عقل کا آئینہ دار آب و گل کی دنیا کو تو جانتا ہے، مگر دل کے درد و سوز ہجر و فراق کی کیفیت اور وصال کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا۔ شیخ احمد جامؒ فرماتے ہیں: ''ترجمہ: جو بات ہی دلوں کے راز کی ہو وہ دل نہ رکھنے والے کیا جانیں؟''

صدیقؓ و زندیق کا فرق

تحویلِ کعبہ کی طرح معراج النبی ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

"اور ہم نے تو (شبِ معراج) کے اس نظارے کو، جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے لیے صرف ایک آزمائش بنایا ہے (ایمان والے مان گئے اور ظاہر بین اُلجھ گئے)"
(الاسریٰ:٦٠)

Marfat.com

معراج کے اگلے روز جب نبی پاک ﷺ نے معراج کا واقعہ بیان فرمایا تو کتنے ہی لوگ تھے جو اپنا ایمان بچا نہ سکے اور مرتد ہو گئے، مگر ایسے بھی تھے جنہوں نے بغیر دیکھے ہی تصدیق کر دی اور ہمیشہ کے لیے صدیقِ اکبرؓ بن گئے۔ تفاسیر میں ہے کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا، لوگوں نے کہا کہ 'اے ابو بکرؓ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نے راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ کی سیر کی اور پھر واپس بھی آ گیا تو کیا یہ ماننے والی بات ہے؟' آپؓ نے فرمایا کہ بتاؤ یہ دعویٰ کس نے کیا ہے؟ کہا گیا: 'تمہارے صاحب (ﷺ) نے جن کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔' فرمایا: ''خدا کی قسم اگر میرے آقا کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو سچ کہا ہے!'' کہا کہ ابھی تو تم گئے بھی نہیں، سننے سے پہلے ہی تصدیق کر رہے ہو؟ فرمایا: ''تم اس کی بات کرتے ہو، خدا کی قسم میں نے اس سے عجیب تر بات اُن سے سن کر مان رکھی ہے۔ تم تو بیت المقدس کا انکار کرتے ہو، میں نے تو اُن سے سن کر بِن دیکھے خدا کو مانتا ہوں''۔ اس کے بعد صدیقِ اکبرؓ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور فرمایا: 'آقا کریم ﷺ معراج کا احوال سنائیے' حدیث میں آتا ہے کہ آقا کریم ﷺ بیان فرماتے تھے اور ایک ایک جملہ پر سیدنا صدیقِ اکبر جھوم کر کہتے: 'صدقنا یا رسول اللہ! (حضور ﷺ آپ نے سچ فرمایا)' جب بات ہو چکی تو حضور ﷺ نے فرمایا 'ابو بکرؓ آج سے آپ 'صدیق ہو گئے' گویا حضور ﷺ کی معراج کو سننے سے پہلے تصدیق فرما دینے نے ''حضرت ابو بکرؓ'' کو ''صدیقِ اکبرؓ'' بنا دیا۔

لَیۡلًا اور نظامِ شمسی

اس آیت مبارکہ میں ظاہراً بیان مسجدِ اقصیٰ سے آگے کا نہ ہوا۔ مگر اس سے آگے کا بیان 'لَیۡلًا' میں پوشیدہ ہے۔

ہم جس دنیا میں رہتے ہیں، جہاں مسجدِ اقصیٰ و مسجدِ حرام ہے، یہ نظام شمسی کا حصہ ہے اور دن اور رات کا فرق یہ ہے کہ جہاں سورج کی روشنی پڑے وہاں دن، جہاں نہ پڑے وہاں رات یعنی دن اور رات کا اپنا کوئی مستقل وجود نہیں۔ اب اگر اللہ فرما دیتا کہ ہم نے دن میں سفر کرایا تو مطلب یہ ہوتا کہ

Marfat.com

نظامِ شمسی کے اندر اندر سفر کرایا کہ دن وہیں ہوتا ہے جہاں سورج کی روشنی پڑے۔ لیکن وہ مقامات جہاں سورج کی روشنی نہیں پڑتی وہ استعارۃً 'لَیْلًا' ہیں کہ وہاں سورج کی شعاع بھی نہیں جاسکتی اور جو نظامِ شمسی سے ماوراء ہے، جو فوقانی کائنات ہے۔

تو اگر سیر دن کی ہوتی تو سمجھتے کہ وہاں تک سیر ہوئی جہاں دن تھا۔ فرمایا نہیں! 'لیل' یعنی دن تو رہ گیا اور آپ ﷺ وہاں تک گئے جہاں سورج کی روشنی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لفظ 'لَیْلًا' نظامِ شمسی سے اونچی پرواز کا ذکر کر رہا ہے۔ یعنی محبوب ﷺ تو وہاں گئے جہاں سورج تو کیا سورج کی روشنی کا بھی نام ونشان نہیں۔

"اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ" اور دیدارِ الٰہی

سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ اللہ نے 'اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ' کہہ کر اپنے دیکھنے اور سننے کا ذکر کیوں کیا؟ کہ پہلے تو کہہ رہا ہے کہ 'میں اپنے محبوب ﷺ کو سیر پر لے گیا، مشاہدہ کروایا'، خود تو نہیں کر رہا بات صریحاً یہ ہو رہی ہے کہ حضور ﷺ کو دکھائیں۔ بات حضور ﷺ کو مشاہدہ کروانے کی ہو رہی ہے پھر یہ کہنا کہ بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے تو یہاں اللہ کے دیکھنے اور سننے کا کونسا واقعہ مذکور ہے کہ معراج کے دن حضور ﷺ کو دکھایا سنایا جا رہا ہے۔ حضور ﷺ ہی دیکھنے، سننے والے تھے۔ جس کی گواہی سورۃ النجم کی اس آیت 'اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی' نے دی۔

تو اس مقام پر اللہ کی ان دو صفات بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کا کلام کبھی بے محل نہیں ہوتا۔ جو سیاقِ کلام ہوتا ہے اسی کے مطابق اللہ کے اسماء کرام کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ جیسے جہاں بخشش کا بیان ہے وہاں اللہ کی صفتِ غفور ورحیم کا ذکر ہے۔ پھر جہاں عذاب کا بیان ہے وہاں صفتِ قہار کا ذکر ہے۔ اللہ کی انہی صفات کا ذکر ہوگا جن کی مطابقت اس موقع بیان کے ساتھ ہوگی۔ یہاں کلام کا موقع محل حضور ﷺ کا دیکھنا ہے کہ آنکھ نے دیکھا، دل نے

Marfat.com

تصدیق کی 'مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی' (سورۃ النجم:11) تو یکا یک مضمون بدل گیا کہ 'اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ' اس آیت میں ۳ مرتبہ خطاب کا رخ بدلا ہے۔ بات کی ابتداء 'سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ' "پاک ہے وہ ذات، یعنی "وہ" کہہ کر صیغۂ غائب سے کی پھر 'الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ' "جس کے ارد گرد **ہم** نے برکت رکھی"، یعنی 'ہم' کہہ کر صیغۂ جمع میں بات کر دی۔ اور پھر 'اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ' "بے شک **وہی** سننے والا، دیکھنے والا" میں 'وہی' کہہ کر بتا دیا کہ یہ وہی مقام تھا کہ جب کوئی عالم نہ رہا، سب کچھ نیچے رہ گیا۔ یہ مقام جمع الجمع ہے۔ جہاں 'جمع' بھی جمع میں 'جمع' ہو گیا۔ یعنی 'وہ' سے ہم کا سفر کرتے ہوئے 'وہی' کی منزل پر جا پہنچے۔ 'دوئی' بھی ختم ہو گئی۔ ان الفاظ نے اس اعتراض کو رد کر دیا کہ حضور ﷺ نے خدا کو نہیں دیکھا۔ اس کا جواب اللہ نے دے دیا کہ 'دیکھنے والا' اور 'سننے والا' تو 'میں' ہی تھا پس میں نے مصطفیٰ ﷺ کو اپنی بصر (اپنے دیکھنے کا لباس) پہنا دیا کہ مصطفیٰ ﷺ مجھ سے مجھی کو دیکھ رہے تھے۔ اور پھر اپنی سمع کا لباس بھی پہنا دیا، کہ اب سمع میری تھی، سن مصطفیٰ ﷺ رہے تھے۔ 'بصر' میری تھی، دیکھ مصطفیٰ ﷺ رہے تھے۔ کیونکہ ان کا سننا میرا سننا، ان کا دیکھنا میرا دیکھنا تھا۔ اس کی دلیل اس حدیث سے بھی ملتی ہے: **"کہ جب بندہ نوافل ادا کرتا ہے تو میرا محبوب ہو جاتا ہے، میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے"** (بخاری شریف)

'ولی' کو ادائے نوافل اور ادائے فرائض کے صلے میں اللہ اپنی 'سمع' و 'بصر' کا لباس پہنا رہا ہے تو جب 'ولی' زمین پر اللہ کی آنکھ، کان سے دیکھ، سن سکتا ہے تو مصطفیٰ ﷺ 'فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی' پر خدا کو خدا کی آنکھ سے کیسے نہیں دیکھ سکتے! حضور ﷺ کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا ایسا ہی بن گیا۔ جیسے:

Marfat.com

حضور ﷺ کا کنکریاں پھینکنا اللہ کا کنکریاں پھینکنا بن گیا

حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا بن گیا

ایک ہی ہاتھ کو دو نام دے دئے کہ صورتاً مصطفیٰ ﷺ کا ہاتھ اور حکمتاً اور معناً اللہ کا ہاتھ!

؎ خدائے پاک کا قوسین کب ٹھکانہ ہے فقط مقام نبی ﷺ خلق کو دکھانا ہے

اس کی تائید اس آیت 'لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا' سے ہوتی ہے کہ بے شک اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی کو دکھایا۔ نشانیاں تو بہت ہیں جیسے زمین و آسمان، انبیاءؑ، فرشتے، لوح و قلم، عرش وغیرہ۔ مگر سب سے بڑی نشانی اس کے جمال کا جلوہ ہے۔ روح المعانی میں ہے

"اللہ نے حبیب ﷺ کو تو بعد میں بھی اپنا جلوہ دکھایا، واپسی پر جب تحفہ دیا اس وقت بھی جلوہ دکھایا۔ حبیب ﷺ اترتے اترتے بھی جلوۂ حق کا مشاہدہ کر گئے"

۔اور حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ 'یارسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟' تو فرمایا: **"ہاں میں نے نورِ حق کو دیکھا ہے"** گویا اب اس پر اعتراض کرنا کہ حضور ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے، قرآن و حدیث کا انکار ہے۔

"ہم یہ نہیں کہتے کہ حضور ﷺ نے **اللہ کو دیکھ لیا** ہم یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے **اللہ کو دیکھا**........"

فقط پہلے مرحلے کا ہی ذکر تفصیلاً کیوں؟

اللہ نے جس مرحلے کو تفصیلاً بیان کیا وہ 'پہلا مرحلہ' ہے یعنی 'مسجدِ حرام' سے 'مسجدِ اقصیٰ' تک (مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا) اس لیے کہ ضروری نہیں کہ ہر سننے والے کو

Marfat.com

سب کچھ بتادیا جائے اور جن کو بتایا جارہا ہے وہ اسی کو سمجھ سکتے ہیں۔ اسی میں بہت سے سوالوں کا جواب بھی ہے کہ معراج کا واقعہ سمجھنا ہو تو تمام قرآنی آیات اور احادیث کو سامنے رکھو پھر بھی بندہ، معراج کا واقعہ اپنی اہلیت کے مطابق ہی سمجھ سکے گا، مکمل نہیں!

معراج کا واقعہ سننے کے لیے قافلوں کی صورت میں لوگ آنے لگے جس میں منافقین و مشرکین و کفار و قریش، منکرین و اعداء بھی شامل تھے۔ جو بات جس کے لیے تھی اس کو بتادی گئی۔ جیسے کہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث موجود ہے کہ جب حضور ﷺ معراج سے واپس آئے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو کفار نے سوال کیا کہ اگر آپ ﷺ وہاں گئے تھے تو اس کی کچھ نشانیاں بتائیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اگر نشانیاں بتادیں تو یہ ان کی صداقت کا ثبوت ہوگا۔ (یہاں نبی کریم ﷺ نے مریدینِ صدیقین کے لیے بہت پیارا قرینہ پیش فرمایا کہ جب سامنے کوئی منزل ہو تو نظر دائیں بائیں نہیں بلکہ مرکزِ نظر صرف منزل پر ہونی چاہیے۔ سرکار ﷺ جب تشریف لے گئے تو نہ انہوں نے دائیں دیکھا نہ بائیں بلکہ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے۔) لہٰذا جب کفار نے نشانیوں کا سوال کیا تو سرکار خاموش ہوئے، جبرائیل امینؑ حاضر ہوئے اور اللہ کے حکم سے تمام پردے ہٹادیے گئے اور آپ ﷺ نے دیکھ دیکھ کر تمام نشانیاں بتاتے گئے۔

تو یہاں حجت تمام ہوگئی۔ کہ اللہ نے پہلے مرحلے کو بیان کرکے کفار کو سوال پر مجبور کردیا اور اس کے جواب میں نشانیاں بھی بتادی گئیں۔ اب انہیں اسے معجزۂ نبوت قرار دے کر آپ ﷺ پر ایمان لانا چاہیے تھا، لیکن وہ نہ لائے۔ چونکہ یہاں خطاب کفار و مشرکین و اعداء سے تھا تو انہیں انہی کی سوچ کے مطابق مسجدِ اقصیٰ تک کی خبر دی گئی۔ اہل عقل کا خیال ہے کہ حضور ﷺ لامکاں تک نہیں گئے (کہ اس کا ذکر قرآن میں واضح طور پہ نہیں ہے) وہ کیا جانیں کہ جو اہلِ دل نہیں انہیں راز کی بات نہیں بتائی جاتی۔ کہ جب محبوب کو بلایا جائے تو کچھ حصہ سفر کا وہ ہوتا ہے جو ہر کوئی دیکھتا ہے اس لیے اس کو بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں پھر سفر کا اگلا مرحلہ جو کوئی کوئی

Marfat.com

دیکھتا ہے تو اسے تھوڑا بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور سفر کا آخری مرحلہ جہاں محب اور محبوب کے سوا کسی کی نگاہ نہیں حتیٰ کہ وہاں لے جانے والے (حضرت جبرائیلؑ) کو بھی روک دیا جاتا ہے اور محب اور محبوب کی گفتگو کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔

قرآن بتا رہا ہے۔

'فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی '(النجم:۱۰) 'پس اللہ نے وحی فرمائی اپنے اس بندے کی طرف جو وحی کی'

جس گفتگو کے ہونے میں کوئی شک نہیں اس گفتگو کا انکار کفر ہے کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے۔ جو گفتگو ہوئی اسے قرآن بتا تو رہا ہے مگر واضح نہیں کیا کہ کیا گفتگو تھی۔ جب گفتگو ہے ہی محبوب اور اس کے محب کے درمیان تو جب اس گفتگو کو بیان نہیں کر رہا تو پھر سفر کے اس مرحلے کو کیوں بیان کرتا جو ہے ہی ان دو کے لیے کسی اور کے لیے نہیں۔ جو سب کے لیے تھا اسے واضح بیان کر دیا (مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ) اور جو قدسیانِ فلک کے لیے تھا اسے ''لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ '

کہہ کر اشارے میں بیان کر دیا اور جو مرحلہ تھا ہی دو کے درمیان کہ وہاں لے جانے والے کو بھی جانے کی اجازت نہ تھی اسی 'اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ' کہہ کر پردے میں رکھ دیا یہ وہ مقام جہاں نہ زمین والوں کو کوئی غرض نہ آسمان والوں کا واسطہ، ہر کوئی نیچے رہ گیا۔ اب فقط جانے والا تھا اور بلانے والا۔ یعنی پس فقط 'یہ'' سننے والا' تھا اور 'وہ''سنانے والے' تھے۔ اور جب 'وہ''سننے والے' تھے تو 'یہ''سنانے والا'۔ اور جب یہ دیکھنے والا تھا تو 'وہ' دکھائی دے رہے تھے۔ اور جب 'یہ' دکھانے والا تھا تو 'وہ' دیکھ رہے تھے۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں 'اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ' میں ایک سمت میں اللہ 'السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ' ہے اور دوسری سمت میں حضور ﷺ 'السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ' ہیں۔ 'اِنَّہٗ' میں 'ہٗ' کے معنی ہیں 'وہ' اور 'ھُوَ' کے معنی ہیں 'وہی'۔ جب 'وہ' دیکھنے والا تھا تو 'وہی' سے مراد

Marfat.com

حضور ﷺ تھے اور جب حضور ﷺ دیکھنے والے تھے تو 'وہی' سے مراد اللہ تھا۔ آیت اسریٰ میں اللہ نے خود کو 'وہ ذات' اور حضور ﷺ کو 'عبد' کہہ کر بات کی ابتداء کی لیکن جب اصل مقصود آیا تو وہاں نہ 'عبد' کا ذکر کیا نہ 'اپنی' بات کی فقط'' اِنَّهٗ هُوَ '' کہا کہ یہ ہے ہی 'اُسی' کی بات، اور یہ ہے ہی 'اِسی' کی بات۔

معراج تین مراحل میں طے ہوا:

پہلا مرحلہ: 'مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (یعنی 'مسجدِ حرام' سے 'مسجدِ اقصیٰ' تک)' عالم بشریت' کی معراج ہے۔ جس کا ذکر تفصیلاً کیا گیا ہے۔

دوسرا مرحلہ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک جس کا اظہار ' لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ (تاکہ ہم اپنے بندے کو نشانیاں دکھائیں)' میں ملتا ہے۔ یہ ' بالائی کائنات' کی معراج ہے۔ اب

تیسرا مرحلہ سدرۃ المنتہیٰ سے قاب قوسین او ادنیٰ تک ہے ' اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ' جہاں 'وہی' سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

سورۃ النجم سے معراج کا بیان

قرآن پاک میں معراجِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر اجمالاً یا تفصیلاً تین مقامات پر آیا ہے۔ اللہ پاک نے اس بابرکت سفر کے دوسرے مرحلے (یعنی مسجدِ اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک) تیسرے مرحلے (یعنی سدرۃ المنتہیٰ سے مقامِ قاب قوسین او ادنیٰ اور پھر اس سے آگے) اور ساتھ ہی اس سفر کی واپسی کا تذکرہ بھی اس سورۃ مبارکہ کی ابتدائی آیات میں بیان فرمادیا اور ابتدا 'واپسی کے سفر' سے ہی کی۔ فرمایا:

'وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ ' یعنی ''قسم ہے ستارے کی جب وہ (شبِ معراج اوپر جا کر) نیچے اُترے''

اولاً تو واپسی کے سفر کا ذکر پہلے کرنا اور دوم ساتھ ہی اس پر زور دیتے ہوئے قسم بھی کھانا اس

Marfat.com

معنی پر دلالت کرتا ہے کہ حضور ﷺ کا معراج میں جانا تعجب نہیں ہے۔ محبوب ﷺ بلائے ہی جاتے ہیں۔ یہاں سے واپس آنا تعجب ہے کہ محبوب ﷺ دوبارہ مخلوق کو دے دیے گئے۔ (سبحان اللہ)

گھر کی بات گھر والوں سے پوچھیں کہ امام جعفر صادقؒ کے یہاں 'النَّجْمِ' سے مراد حضور ﷺ کی ذاتِ پاک ہی ہے۔۔ اسی طرح امام رازیؒ نے تفسیرِ کبیر میں، امام آلوسیؒ نے روح المعانی میں، امام خازنؒ نے تفسیر خازن میں اور دیگر متعدد آئمہ تفاسیر نے بھی 'النَّجْمِ' سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہی لی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ جب قسم کھائی جاتی ہے تو کسی معمولی بات پر تو نہیں کھائی جاتی۔ خدا کا کسی واقعہ کو بیان کرنے سے قبل قسم کھانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی بڑی بات کہی جانے والی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ نے ستاروں، سیاروں، چاند اور سورج کا تذکرہ کیا ہے لیکن کہیں بھی حضور ﷺ کو 'چاند' کہہ کر نہ پکارا، 'سورج' یا 'ستارہ' کہا وہ اسی لیے کہ چاند کی روشنی اپنی نہیں ہوتی وہ سورج سے روشنی لیتا ہے۔ سورج سیارہ ہے اور سیارے کی روشنی اپنی ہوتی ہے، کسی سے روشنی نہیں لیتا۔

حضور ﷺ دنیا میں کسی کے نور سے نہیں چمکے۔ ان کو اللہ کا نور عطا کردہ ہے۔ باقی ہر نبیؑ، اور ولیؒ نے نورِ محمدی ﷺ کے فیض سے چمک حاصل کی۔ کہ میرے آقا کریم ﷺ وہ نورانی ستارے کے خود تو چمکتے ہیں۔ جس پر توجہ فرمادیں اسے بھی چمکا دیتے ہیں۔

؎ چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے — میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

'والنجم' اور بیانِ محبت

یہاں ایک نکتۂ محبت کا بیان بے جا نہ ہو گا کہ حضور ﷺ کا سفرِ معراج کوئی معمولی بات نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا سب سے بڑا اعجاز تھا۔ اور اللہ کا سب سے بڑا احسان اور عطیہ تھا۔

Marfat.com

دنیاوی معمول ہے کہ جب کوئی بیٹا کوئی بہت بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے تو والدین خوش ہوتے ہیں اور اپنی مسرت اور محبت کا اظہار اپنی زبان میں یوں کرتے ہیں: 'میرا تارہ آگیا! ۔۔ میرا چمکتا ستارہ آگیا!'

اللہ کا اپنے محبوب سے محبت کا انداز کہ اللہ جانتا تھا کہ حضور ﷺ آج کتنے بڑے مقام سے فیضیاب ہوئے ہیں تو باتقاضائے بشریت حضور ﷺ کا بھی دل چاہے گا کہ آپ ﷺ کو بھی کوئی پیار سے کہے: 'اے میرے پیارے تارے'' (کہ اس وقت حضور ﷺ کے والدین، پیاری زوجہ اور چچا بھی انتقال فرما چکے تھے) ظاہراً کوئی نہ تھا جو ایسا کہتا تو فرمادیا کہ ''اے میرے محبوب ﷺ! آج آپ معراج سے واپس لوٹے ہیں تو اللہ کے دیدار کی سعادت حاصل کر کے تارے کی شان سے تشریف لارہے ہیں کہ آپ ﷺ تجلیات سے معمور وہ تارہ ہیں جو فیض دینے کے لیے روئے زمین پر تشریف لارہے ہیں۔

نہ رستہ بھولے نہ بے راہ چلے

پھر فرمایا: سورۃ النجم کی آیت (۲) میں ہے کہ

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ ۝ ''تمہارے صاحب (ﷺ) راستہ بھولے بھی نہیں اور بے راہ چلے بھی نہیں''

تنہاء سفر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے حضور ﷺ نے مقام سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تنہا سفر فرمایا اس کے لیے یہ امکان ہوتا کہ بندہ راستہ بھولے یا بھٹکے اور دوسری بات کہ وہ شخص بھی راستہ نہیں بھولتا جو راستوں سے واقف ہو جس کا آنا جانا وہاں ہو۔ سرکارِ محترم کیسے بھولتے کہ آپ ﷺ تو محبوبِ خدا ہیں اور محبوب تو بار بار بلائے جاتے ہیں۔ (سبحان اللہ)

؎ طلب ہوئی سرِ قوسین جب شبِ اسریٰ
حضور ﷺ واقفِ منزل تھے مسکرا کے چلے

Marfat.com

مراحلِ معراج

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے حضور ﷺ کے اس مقدس مرحلہ وار سفر کی اس طرح تقسیم فرمائی ہے۔

اسریٰ---- مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر

معراج---- بیت المقدس سے مرحلہ وار ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک کا سفر

اعراج---- سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى تک عروج (فوائد الفواد: ۴: ۳۵۰)

اب ہم اس عنوان 'مرحلہ اعراج'' کا بیان سورۃ 'النجم' آیت ۹،۸،۷ کی روشنی میں کریں گے۔ فرمایا:

وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾

''اور وہ (حضور ﷺ) سب سے اونچے کنارے پر تھے۔ پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

معراجِ مصطفیٰ ﷺ کی ایک اور بڑی حکمت قربِ خداوندی اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار تھا تاکہ کائنات ارضی و سماء کی ہر شے پر حقیقت و عظمتِ مصطفیٰ ﷺ آشکار ہو جائے اور جن و انس وملائکہ کو پتہ چل جائے کہ مہمانِ خدا کا مقام کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: 'ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى' پہلے قریب ہوا پھر وہ اور قریب ہوا۔ اس میں اہم نکتہ یہ ہے کہ 'دَنَا' کا مقام بھی قریب ہے اور 'تَدَلّٰى' کا معنی بھی قریب ہونا ہے۔ لیکن دونوں میں فرق ہے۔ 'دَنَا' کے تین حروف (د-ن-ا) ہیں۔ جبکہ 'تَدَلّٰى' میں چار حروف (ت-د-ل-ی) ہیں تو عربی کا قاعدہ یہ ہے کہ قلتِ حروف قلتِ معنی پر اور کثرتِ حروف کثرتِ معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ 'دَنَا' فعل مصطفیٰ ﷺ ہے اور 'تَدَلّٰى' فعل خدا

Marfat.com

ہے۔ تو 'دَنَا' کے حروف سے پتہ چلا کہ محبوبِ خدا ﷺ کا تعلق مخلوق سے ہے اور مخلوق محدود ہے اور اس کا قرب بھی محدود ہے۔ اور 'تَدَلّٰی' کثرتِ حروف اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ خالقِ کائنات چونکہ لا محدود ہے تو اس کا فعل بھی لا محدود۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مقام پر پہنچ کر حضور ختمی المرتبت رک گئے تو آواز آئی کہ 'ادن یا محمد' ادن یا خیر البریۃ' ادن یا حبیب لیدنوا الحبیب' حبیب کو آگے آنا چاہیئے۔

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور ممجد
نثار جاؤں یہ کیا نداء تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

حضور ﷺ کے فعل 'دَنَا' کا جواب اللہ تعالیٰ نے 'تَدَلّٰی' سے دیا جس کی تائید حدیثِ مصطفیٰ سے یوں ہوتی ہے کہ 'من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعاً' جس طرح یہاں "شبرا" کا جواب "ذراعاً" سے دیا اسی طرح 'دَنَا' کے مقابلے 'تَدَلّٰی' کا اظہار ہوا۔

اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں

اٹھے جو قصرِ دَنَا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

دَنَا فَتَدَلّٰی کا بیان

آیت: میں فرمایا: "وہ" قریب ہوا پھر "وہ" اور قریب ہوا۔ یہاں ساری بات اشاروں سے ہو رہی ہے۔ نہ 'دَنَا' میں فاعل کا ذکر کیا ہے نہ فَتَدَلّٰی' میں اس لیے کہ "دوئی" جو ختم کر دی۔ اب جسے چاہو فاعل سمجھ لو، فعل جو ایک ہے۔

دَنَا اور فَتَدَلّٰی' کی تفسیر میں مفسرین کے ۳ طرح کے قول ہیں:

- ابن عباسؓ کے مطابق: دونوں میں فاعل "اللہ" ہے کہ 'وہ (اللہ) اور قریب ہوا'

Marfat.com

• دوسرے قول کے مطابق فاعل حضور ﷺ ہیں یعنی "حضور ﷺ قریب ہوئے"

• اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق 'دَنَا' میں فاعل حضور ﷺ اور 'تَدَلّٰی' میں فاعل اللہ ہے۔ یعنی پہلے حضور ﷺ قریب ہوئے پھر اللہ (بلانے والا) قریب ہوا۔ اس کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جسے امام شعرانیؒ نے الطبقات الکبریٰ میں یوں رقم کیا ہے کہ جب حضور ﷺ آگے پہنچے تو اللہ نے آواز دی: "" (اے محمد ﷺ ٹھہر جایئے، آپ ﷺ کا رب آپ پر صلوۃ پڑھ رہا ہے"

صلوۃ کا ایک معنی قریب چاہنا ہے اور قریب کرنا بھی ہوتا ہے۔ یہاں محبوب ﷺ کو جو روکا جارہا تھا کہ محبوب ﷺ آپ رُک جایئے، آپ ﷺ کا رب آپ پر صلوۃ پڑھ رہا ہے تو یہاں مراد درود نہیں تھا بلکہ 'قریب' ہونا تھا۔ کیونکہ یہ وہ صلوۃ نہیں جو اللہ شروع سے پڑھ رہا ہے اور ہر وقت پڑھ رہا ہے (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ)

یہاں یُصَلّی کا معنی قریب ہے کہ 'محبوب ﷺ رُک جایئے! یہاں تو آپ ﷺ چل کر آئے ہیں اس سے آگے میں چل کر آؤں گا کہ اب میں آگے بڑھ کر آپ ﷺ کا استقبال کرنا چاہتا ہوں۔

'دَنَا فَتَدَلّٰی' اور 'قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی' کا تعلق

دَنَا سے مراد حضور ﷺ کا قرب ہے اور فَتَدَلّٰی' سے مراد اللہ تعالیٰ کا قرب ہے۔ 'رب' کا قرب اس کی شان کے مطابق تھا کہ اللہ چاہتا تھا کہ قرب کی حدیں ختم ہو جائیں۔ (کہ اللہ کی کوئی حد ہے ہی نہیں وہ حدوں سے پاک ہے) 'دوئی' ختم ہو جائے۔ تو اللہ نے قریب ہو کر قرب کی حدیں توڑ دیں۔

اسی قرب کا بیان اگلی آیت نے کیا ہے

فرمایا: فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ (سورۃ النجم: ۹)

Marfat.com

قَابَ قَوْسَیْنِ کی تفسیر 'دَنَا' نے کی کہ یہاں مراد حضور ﷺ کا قرب تھا اور قرب کی حد تھی۔ اور 'اَوْ اَدْنٰی' کی تفسیر 'فَتَدَلّٰی' نے کی کہ اللہ قریب ہوا اتنا کہ جہاں قربت کی حد بھی ختم ہو گئی۔

سفرِ معراج کا مدعٰی یہی تھا کہ اللہ دوئی کو ختم کرنا چاہتا تھا کہ ''لوگو! دو کو مانو! مگر 'دوئی' کو نہ مانو'' جس طرح دو کو نہ مانو گے تو کافر ہو جاؤ گے اسی طرح دوئی کو مانو گے تو بھی کافر ہو جاؤ گے۔

رہے 'دو'، مگر 'دوئی' نہ رہی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے:

حضور ﷺ کے دامن سے لپٹ گئے تو اللہ مل گیا

حضور ﷺ کو راضی کر لیا تو اللہ راضی ہو گیا

حضور ﷺ کی اطاعت کی تو اللہ ہی کی اطاعت ہو گئی وغیرہ۔ ایسی سینکڑوں آیات قرآن میں موجود ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ

اللہ نے 'دَنَا' اور 'فَتَدَلّٰی' کے ذریعے بتا دیا کہ قرب اتنا بڑھا کہ بس 'دو' رہ گئے 'دوئی' مٹ گئی۔ کوئی حد کوئی امتیاز باقی نہ رہا۔ فقط ایک فرق رہ گیا کہ:

وہ رب رہا یہ اس کا بندہ...... وہ عبد رہا یہ اس کا معبود .... وہ خدا اور یہ مصطفیٰ ﷺ

باقی سب فرق مٹ گئے تو اب جیسے فرق مٹانا کفر ہے ویسے ہی اس کے سوا کوئی اور فرق ڈالنا بھی کفر ہے۔

اعلیحضرتؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت — جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے
اٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے — کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہی ہے اول، وہی ہے آخر — وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے — اسی سے اس کی طرف گئے تھے

حضور ﷺ کا اظہارِ عاجزی

Marfat.com

حضور ﷺ معراج کی شب مقام 'قَابَ قَوْسَيْنِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی' کی اعلیٰ وارفع منزل پر پہنچے اور اپنے رب کے حضور کمال عاجزی کا اظہار فرماتے ہوئے عرض کی، مولا!

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ — مالی عبادات فقط تیرے لیے ہیں

اے میرے مالک! میری تمام قولی، فعلی اور تمام

سلامت رہو میرے پیارے!

جب حضور ﷺ اس اعلیٰ وارفع مقام 'قَابَ قَوْسَيْنِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی' پر پہنچے تو حضور ﷺ کی نگاہیں جلوۂ حق پر ٹھہر گئیں نہ آنکھ جھپکی، نہ ہٹی۔

تب اللہ نے محبت بھرے انداز میں اپنے محبوب ﷺ کو مخاطب کیا اور فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ﴿﴾

"اے حبیب ﷺ! آپ سلامت رہیں! اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر"

اللہ نے صرف محبوب ﷺ کے لیے کہا کہ 'تنہا تیرے لیے سلام ہو، رحمت و برکت ہو"۔

آقا کریم ﷺ نے عرض کیا: 'اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وعلىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ" باری تعالیٰ تیرے کرم پر شکر گزار ہوں مگر تیرا اسلام، تیری رحمت، تیری برکت کے تحفے میں میری امت کو بھی شریک کر"

آقا کریم ﷺ کی اپنی امت سے محبت کی انتہاء دیکھیے کہ وہاں پہنچ کر کہ جہاں محبوب کے سوا کوئی کسی کو یاد ہی نہ رہے، وہ لمحۂ وصال جس کے لیے ساری عمر تڑپتے ہوئے گزری ہو، اس لمحۂ وصال کے وقت کہ نہ کوئی مکاں قریب ہے نہ لامکاں، یہ کوئی حجاب ہے، نہ کوئی غیر ہے، اس مقام پر کہ خدا ہم کلام ہے، عرض کررہے ہیں کہ 'باری تعالیٰ میری امت کو بھی شریک فرما' اور دیدارِ الٰہی کے لمحے بھی امت کو نہ بھولے! یہ حضور ﷺ کا کمال احسان ہے۔

؎ اسی گفتگو میں ہمارا نام کہاں ہم کہاں ہمیں وہ سلام
میرے آقا ﷺ ہم کو نہ بھولے تب سرِ حشر معافی انہیں کا کام

Marfat.com

پیغام

اب یہاں 'اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا' یعنی ''ہم سب پر سلام ہو'' اور 'وعلیٰ عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِیْنَ' یعنی ''نیک صالح بندوں پر سلام ہو'' کو علیحدہ کیوں فرمایا؟ اور نیکوں کا ذکر تو الگ ہو گیا اب 'ہم' یعنی آپ ﷺ کے ساتھ کن کا ذکر کیا گیا؟ فرمایا: پھر سوچ لو نیکوں کو الگ سلامتی کا حصہ دے دیا۔ تو میرے ساتھ جو بچ گئے وہ گناہگار ہی ہیں۔ یعنی 'ہم' میں گناہ گار امتی رہ گئے۔

گویا یہاں پیغام دینا چاہ رہے ہیں کہ میرے حضور ﷺ جو اس اعلیٰ وارفع مقام پر جا کر بھی اپنی امت کو نہیں بھولے۔ اور دوسری طرف ہماری بے وفائی کہ حضور ﷺ کو بھول گئے ہیں۔ نماز، روزہ اپنی جگہ مگر جس ہستی نے ہمیں بخشوانا ہے ان کو بھول گئے ہیں۔ نماز ہمیں بخشوائے گی جب حضور ﷺ سے ہماری نسبت ہو گی۔

قبر و حشر میں ہم کس منہ سے آقا کریم ﷺ کے سامنے جائیں گے؟ قبر میں جب ہمارے سامنے آقا کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس ہو گا اور جب منکر نکیر کا سوال ہو گا کہ کیا انہیں پہچانتے ہو تو جو اس دنیا میں ہی انہیں بھول گئے اور حضور ﷺ کو ہی نہ پہچان سکے تو حضور ﷺ کو کس قدر دُکھ ہو گا کہ جس امتی کے لیے میں سے ساری ساری رات رو رو کر آنسو بہائے، قیام کیا (اتنا کہ پاؤں سُوج گئے)، دیدارِ الٰہی پر بھی امت کو نہ بھولا، اور یہاں میری امت کا یہ حال ہے کہ وہ گمراہی اور بے راہ روی کا شکار ہے!

ساتھیو! ہمیں چاہیے کہ ہم دینِ اسلام پر عمل پیرا ہوں لیکن محبتِ رسول ﷺ کے ساتھ! اور یہ کہ گنبدِ خضریٰ کی طرف رُخ کو موڑ لیں اور حضور ﷺ کی اطاعت، وفا، ادب و تعظیم میں خود کو ڈھال لیں تاکہ حضور ﷺ ہمیں اپنے عشق اور غلامی کے رشتے میں جوڑ دیں اور ہم قبر میں نبی کریم ﷺ کو پہچان کر ان کے قدموں میں گر جائیں اور وہ فرمادیں کہ 'یہ میرا غلام ہے'۔

سفرِ واپسی ــــ محبت کا آئینہ دار

Marfat.com

اللہ نے یہ جو سارا سفر طے کروایا یہ سارا سفر 'سفرِ محبت' رہا کہ معراج کا ہر ہر لمحہ محبت کا آئینہ دار تھا۔ اب جب معراج اپنے کمال کو پہنچا تو واپسی کو بھی محبت کا آئینہ دار یوں بنایا کہ معراج ہو چکی، دیدار ہو گیا، گفتگو ہو گئی، تحفے تحائف دیے جا چکے۔ سب کچھ ہو گیا، اب رُخصت کی اجازت مل گئی۔ حضور ﷺ واپس چلے۔ لیکن محبت کب چاہتی ہے کہ محبوب واپس چلا جائے۔ پھر فرمایا: موسیٰؑ! راستے میں کھڑا ہو جا۔ یہ رات روز روز تھوڑی آتی ہے۔ میرا محبوب (ﷺ) آرہا ہے، کھڑے ہو جا۔ ۵۰ نمازیں دیتا ہوں محبوب (ﷺ) کو تخفیف کے لیے پھر میری طرف واپس بھیج دینا۔ میں چاہوں تو ایک ہی بار کم کر کے ۵ کر دوں۔ مگر نہیں! میں بھی ۵،۵ کر کے کم کروں گا تاکہ محبوب ﷺ پھر آئیں، پھر دوبارہ آئیں اور سلسلۂ دیدار چلتا رہے۔ محبوب جب ملاقات کے لیے آنے والا تو یہ کیفیت تھی کہ

ے اے ابرِ کرم ذرہ تھم کے برس ۔۔۔ اتنا نہ برس کہ وہ آ نہ سکیں
وہ آجائیں تو پھر جم کے برس ۔۔۔ اور اتنا برس کہ وہ جا نہ سکیں

دوسری طرف موسیٰؑ کی بھی تکمیلِ دعا چل رہی تھی۔ اللہ کہہ رہا تھا کہ اے موسیٰؑ تو محبوب کو بار بار بھیجتا جا کہ ادھر تو بار بار تک کر اپنی دعا کی تکمیل کرتا جا! کہ تیری آنکھیں مجھے تو نہیں دیکھ سکتیں، محبوب ﷺ کا چہرۂ انور دیکھ کہ اس میں تجھے میرا بھی دیدار ہو جائے گا۔ اِدھر تُو تکتا جا اُدھر میں تکتا جاؤں گا۔ (کہ حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر ۹ بار اللہ کے دیدار کی دعا کی تو یہاں انہیں ۹ بار حضور ﷺ کے ذریعے دیدارِ الٰہی مل گیا)۔

ے کیوں مزین نہ ہو فردوسِ بریں آج کی رات ۔۔۔ سیر کو آتے ہیں کعبہ کے امیں آج کی رات
خوابِ راحت سے جگانے کے لیے روح الامیں ۔۔۔ ان کے تلوؤں سے لگاتے ہیں جبیں آج کی رات
کیوں نہ ہو گردشِ کونین معطل آج کی رات ۔۔۔ روحِ کونین ہے جب ادھر کہیں آج کی رات
شربتِ دید پلا کر یہ کہا خالق نے ۔۔۔ اپنے محبوب سے کچھ پردہ نہیں آج کی رات

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی مکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں
تو اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو

باب: ۱۲

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حبیب اللہ ﷺ

اللہ کے حبیب

محمد ﷺ

بہت زیادہ تعریف کیے گئے

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

کعبہ کے بدر الدجیٰ آپ ﷺ پہ کروڑوں درود

طیبہ کے شمس الضحیٰ آپ ﷺ پہ کروڑوں درود

آپ ﷺ سے جہاں کا نظام آپ ﷺ پہ کروڑوں درود

آپ ﷺ پہ کروڑوں ثناء آپ ﷺ پہ کروڑوں درود

اور کوئی غیب کیا آپ ﷺ سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا آپ ﷺ پہ کروڑوں درود

Marfat.com

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پہ لاکھوں سلام

قارئینِ محترم! آپ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں خصائلِ مصطفیٰ ﷺ کو 'محبتِ مصطفیٰ ﷺ' کے رنگ میں بیان کر سکیں۔ اور ساتھ ہی علمی نوادرات اور عقیدۂ خالص کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے تاکہ اس کے گہرے مطالعے کے بعد دلوں کو نبی پاک ﷺ سے والہانہ محبت کی وارفتگی عطا ہو سکے۔

ہاں اگر کسی کے دل ہی پر سیاہ بختی کی مہر لگ گئی ہو تو اس کا کچھ کہا نہیں جا سکتا سوائے اس کے کہ اس کے لیے ہدایت کی دعا کی جائے۔

اب اس باب میں ہم درود و سلام کے سلسلے میں نت نئے گوشوں سے متعلق گفتگو کریں گے۔

درود کی تعریف

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی مکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں"

قارئینِ محترم! اللہ کی طرف سے اپنے محبوب کریم ﷺ پر 'صلوۃ' یعنی درود پاک کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ پر بے حد مہربان ہے، آپ ﷺ کی تعریف فرماتا ہے، آپ ﷺ کے کام میں برکت دیتا ہے، آپ ﷺ کا نام مبارک بلند کرتا ہے اور آپ ﷺ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے۔

ملائکہ کی طرف سے آپ ﷺ پر 'صلوۃ' کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ سے غایت درجے کی محبت رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے، آپ ﷺ کے دین کو سربلند کرے، آپ ﷺ کی شریعت کو

Marfat.com

فروغ بخشے اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر پہنچائے۔

درود پاک کا شانِ نزول

درودِ پاک کا حکم اس وقت عطا فرمایا گیا جب اسلام کے دشمن اس دینِ مبین کے فروغ پر اپنے دل کی جلن نکالنے کے لیے نبی مکرم ﷺ کے خلاف الزامات کی بوچھاڑ کر رہے تھے۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کے اُس اخلاقی اثر کو ختم کر دیں گے جس کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کے قدم روز بروز بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

ان حالات میں سورۃ الاحزاب کی یہ آیات نازل ہوئیں:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی مکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۝ بے شک وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں، اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اس نے ان کے لیے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (الاحزاب: ۵۶،۵۷)

گویا اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بتا دیا کہ ''کفار و مشرکین میرے نبی ﷺ کو بدنام کرنے اور نیچا دکھانے کی جتنی چاہیں کوشش کر کے دیکھیں، آخر کار وہ منہ کی کھائیں گے اس لئے کہ میں ان ﷺ پر خاص مہربان ہوں اور ساری کائنات کا نظم و نسق جن فرشتوں کے ذریعے سے چل رہا ہے وہ سب ان کے حامی اور ثناء خواں ہیں (اسلام کے دشمن) انکی مذمت کر کے کیا پا سکتے ہیں۔ جبکہ میں ان ﷺ کا نام بلند کر رہا ہوں اور میرے فرشتے ان ﷺ کی تعریفوں کے چرچے کر رہے ہیں۔ وہ اپنے اوچھے ہتھکنڈوں سے اِن (ﷺ) کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جبکہ میری رحمتیں اور برکتیں ان کے ساتھ ہیں اور میرے فرشتے شب و روز دعا کر رہے ہیں کہ رب العالمین! محمد ﷺ کا مرتبہ بلند اور زیادہ اونچا فرما

Marfat.com

اور ان کے دین کو اور زیادہ فروغ عطا فرما“

دوسرے الفاظ میں اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ بھی ہے کہ اے لوگو! میرے پیارے محبوب کریم ﷺ کی بدولت تم لوگ راہ راست پر آئے، تم لوگ میرے محبوب ﷺ کی قدر پہچانو اور آپ ﷺ کے احسانِ عظیم کا حق ادا کرو۔ تم لوگ جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے، میرے محبوب پاک ﷺ نے تمہیں علم کی روشنی عطا کی، اخلاقیات کا درس دیا، وحشی اور حیوانی زندگی سے باہر نکالا، اور معاشرے میں بہتر انسان بنایا، بہتر تہذیب و تمدن سے آراستہ کیا، اتنے عظیم احسانات کیے اسی لئے اب تمہاری احسان شناسی کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ جتنا اسلام کے دشمن مخالفت کرتے ہیں میرے محبوب کریم ﷺ کی، تم ان سے کہیں زیادہ آپ ﷺ سے محبت کرو، جتنی وہ مذمت کرتے ہیں، اے ایمان والو! تم مذمت کے برخلاف آپ ﷺ کی بہت زیادہ تعریف کرو، ان کے رحمت للعالمین ہونے کا چرچہ کرو، میرے محبوب پاک ﷺ کے خیر خواہ بن جاؤ، تم میرے محبوب پاک ﷺ کا ہر حکم دل و جان سے مانو اور آپ ﷺ کے سچے فرمانبردار ساتھی بن جاؤ۔

قرآن میں ارشاد فرمادیا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

"اے ایمان والو تم بھی میرے محبوب رحمتہ العالمینﷺ پر درود و سلام بھیجو"

درودِ پاک کے شرعی احکامات اور آداب

درود پاک ایک بہت ہی افضل عبادت ہے اسی لئے علماء اکرام نے درودِ پاک کے حوالے سے رہنمائی فرمائی تاکہ ہم درود پاک پڑھتے ہوئے کسی بے ادبی اور گستاخی یا کوتاہی کے مرتکب نہ ہو جائیں اور محبت اور آداب کا خصوصی خیال رکھیں۔

قارئینِ محترم! درود پاک پڑھنا فرض بھی ہے، واجب بھی، سنت بھی، مستحب بھی، مکروہ بھی، اور حرام بھی۔ اس کی تفصیل ’درمختار جلد اول، کتاب الصلوۃ‘ میں ہے کہ عمر میں ایک بار درود

Marfat.com

پڑھنا فرض ہے۔ جس مجلس میں بیٹھے اور حضور ﷺ کا اسم شریف وہاں بار بار لیا جائے تو صاحبِ 'در مختار' کے نزدیک سننے والا جب بھی نام پاک ﷺ سنے، تو درود شریف پڑھے کیونکہ یہ واجب ہے نام پاک ﷺ لینے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی۔ مگر جمہور کے نزدیک ایک مجلس میں ایک بار پڑھنا واجب ہے اور بار بار پڑھنا مستحب، اور چند موقعوں پر درود پڑھنا مستحب ہے۔ فرمایا کہ جمعہ کی شب میں اور جمعہ کے دن میں، ہفتہ، اتوار، اور پیر کے دن اور روزانہ صبح وشام اور مسجد میں آتے جاتے وقت، اور حضور ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے وقت اور صفاء ومروہ کے پاس اور جمعہ کے خطبے میں (مگر خطبہ سننے والے دل میں پڑھیں) اور اذان کے بعد اور ہر دعا کے اول وآخر اور وضو کے وقت اور جبکہ کان میں غیبی آواز آنے لگے، جب کوئی چیز بھول جائے اور وعظ کے وقت اور سبق پڑھتے پڑھاتے وقت اور فتویٰ لکھتے وقت اور نکاح کے وقت اور ہر مشکل پڑنے پر............

سات جگہ درود پڑھنا مکروہ ہے: ۱) جماع کے وقت، ۲) پیشاب یا پاخانہ کے وقت، ۳) تجارت کے ساماں کو شہرت دینے کے لیے ۴) پھسلنے کے وقت ۵) تعجب ۶) ذبح ۷) چھینک کے وقت۔

تین جگہ پر درود پڑھنا تو حرام ہے: ۱) جب تاجر اپنی کوئی چیز خریدار کو دکھائے اور اس کی عمدگی بتانے کے لیے درود پڑھے، ۲) کسی مجلس میں کوئی بڑا آدمی آجائے تو اس کی آمد کی خبر دینے کے لیے درود پڑھے۔ ۳) اسی طرح فرض نماز کی 'اَلتَّحِیَّات' میں جب حضور ﷺ کا نام پاک آئے تو درود پڑھنا ناجائز ہے (کیونکہ 'اَلتَّحِیَّات' میں نام پاک ﷺ درود میں ہی تو شامل ہے)

اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت میں جب حضور ﷺ کا نام پاک قرآن میں آجائے تو درود نہ پڑھنا افضل ہے تاکہ قرآن کی روانی میں فرق نہ آئے۔

نماز میں 'اَلتَّحِیَّات' کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے، فرض، واجب نماز میں تو دوسری 'اَلتَّحِیَّات' میں سنت ہے اور پہلی میں منع، نوافل میں دونوں بار کی 'اَلتَّحِیَّات' کے بعد درود پڑھنا

Marfat.com

سنت یعنی پہلے قعدہ میں بھی درود شریف پڑھ کر کھڑے ہونا چاہیئے۔

درود شریف کتنا پڑھنا چاہیئے؟

'مشکوٰۃ شریف، باب الصلوۃ علے النبی ﷺ' میں ابی ابن کعبؓ کی ایک حدیث پاک نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! میں آپ پر کس قدر درود شریف آپ ﷺ پر پڑھا کروں؟" فرمایا گیا "جس قدر چاہو" عرض کیا کہ چوتھائی پڑھوں یعنی تین حصہ دیگر وظائف اور دعائیں اور ایک حصہ درود شریف' فرمایا: "جتنا چاہو مگر، اگر اور زیادہ کرو تو بہتر ہے" عرض کیا کہ آدھا' فرمایا" جتنا چاہو مگر، اگر اور زیادہ کرو تو بہتر ہے" عرض کیا کُل درود شریف ہی پڑھا کروں گا یعنی بجائے دیگر دعاؤں اور وظیفوں کے صرف درود پڑھا کروں گا' فرمایا "اِذًا یَّکْفِیْ ھَمَّکَ وَیُکَفِّرُ لَکَ ذَنْبَکَ" تو یہ درود تمہارے سارے رنج و غم کو کافی ہے اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا'

میرا محبوب (ﷺ) تمہارے درود کا محتاج نہیں!

اس آیتِ کریمہ میں جہاں مومنوں کو نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کی تاکید کی جارہی ہے وہاں ساتھ ساتھ اس آیت میں ہی متنبہ کیا جارہا ہے کہ اے درود پڑھنے والو! تم یہ خیال نہ کرنا کہ میرے محبوب ﷺ پر ہماری رحمتیں تمہارے مانگنے پر موقوف ہیں، میرے محبوب ﷺ تمہارے درود کے محتاج نہیں۔ کیونکہ یہ وہ فعل ہے جو بندوں تک محدود نہیں! اسے کرنے والے جہاں زمیں پر بسنے والے مومنین ہیں وہاں ساتھ ہی قدسیانِ فلک اور سب سے بڑھ کر زمین و آسمان کی سب مخلوقات کا مالک خود 'خدا' بھی اس وِرد میں ہر وقت مصروف ہے۔ اللہ کی اپنے محبوب کریم سے محبت دیکھیں کہ درود کو 'بندوں' تک محدود نہ کیا۔ اس لیے کہ کہیں یہ نہ ہو کہ بندے کبھی غفلت میں پڑ جائیں (کہ بندوں کو تو نیند بھی آتی ہے، بھول چوک بھی ہو جاتی ہے) اور درود و سلام نہ پڑھ سکیں تو اللہ چاہتا تھا کہ کوئی ایسا لمحہ نہ گزرے جس میں میرے محبوب ﷺ پر درود و سلام نہ پڑھا جارہا ہو۔

Marfat.com

دوسری بات یہ کہ فرشتوں کو بھی اس ورد میں مصروف کر دیا کہ زمین تو کیا آسمانوں پر بھی میرے محبوب ﷺ کا ذکر ہو اور میرے محبوب ﷺ کا نام لیوا فرش و عرش ہر جگہ موجود ہوں اور کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جس میں میرے حبیب ﷺ پر درود و سلام نہ پڑھا جائے۔

اس لیے میرے آقا کریم ﷺ پر درود و سلام نہ مخلوق کا محتاج ہے اور نہ کسی وقت کا، کہ پڑھنے والا تو خدا بھی ہے اور 'خدا' کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ، نہ ہی وہ کسی وقت اور لمحے کا محتاج ہے۔ تو وہ کب سے تھا اور کب تک ہے اور وہ یہ ورد کب سے کر رہا ہے اور کب تک کرتا رہے گا یہ کرنے والا جانتا ہے گویا جب تک رب ہے تب تک حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھا جائے گا نہ خدا کو فنا ہے نہ درود و سلام کو انقطاع ہے (سبحان اللہ)

اللہ اور بندے میں مشترک عمل

اللہ پاک نے قرآن حکیم میں بہت سے احکامات کا ذکر کیا ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ۔ مگر کسی جگہ اللہ نے یہ نہ فرمایا کہ یہ عمل میں بھی کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ میرے فرشتے بھی کر رہے ہیں تو تم بھی یہ عمل کرو۔ کیونکہ کوئی بھی کام ایسا نہیں جو رب کا بھی ہے اور بندے کا بھی ہے، کہ جو رب کا کام ہے جیسے پیدا فرمانا، رزق دینا، مارنا، وغیرہ یہ کام بندے ہرگز نہیں کر سکتے اور ہمارے کاموں سے رب بلند و بالا ہے کہ بندے کا کام عبادت کرنا، اطاعت کرنا ہے، رب اس سے پاک ہے۔ اگر کوئی ایسا عمل ہے جو ربِ کریم کا بھی ہو، ملائکہ بھی کرتے ہوں اور مومنوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہو وہ صرف آقا کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا ہے۔ صرف درود پاک وہ واحد عمل ہے جو 'عبد' اور 'معبود' میں مشترک ہے۔ سرکارِ اعظم پر درود و سلام بھیجنے میں جہاں خالق ہر وقت ہر جہت ہر جا مصروف ہے ساتھ ہی وہی خالق اپنے بندوں سے بھی یہ عمل کروا رہا ہے۔

درودِ پاک کی فضیلت اور اہمیت

درودِ پاک کی اہمیت اور فضائل تو بے شمار ہیں، جن کو لکھنے کے لیے اگر دنیا کے تمام سمندروں کی سیاہی بھی استعمال ہو اور تمام روئے زمین کو کاغذ بنا لیا جائے اور تمام دنیا کے درختوں کی قلمیں بنا لی

Marfat.com

جائیں اور کائنات کی تمام مخلوقات لکھنا شروع کردیں تب بھی درود و سلام کے فضائل کا ایک باب بھی مکمل بیان نہ پائے گا کہ

؎ زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے   تیرے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا

لیکن ہم یہاں اپنی محدود علمی کے باعث چند فضائل بیان کریں گے۔

٭ درود پاک ''شکرانے'' کا بہترین ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ جب عوام الناس کے عام قسم کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے تو سید الخلق امام الانبیاءؑ کے عظیم ترین اور ان گنت احسانات کا شکریہ ادا کرنا کس قدر لازم ہوگا کہ ہمارے وہ آقا ﷺ جن کے لب مبارک پر ساری زندگی یہ کلمہ رہا کہ ''مولا میری امت کو بخش دے'' ''مولا میری امت کو عذاب نہ دینا''

تو ہر امتی پر فرض ہے کہ وہ ادائیگیٔ شکر کرتے ہوئے محسنِ خلائق محبوبِ خداوند تعالیٰ (ﷺ) کا شکریہ ادا کرے اور آپ کے شکرانے کی بہترین صورتوں میں سے ایک صورت صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنا بھی ہے۔

٭ قربِ الٰہی کا ذریعہ

درود و سلام اللہ کا قرب حاصل کرنے کا اہم ذریعہ بھی ہے۔ کیونکہ درودِ پاک اللہ کے محبوب ﷺ کے ساتھ توسل ہے اور توسل کا حکم خود اللہ نے دیا کہ فرمایا:

وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ۝   اور کوئی وسیلہ محبوب کریم ﷺ کے علاوہ اللہ نے قریب تر اور اس کے ہاں عظیم تر نہیں۔

مطالع المسرات میں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی فرمائی:

''اے موسیٰ کیا تمہاری خواہش و آرزو ہے کہ میں تجھ سے زیادہ قریب ہوں تو محمد مصطفیٰ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام بھیجا کرو۔''

Marfat.com

دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر دعا اور آسمان کے درمیان حجاب حائل ہوتا ہے۔ جب تک نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر درود وصلوۃ نہ بھیجا جائے تو دعا قبولیت کے درجے پہ نہیں پہنچتی۔ مگر جب درود وسلام بھیجا جاتا ہے تو یہ تمام حجابات ہٹ جاتے ہیں اور دعا مقام قبولیت میں داخل ہو جاتی ہے۔

قبول ہی قبول

بندہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے، زکوۃ دیتا ہے، روزے رکھتا ہے، حج کی سعادت حاصل کرتا ہے، یہ سب عبادات ادا کرنے کے باوجود بھی کامل یقین نہیں کہ قبول ہوں گی یا نہیں۔ لیکن درود پاک ایک ایسی عبادت ہے جو ہر حال میں قبول ہی قبول ہے یعنی کہ ہماری زبانوں پر درود شریف کا جاری ہونا ہی اس کی قبولیت کی دلیل ہے۔ اور یہ سب اللہ کی رضا اور آقا کریم جان ﷺ کی عطا سے ہے۔

قرب مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ

درود وسلام میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر ہے اور جب کسی ہستی کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا جائے تو اس کے ساتھ مناسبت اور قلبی ربط و تعلق اور محبت و الفت پیدا ہوتی ہے اور مناسبتِ کاملہ اور محبت و الفتِ تامہ حاصل ہونے پر محبوب کے ساتھ روحانی قرب حاصل ہوتا ہے تو اس طرح درود وسلام کی وجہ سے دنیا و آخرت میں رسول اکرم ﷺ کا قربِ خاص اور آپ ﷺ کی معیت خاصہ کا شرف حاصل ہو جائے گا اور یہ معیت اور قرب عظیم سعادت ہے۔

جیسے کہ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ کو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا **"مانگ جو مانگنا ہے"** تو انہوں نے عرض کیا' میں آپ ﷺ سے یہ طلب کرتا ہوں کہ مجھے جنت میں اپنی رفاقت کا شرف بخشیں' تو آپ ﷺ نے فرمایا: **"اس سے افضل اور بہتر کوئی شے معلوم ہوتی ہے تو وہ**

Marfat.com

مانگ لو" تو انہوں نے عرض کیا "نہیں میرا مطلوب و مدعا وہی کہ آپ ﷺ کی رفاقت و معیت جنت میں بھی حاصل ہو جیسے کہ یہاں حاصل ہے۔

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے — سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

ترمذی، در منشور اور خصائص کبریٰ میں روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "بے شک سب لوگوں سے میرے قریب تر قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف بھیجنے والا ہوگا"۔

احادیث کی روشنی میں فضائلِ درود

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایک درود مجھ پر پڑھتا ہے اللہ پاک دس درود اس پر پڑھتا ہے" (براویت مسلم شریف)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایک مرتبہ میرے اوپر درود پڑھتا ہے اللہ پاک دس مرتبہ اس پر پڑھتا اور دس گناہ اس کے مٹا دیتا ہے اور دس درجے اس کے بلند کر دیتا ہے" (براویت النسائی)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص درود پڑھے نبی کریم ﷺ پر ایک مرتبہ، اللہ پاک اور اس کے فرشتے ستر (۷۰) بار اس پر درود پڑھتے ہیں۔ (براویت احمد)

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں بے شک دعا زمین اور آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے اللہ پاک کے حضور قبول نہیں ہوتی جب تک کہ تو درود نہ پڑھ لے اپنے نبی کریم ﷺ پر" (براویت الترمذی)

درودِ پاک سے بیانِ محبتِ مصطفیٰ ﷺ

ثواب نہیں سرکار ﷺ کا جواب چاہیئے

کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے کہ 'درود' سے اجرت ملتی ہے اور 'سلام' سے 'قربت' ملتی ہے۔ کہ عاشق لوگ ثواب کی تجارت نہیں کرتے بلکہ وہ تو 'سرکار ﷺ' کے جواب کی

Marfat.com

تجارت کرتے ہیں کہ وہ درود حکم، ثواب اور اجر کی نیت سے نہیں پڑھتے کہ عاشقوں کو تو مزا 'ثواب' میں نہیں 'سرکار ﷺ' کر جواب میں آتا ہے۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ "مومن جس جگہ سے بھی حضور ﷺ پر سلام پڑھے حضور ﷺ اس کا جواب دیتے ہیں"

(سلام پہنچتا ہے تو جواب دیتے ہیں، سنتے ہیں تو جواب دیتے ہیں، پڑھنے والے کو جانتے ہیں تو جواب دیتے ہیں، زندہ ہیں تو جواب دیتے ہیں)

اسی حدیث پاک کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ 'سلام' سے 'تعلق' بنتا ہے۔

جب امتی نے کہا: 'اسلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ)'

سرکار ﷺ نے جواب دیا 'وعلیک اسلام یا امتی' (میرے امتی تجھ پر بھی سلامتی ہو)

تو جب سرکار ﷺ کے لب ہل گئے، جواب آ گیا تو یہیں سے 'تعلق' شروع ہو گیا۔ اسی لیے اللہ نے سلام پہ زیادہ زور دیا کہ 'صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'

'صلوٰۃ' سے اللہ کا اپنے محبوب ﷺ سے اظہار محبت

امام راغب فرماتے ہیں کہ 'الصلوۃ' کا ایک معنیٰ 'تذکیہ' بھی ہے یعنی کسی کی 'صفائی دینا'۔ اور کہنا کہ اس میں کوئی نقص نہیں، کوئی عیب نہیں اور نہ کوئی کمی ہے نہ کوئی کجی۔ عربی میں عدالت میں پیش ہونے والے گواہ کو 'تذکیہ الشہود' کہتے ہیں وہ گواہ جو صفائی دیتا ہے۔

گویا اللہ کا 'الصلوۃ' کہنے کا معنی کہ وہ جانتا تھا اور جانتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوں گے جو میرے محبوب ﷺ میں نقص نکالیں گے، میرے محبوب ﷺ کی شان میں کجی دیکھیں گے، کمزوری بتائیں گے (معاذ اللہ)۔ تو اللہ نے پہلے سے ہی کہہ دیا

کہ لوگو! میرے محبوب ﷺ کی کیا کمزوریاں ڈھونڈو گے جب سے میں ہوں، میں

Marfat.com

محبوب ﷺ کا خود 'تزکیہ' کر رہا ہوں اور محبوب ﷺ کے ہر کمی و کجی سے پاک ہونے پر قسم کھا رہا ہوں اور ہر عیب اور نقص سے اس کا دفاع کرتا ہوں اور یہ اعلان کرتا ہوں خود رب ہو کر کہ "میرے محبوب ﷺ میں کوئی نقص نہیں!"

تو جس نے اب نبی پاک ﷺ کی ذات میں نقص نکالے تو اس نے گویا اللہ کو للکارا (معاذ اللہ)!

- سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا 'صلوۃ' پڑھنے سے کیا مراد ہے؟

امام فخر الدین، اور دیگر آئمہ کرام نے 'یُصَلُّوْنَ' میں اللہ کا درود بھیجنا سے مراد لیا ہے کہ "اللہ سارے فرشتوں کے اجتماع میں حضور ﷺ کی شان بیان کرتا ہے" کہ اللہ نے یہ نہیں کہا جیسے ہم کہتے ہیں کہ 'اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ' ہم اللہ سے کہتے ہیں 'اللہ تو بھیج' اللہ نے کس کو کہنا ہے کہ تم بھیجو۔ اللہ کوئی عبارت پڑھ کر درود نہیں بھیجتا بلکہ اپنے محبوب ﷺ کی عظمت اور تعریف و توصیف سرِ عرش اپنے فرشتوں کے اجتماع میں کر کے درود پڑھتا ہے۔ (یہی معنی امام رازیؒ، امام راغبؒ، امام قرطبیؒ، امام جلال الدین سیوطیؒ اور دیگر آئمہ تفسیر نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے)

نوٹ: ایک بات یہاں عرض کروں کہ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ "آپ عجیب لوگ ہیں ہر وقت حضور ﷺ کی شان ہی بیان کرتے رہتے ہیں یہ شخصیت پرستی ہے، (معاذ اللہ)، مبالغہ آرائی ہے۔ ایسے لوگوں کو میرا جواب یہ ہے کہ "یہ الزام خدا کے لیے ہم پر نہ دیں یہ الزام پھر دینا ہی ہے تو خدا پر دیں (معاذ اللہ) کہ ہم تو مجبور قیدی ہیں کہ ہمیں تو اسی خدا نے اپنی سنت اور امر کے ذریعے مجبور کر رکھا ہے۔ اب سوال اس سے کرو جو کہتا ہے کہ "میں ہر وقت اپنے محبوب ﷺ کی شان بیان کرتا ہوں"، (تفصیل کے لیے صحیح بخاری: کتاب التفسیر کا مطالعہ کریں)

فرشتوں اور امتیوں کے لیے تنبیہ اور اللہ کا اظہارِ محبت

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔

قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں آیا کہ۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۝ تو (آدمؑ کو) سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا (الحجر:۳۰)

'آدمؑ کو سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا' کوئی بھی باقی نہ رہا کہ جب اللہ نے حکم دیا سجدے کا تو یہ نہ کہا کہ آدمؑ کو "**میرے** فرشتوں نے سجدہ کیا" بلکہ کہا کہ "**سب** فرشتوں" نے سجدہ کیا۔ "کس کے فرشتے" کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ سب جانتے ہیں فرشتے ہیں ہی اللہ کے۔

جب محبوب ﷺ کی بات آئی تو فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ "بے شک اللہ اور **اس کے** فرشتے نبی مکرم ﷺ پر درود و بھیجتے ہیں"

اور جب محبوب ﷺ پر درود و سلام کا وقت آیا تو کیا ضرورت پیش آئی تھی اللہ کو یہ کہنے کی کہ "**میرے**" فرشتے" فرشتے تو تب بھی اللہ ہی کے تھے اور آج بھی۔ مگر فرق یہ تھا کہ وہ آدمؑ کو سجدے کی بات تھی، اور یہاں میرے مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام کی بات ہے۔

یہاں 'وَمَلٰٓئِكَتَهٗ' میں 'ہٗ' لگا کر اس اضافت کو اس لیے قائم کیا ہے تا کہ نسبت قائم ہو جائے۔ اور یہ اعلان ہو جائے جو 'میرا' فرشتہ ہے وہ میرے مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام پڑھے گا، اور جس نے مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام نہ پڑھا وہ آج سے میرا فرشتہ نہ رہا۔ یعنی 'میرا' کہہ کر اللہ نے فرشتوں کو متنبہ کر دیا کہ سن لو! ہو تو میرے ہی مگر میرا رہے گا وہی جو میرے مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام پڑھے گا۔

اب یہاں ہم امتیوں کے لیے بھی پیغام ہے کہ اللہ 'خدا' ہو کر اپنے فرشتوں کو تنبیہ کر رہا ہے کہ میرے فرشتے وہی ہیں جو میرے مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام پڑھتے ہیں اسی طرح حضور ﷺ کا امتی صرف وہی ہے جو حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھے گا اور جو نہیں پڑھے گا وہ مصطفیٰ ﷺ کا

Marfat.com

امتی نہ رہے گا۔

سب عبادتوں سے افضل عبادت ــــ آقا ﷺ پر درود

''اللہ پاک کا درود و سلام بھیجنا'' سے یہ معلوم ہوا کہ جو کام اللہ کرے اس کام کو 'اللہ کی سنت' کہتے ہیں۔ جب اللہ نے حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجا، بھیج رہا ہے اور بھیجتا رہے گا اور ہمیشہ بھیجتا ہے تو حضور ﷺ پر درود بھیجنا 'اللہ کی سنت' ہے۔

اس کے برعکس نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا یہ سب عبادتیں حضور ﷺ کی سنت ہیں، اللہ کی نہیں کہ وہ معبود ہے۔ اس کی سنت تو محبوب ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ہے اور چونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا درجہ برابر نہیں تو اسی طرح حضور ﷺ کا کوئی کام درجہ میں اللہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ رسول ﷺ کی سنت اللہ کی سنت کے برابر نہیں ہو سکتی کہ 'اللہ کی سنت' کا درجہ 'حضور ﷺ کی سنت' کے درجے سے بلند ہے۔ تو ساری عبادات، نماز روزہ، زکوۃ، سارے صالح اعمال حضور ﷺ کی سنت ہیں اور رسول کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا رب کی سنت ہے۔ جس طرح رسول ﷺ اللہ کے برابر نہیں اس طرح رسول ﷺ کی سنت رب کی سنت کے برابر نہیں۔ معلوم ہوا کہ:

نماز، روزہ، حج، زکوۃ سارے فرائض سر آنکھوں پر، بلند سے بلند تر سہی مگر خدا کی سنت کے مقابلے میں ساری عبادتیں ایک طرف ــــ اور مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ایک طرف ــــ!

گویا درود تمام عبادتوں سے افضل بھی ہے اور تمام عبادتوں کی زینت بھی......

اللہ پاک ہم سب کو اپنے حبیب ﷺ پر محبت سے درود پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی ان عاشقان مصطفیٰ ﷺ کی صف میں شامل کر دے جو حضور ﷺ پر درود و سلام ثواب کی ٹوکریاں سمیٹنے کے لیے نہیں بلکہ جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کرتے ہوئے حضور ﷺ کا جواب

Marfat.com

سننے کی نیت سے پڑھتے ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہوئے عشق اور قربتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب فرمائے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے اپنے دلوں کو جگمگاتے جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے اللہ کے بھی قریب ہو جائیں (آمین)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

؎ میری بات بن گئی ہے .... تیری (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بات کرتے کرتے

Marfat.com

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

وہ کمالِ حسن حضور ﷺ ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

خصائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

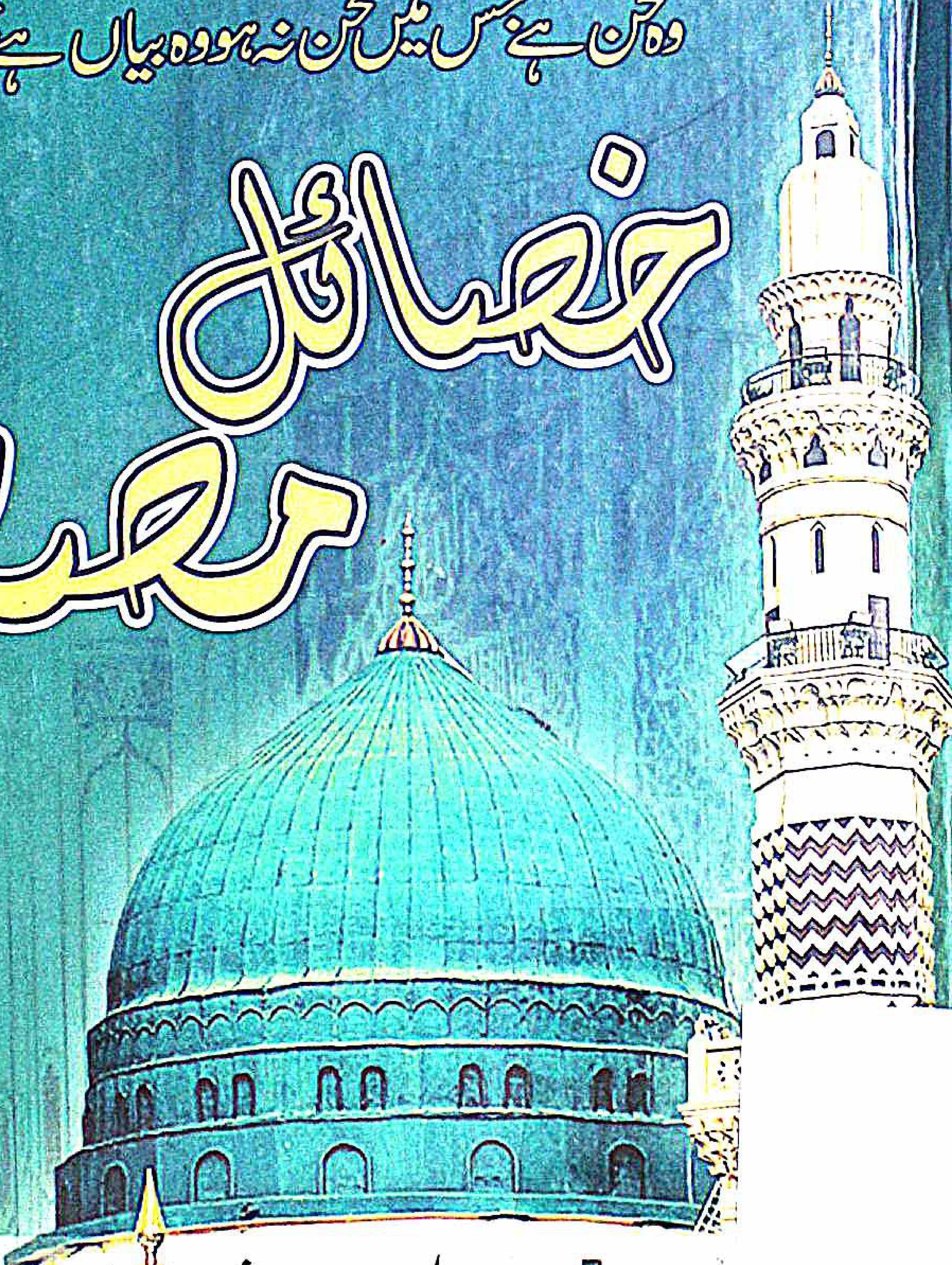

فیضان: پیر طریقت رہبر شریعت سلطان العارفین حضرت
قبلہ صوفی حق واسع قادری چشتی قلندری جہانگیری

Marfat.com